دغابازی

ایک

ناسور

ایک ایسی کتاب جس میں جھوٹ، جھوٹی گواہی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، الزام تراشی، ناپ تول میں کمی، دھاندلی، ہارس ٹریڈنگ، ذخیرہ اندوزی، پیشہ ورانہ گداگری، چور بازاری، قومی وعالمی منڈیوں کی دغابازی، جعلی کرنسی کا استعمال، فوٹو چینج، ناجائز سفارش، جعلسازی، ناجائز حیلے، نام نہاد تحائف کی شکل میں رشوت، فریب کاری، اپریل فول، بے بنیاد سیاسی پروپیگنڈے، سٹہ بازی، اوراسٹاک **ایکسچینج** کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق دغابازی کے مختلف پہلوؤں پر اسلامی اور رائج الوقت قوانین کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔

تالیف

پروفیسر اظہار الحق

معاون

[illegible] جدون

مکتبہ شیخ الہندؒ

Marfat.com

Marfat.com

دغا بازی

ایک ناسور

ایک ایسی کتاب جس میں جھوٹ، جھوٹی گواہی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، الزام تراشی، ناپ تول میں کمی، دھاندلی، ہارس ٹریڈنگ، ذخیرہ اندوزی، پیشہ وارانہ گداگری، چور بازاری، قومی اور عالمی منڈیوں کی دغا بازی، جعلی کرنسی کا استعمال، فوٹو چینج، ناجائز سفارش، جعلسازی، ناجائز حیلے، نام نہاد تحائف کی شکل میں رشوت، فریب کاری، اپریل فول بے بنیاد سیاسی پروپیگنڈے، سٹہ بازی اور سٹاک ایکسچینج کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق دغا بازی کے مختلف پہلوؤں پر اسلامی اور رائج الوقت قوانین کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔

تالیف : پروفیسر اظہار الحق

معاون: سعید الحق جدون

Marfat.com

۲۹۷۶۰۷

> 523 ۹

۱۲۷۱۷۲

نام کتاب : دغابازی ایک ناسور

تالیف : پروفیسر اظہار الحق

ترتیب : سعید الحق جدون

کمپوزنگ: بابر حنیف

سال طباعت : اپریل 2014

تعداد : 1100

قیمت : 100 روپے

ناشر: مکتبہ شیخ الہندؒ ٹھنڈ کوئی (صوابی)

رابطہ نمبر: 0345 9371753

<u>ملنے کے پتے:</u>

☆ جامعہ دار التفسیر والحدیث وخانقاہ شمسیہ شاہ منصور ضلع صوابی، خیبر پختوا

☆ مکتبہ شیخین الحق آباد۔ شاہ منصور، صوابی (0300-9084775)

☆ مکتبہ الہادیہ۔ مین بازار جہانگیرہ روڈ صوابی

☆ مدنی کتب خانہ، عبدالرحمن پلازہ، صوابی

☆ مکتبہ علمیہ۔ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

☆ یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور

☆ مکتبہ حقانیہ سردار پلازہ اکوڑہ خٹک

Marfat.com

انتساب

ان دو عظیم علمی اور روحانی شخصیات کے نام جن کو دنیا
''حضرات شیخین'' کے نام سے جانتی ہے یعنی
شیخ الحدیث حضرت مولانا **فضل الٰہی** رحمہ اللہ
اور شیخ الحدیث حضرت مولانا **شمس الہادی** رحمہ اللہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

Marfat.com

فہرست

تعارف: قاضی فضل اللہ (امریکہ)	17
عرض مؤلف: پروفیسر اظہار الحق	19
دیباچہ: مولانا سعید الحق جدون	23

ا: زبان سے جنم لینے والی دغا بازیاں

زبان کی حفاظت اور ہمارے اسلاف	36
لسانی دغا بازی اور خود احتسابی	37
زبان سے پیدا ہونے والی دغا بازیاں	38

۲: جھوٹ

دغا بازی کا بنیادی سبب	39
کذب (جھوٹ کی تعریف	39
جھوٹ برائیوں کی جڑ	40
قرآن میں جھوٹ کے لئے لعنت کا استعمال	40
جھوٹ نفاق کی علامت	41
جھوٹ مومن کی خصلت نہیں	41
دغابازی کے تین بنیادی اسباب	42
جھوٹ برائیوں کا مجموعہ	43

Marfat.com

احادیث میں جھوٹ سے بچنے کی تاکید	44
جھوٹ کی قباحت اسلاف کی نظر میں	45
جھوٹ کی مستثنیٰ صورتیں	46
جھوٹ کی مختلف صورتیں	46
جھوٹ کی تعزیری سزا	47

۳: اپریل فول

جھوٹ اور دھوکہ دہی کی جدید رسم	48
بے وقوفوں کا دن	48
اپریل فول کا تعلق رومن میتھالوجی سے	48
بت پرستانہ تقدس سے وابستگی	49
نوٹنگھم شائر سے اپریل فول کا تعلق	49
تیسری صدی کی انسائیکلو پیڈیا کی تحقیق	50
اپریل غیر اسلامی رسم	50
مغرب میں اپریل فول	50
اپریل فول اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	51

۴: جھوٹی گواہی

دغا بازی اور دھوکہ دہی کا ایک اہم پہلو	52
جھوٹی گواہی کے اسباب	53
سچی گواہی کی تاکید	54
گواہ کو تکلیف نہ دینے کی ہدایت	54
شہادت کا وسیع مفہوم	55
جھوٹی شہادت پر تعزیری سزا	56

Marfat.com

عصر حاضر میں جھوٹی شہادت پر تعزیری سزا	57
جھوٹی گواہی اسلامی قانون کی روشنی میں	58
مروجہ قوانین میں جھوٹی گواہی کی حیثیت	58
موازنہ	60

۵: جھوٹی قسم

دغا بازی کی بدترین شکل	61
قسم کی قسمیں	61
جھوٹی قسم منافقین کی خصلت	62
معمولی چیز پر بھی جھوٹی قسم موجب جہنم	64
تجارتی امور میں جھوٹی قسم کی ممانعت	64
جھوٹی قسم تین گناہوں کا مجموعہ	65
جھوٹی قسمیں کھانے والے تجار کے لئے لمحہ فکریہ	66

۶: بہتان تراشی

دامن عفت کو بلاوجہ داغدار بنانے کا مکروہ فریب	67
بہتان قرآن کی نظر میں	67
حضرت عائشہؓ پر بہتان کی برات	68
تہمت لگانے والوں پر حد قذف کا اجراء	68

۷: جھوٹا وعدہ

دغا بازی یا غداری کا ایک اہم باب	69
دغا بازی باعث نفرت	70
مسجد ضرار کی بنیاد فراڈ پر رکھی گئی	70
غداری فراڈ کی غرض سے بنائی گئی مسجد مسجد تقویٰ نہیں بلکہ ضرار تھی	71

Marfat.com

غداری کی وعید	72
آنحضرتؐ کا فوجی افسروں کو بدعہدی سے منع کرنا	72
بدعہدی اسلام کی نظر میں	72

۸: راز فاش کرنا 73

راز فاشی فتنے اور ہنگامے کا سبب	74
امانت کا وسیع مفہوم	74

۹: افواہ طرازی 75

۱۰: من گھڑت روایات بیان کرنا 77

۱۱: کاہنوں اور نجومیوں کی فریب کاریاں 78

کاہنوں کی فریب کاری کے خلاف اعلان جنگ	78
کہانت کی تصدیق کلام نبوی کی رو سے	79
غیب کے دعویدار پیروں کی حقیقت	80
مختلف طریقوں میں رائج کہانت	80

۱۲: تجارت

دغا بازی سے بچنے کے اصول	81
کاروبار میں دغا بازی کا شائبہ بھی نہ ہو	82
دغابازی سے پاک تجارت باعث نجات	84
تجارت میں دھوکہ دہی کی مذمت احادیث کی روشنی میں	85
تجارت میں دھوکہ دہی فقہاء اسلام کی نظر میں	86

۱۳: ملاوٹ

تجارتی دغابازی کا بنیادی عنصر	87
ملاوٹ کے انسداد کے لئے نگران کی ضرورت	88

Marfat.com

اشیاء خورد و نوش میں ملاوٹ کرنا	89
رائج الوقت قوانین اور ملاوٹ	90
ملاوٹ نامہ	91

۱۴: ناپ تول میں دھوکہ دہی

ناپ تول میں دھوکہ دہی قرآن کی نظر میں	92
ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو رسول اللہ کی تنبیہ	93
ناپ تول میں امم سابقہ کی بددیانتی	94
تطفیف کا وسیع مفہوم	95
کسی کا حق مارنا بھی تطفیف ہے	96
ناپ تول میں کمی کی قانونی سزا	97

۱۵: ذخیرہ اندوزی 98

ذخیرہ اندوزی کی تعزیری سزا	99
بجٹ سے پہلے ذخیرہ اندوزی ناپسندیدہ عمل	100
کن اشیاء میں ذخیرہ اندوزی جائز نہیں	101

۱۶: دام بڑھانے کیلئے بولی دینا 102

۱۷: سٹہ بازی اور سٹاک ایکسچینج 103

احادیث میں سٹہ کی ممانعت	104
حصص وتمسکات کی صورت	104
سٹاک ایکسچینج کا تعارف	105
سٹے کی خرابیاں	106

۱۸: جعلی کرنسی استعمال میں لانا 107

۱۹: تھن پر تھیلی باندھا ہوا جانور فروخت کرنا 108

Marfat.com

مویشی منڈیوں میں مروج تجارتی طریقہ کار	108
تھن میں دودھ روک لینا	109

۲۰: تلقی الجلب کی ممانعت

دھوکے کی صورت میں بائع کو خیار فسخ	110

۲۱: شہری دیہاتی کا دلال بننے کی ممانعت 112

عدم جواز کی وجہ	113

۲۲: تجارتی نام اور ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت 114

۲۳: لاٹری کی خرید وفروخت 115

۲۴: غائب چیز کا سودا 116

۲۵: راتوں رات امیر بننے کے دغاباز اشتہارات 117

۲۶: مزدوری میں دغا بازی کی مختلف صورتیں 118

۲۷: تجارت میں دھوکہ دہی کی تمام صورتوں کی ممانعت 120

ضرر کی چند صورتیں	120
منازعہ کی چند صورتیں	121
تمام شکلوں کی ممانعت کی وجہ دھوکہ بازی	122

۲۸: خیانت

دغا بازی کی بدنما صورت اور نفاق کی علامت	124
خیانت کی ممانعت قرآن کی رو سے	124
خیانت کی تعزیری سزا فقہاء کی نظر میں	125
خیانت کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا	126
قطع ید کا فیصلہ اور راجح قول	127
قول راجح کی دلیل	128

Marfat.com

مذکورہ مسئلے میں قول فیصل	128
خیانت کی سخت تعزیری سزا	129
خیانت نفاق کی علامت	129
خیانت مسلمان کے شایان شان نہیں	130
خیانت کرنے والے سے ایمان کی نفی	131
خیانت کا وسیع دائرہ	131

۲۹: سفارش یا رشوت پر نااہل کو اہل قرار دینا

عصر حاضر کا ایک قومی اور معاشرتی المیہ	132
نااہل کو اہل قرار دینے کی وعید	132
نااہل کو اہل قرار دینے کی چند صورتیں	133
سفارش قرآن کی نظر میں	133
جائز سفارش کی شرائط	134
ناجائز سفارش کی ممانعت احادیث کی روشنی میں	134
سفارش میں معزز اور غیر معزز دونوں برابر	135
رشوت ستانی سوسائٹی کے خلاف غداری	135
رشوت ستانی کی مذمت	136
رشوت کی حرمت پر علماء کا متفقہ فیصلہ	137
رشوت احادیث کی رو سے	137

۳۰: وکلاء کی پیشہ ورانہ خیانت 138

۳۱: تدریسی پیشے میں خیانت 139

۳۲: ڈاکٹرز کی پیشہ ورانہ دغابازی 140

۳۳: دیگر پیشہ ورانہ دغابازیاں 141

Marfat.com

۳۴: بغیر پیشگی اطلاع کے معاہدہ صلح ختم کرنا 142

صلح کی حالت میں جنگی اقدام خیانت	143
خیانت سے بچنے کے لئے صحابہ کی کمال احتیاط	143

۳۵: حدیث کی سند کے عیب کو چھپانے کی خیانت

حدیث مدلس کی قسمیں	144
تدلیس میں الفاظ ادا	145
تدلیس کی مثال	145
مدلس الاسناد کی صورتیں	145
تدلیس جھوٹ کی نظیر	146
تدلیس کی دوسری قسم مدلس الشیوخ	146
علم حدیث میں خیانت کا واقعہ	147

۳۶: سیاست اور فراڈ

سیاست کے معنی اور مفہوم	148
پالٹکس اور مفکرین کی آراء	150
سیاست اصلاح کا ذریعہ	151
سیاست دین کا اہم شعبہ ہے	151

۳۷: سیاست کے بنیادی اصول

قرآن وسنت کے آئینہ میں	153
حاکمیت اعلیٰ	153
شوریٰ	154
خلیفہ کا انتخاب	155
باصلاحیت سربراہ کا انتخاب	157

Marfat.com

عدل وانصاف اور قانونی مساوات	157

۳۸: سیاسی دغابازیاں

ڈکٹیٹرشپ' دھاندلی' ہارس ٹریڈنگ اور بے بنیاد پروپیگنڈے	158
ڈکٹیٹرشپ : فرعون آمریت کی بھیانک تصویر	159
ربوبیت کا دعوی	159
عوام کو غلام سمجھنا	160
سرمائے اور دولت کو معیارِ شرافت سمجھنا	160
سیاسی قتل وقتال	160
سیاسی رشوتیں دینا اور لوگوں کے ضمیر خریدنا	161
فرعونی اصول امریت اور عصر حاضر کی سیاست	161

۳۹: پارٹی منشور سے انحراف

عوام سے کیئے گئے وعدوں سے انحراف بھی دھوکہ دہی	163

۴۰: سیاسی پروپیگنڈہ

بے بنیاد پروپیگنڈے کے منکرات	165
فریق مخالف کے لئے نفرت کی فضاء	166
عوام میں اپنی ہمدردی کے لئے جذبات ابھارنا	166
حقائق کو مسخ کرنا	167
عوامی نفسیات کو دھوکہ دینا	167
اپنی پذیرائی کے لئے محترم اشخاص کا نام استعمال کرنا	167
ریاکاری	168
بہتان طرازی	168
غیبت اور بدگوئی	168

Marfat.com

۴۱: دھاندلی 170

۴۲: ہارس ٹریڈنگ 172

۴۳: عصر حاضر کی سیاست نبوی سیاست کے آئینے میں

نسلی لسانی اور جغرافیائی سیاست	173
اصول کی سیاست	174
دغابازی سے پاک سیاست	174
خالص اسلامی سیاست کی برکت	175
سیاسی رجال کار کی تربیت	175

۴۴: ناجائز حیلے اور دغا بازی

شرعی مفہوم	176
حیلہ کی قسمیں	176
مطلق حیلے کا اطلاق ناجائز حیلے پر	177
جائز حیلے سے فائدہ نہ لینا اور ناجائز سے لینا مذموم	177
ناجائز حیلے اسلامی قانون کی روشنی میں	178
حرمت حیلہ حدیث کی رو سے	179
حرمت حیل پر اقوال صحابہ	180
حرمت حیل اور اجماع صحابہ	180
حرمت حیل اور فقہا	181
حیلے عقل کی نظر میں	182
موضوع زیر بحث پر ایک نظر	182
حیلہ سازوں کی دلیل	183
قصہ یوسف سے استدلال	183

Marfat.com

حرمت حیل اور عہد سابق	184
عصر حاضر کے حیل	185

۴۵: رشوت کو تحفے سے موسوم کرنا

حضورؐ کا سرکاری اہلکاروں کو تنبیہ	186
حیلہ سازیوں کے بارے میں آنحضرتؐ کی پیشنگوئی	187

۴۶: فوٹو چینج کا حیلہ 188

۴۷: اقربا پروری اور کرپشن بنام اثر ورسوخ

حیلوں سے کسی کی حق تلفی مذموم فعل	189
اقربا پروری ملک وملت کے لئے باعث نقصان	190
شرائط پر پورا ہو کر عہدے کا مطالبہ کرنا	190
میرٹ کی خلاف ورزی خیانت ہے	191
دغاباز حکمران پر جنت حرام ہے	191
نااہل کو عہدہ تفویض کرنا قومی خزانے کا ضیاع	192
کرپشن کا معاشرے پر اثر	193

۴۸: اسلام اور جدید میڈیا

غلط پروپیگنڈے اور برائی کی تشہیر کا موثر ذریعہ	194
جدید ذرائع ابلاغ کی شرعی حیثیت	196
انبیائے کرامؑ اور مروجہ ذرائع ابلاغ:	197
پاک میڈیا کی ضرورت:	198
میڈیا کی فریب کاریاں اجتماعی ہلاکت کا باعث:	199

۴۹: فحش تصاویر کی اشاعت 202

۵۰: برائی کی تشہیر زیرو کو ہیرو بنانے کے سکینڈلز 203

Marfat.com

۵۱: ابلاغ عامہ کے رپورٹرز اور اینکرز باوثوق ذرائع کا سہارا لیں

204	بااعتماد خبر کیلئے امانتدار اتھارٹی کی ضرورت
205	بااعتماد رپورٹر کی ضرورت
206	ابلاغ کے حوالے سے آنحضرت کی امانتداری

۵۲: رپورٹرز کی ذمہ داریاں

207	فاسق کی خبر کی تحقیق
207	بلا تحقیق بات آگے نہ بڑھانا
208	تحقیق کیلئے شہادت کی ضرورت
208	تحقیق کیلئے سند بیان کرنا
209	خبر دینے میں اصول تحقیق پر عمل کرنا
210	صحیح خبر کے لئے اصول روایت ودرایت کا تعین
211	مبلغ کیلئے مستند روایات کا سہارا لینا
211	وعظ وتقریر کے حوالے سے افسوسناک پہلو
213	ذرا سوچئے

Marfat.com

تعارف

علامہ قاضی فضل اللہ دامت برکاتہم العالیہ (امریکہ)

دغا بازی ایک معاشرتی ناسور ہے' آج مہذب قومیں بھی اس گرداب میں پھنسی ہوئی ہیں' ملاوٹ' دھوکہ دہی' جھوٹ' ناپ تول میں کمی' الزام تراشی' ذخیرہ اندوزی' جھوٹی گواہی' ناجائز سفارش' جعلی کرنسی' دھاندلی' چور بازاری' فوٹو چینج' ہارس ٹریڈنگ' اپریل فول' سٹہ بازی' سیاسی پروپیگنڈے' پیشہ ورانہ گداگری اور دیگر بیسیوں فریب کاریاں روز کا معمول بن گئی ہیں۔ کثرت عمل کی وجہ سے لوگ ان عظیم گناہوں کو گناہ تصور کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں' ایسے حالات میں اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ ایک ایسی کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے جس سے دغابازی سے بچنے کے لئے ہر مسلمان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رہنمائی مہیا کی جائے اور دغا بازی کی تقریباً تمام مروج شکلیں اوران کے احکام کا احاطہ کیا جائے۔ جس سے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں فراڈ جیسے موذی مرض سے ہمیں نجات مل جائے۔ چنانچہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے پروفیسر اظہار الحق صاحب اور مولانا سعید الحق جدون سے لیا۔

فاضل مولف پروفیسر اظہار الحق صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ایک مشہور علمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ ۱۹۶۰ء کو ضلع صوابی کے مشہور علمی اور تاریخی گاؤں شاہ منصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب صوبہ خیبر پختونخوا کی معروف علمی شخصیت اور بزرگ صوفی تھے۔ برادرم پروفیسر اظہار الحق صاحب نے اسلامی تعلیم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جیسی شہرہ آفاق درسگاہ سے حاصل کی۔ پشاور یونیورسٹی سے ۱۹۸۳ء میں ایم اے اسلامیات اور ۱۹۸۵ء میں ایم اے عربی میں آپ کی نمایاں پوزیشن رہی۔ علوم اسلامیہ میں ایم فل کی ڈگری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے حاصل کی۔

موصوف گورنمنٹ کالج لاہور میں علوم اسلامیہ کے پروفیسر ہیں۔ ان کی علمی استعداد اور صلاحیت ایک مسلم حقیقت ہے۔ جدید وقدیم علوم سے واقفیت رکھتے ہیں' مطالعے کے ذوق سے سرشار ہیں۔ بے شمار اخبارات اورادبی جرائد سے وابستہ ہیں۔ ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھے لکھاری بھی ہیں۔ اسلامی نظام حیات' جدید سائنسی دور میں ایمان باللہ کی

Marfat.com

ضرورت' زراعت اسلام کی نظر میں' مجتہدین کے باہمی اختلافات کی نوعیت' یورپ پر اسلامی سائنس کے اثرات' مسلمانوں کے مادی تنزل کے اسباب اور علاج۔ روایت اور درایت کے اصول' اردو میں اصول تحقیق' بنیادی اور ثانوی ماخذ کا فرق اور ضلع صوابی کی قابل رشک علمی شخصیات ان ہی کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں۔

اس بار انہوں نے دغا بازی جیسے اہم موضوع پر خالص علمی ذوق کے حوالے سے قلم اٹھایا' دغا بازی کا میدان تو وسیع وعریض ہے اور اس برے عمل کے کارندے ہر میدان اور ہر شعبہ زندگی میں آپ کو ملیں گے۔ حتیٰ کہ آج کے دور میں اگر کسی کے سامنے یہ تذکرہ کیا جائے کہ فلاں تاجر' انتظامی افسر یا کوئی اور ذمہ دار فرد دھوکہ نہیں کرتا تو لوگ اس کو تسلیم نہیں کریں گے اور اگر کسی نے دل پر پتھر رکھ کر تسلیم کر بھی لیا تو پھر اسے ایک خارق عادت سے کم نہیں سمجھتے۔

کتاب کے دوسرے فاضل مولف مولانا سعید الحق جدون ہیں' موصوف ۱۹۸۳ء کو علاقہ گدون کے مشہور گاؤں منگل چائی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ ایک جید عالم تھے۔ مولانا سعید الحق جدون نے بھی دارالعلوم حقانیہ سے ۲۰۰۹ء میں فراغت حاصل کی۔ پشاور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم ایڈ کی ڈگری حاصل کی۔ اب گورنمنٹ سکول میں تدریس کے سلسلے سے منسلک ہیں۔

مولانا سعید الحق جدون کی متعدد کتابیں قارئین تک پہنچ چکی ہیں۔ ہماری تعلیمی زبوں حالی اسباب وتدارک' زبان کی شرارتیں' امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ' مولانا شیر علی شاہ صاحب کی درسگاہ میں اور کشکول حکایات ان کی علمی اور تحقیقی کتابیں ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف رسائل وجرائد میں انکے تحقیقی اور اصلاحی مضامین ومقالات علمی دنیا میں بیش قیمت اضافہ ہیں۔

دونوں فاضلین نے انتہائی عرقریزی سے کام لیتے ہوئے علمی اور تحقیقی انداز میں اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ دغابازی ایک ایسا موضوع ہے جس کا ہر حوالے سے احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے' اس لئے یہ کتاب قارئین کے لئے ایک اجمالی خاکہ ہے۔ اس کے مطالعے سے قارئین میں دغابازی سے نفرت کی انگخیت پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مولفین کی اس کاوش کو انسانیت اور اہل اسلام کے لئے خیر کا باعث بنادے اور مسلمانوں کو فراڈ جیسے منبع مفاسد سے بچنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین

قاضی فضل اللہ

Marfat.com

عرضِ مؤلف

پروفیسر اظہار الحق

فراڈ (دغابازی) ایک ایسا قومی المیہ ہے جس نے ہمارے معاشرے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ایک ایسا ناسور ہے جو نا قابلِ علاج بنتا جا رہا ہے۔ ہم مسلمان ہیں' حضورؐ کے امتی اور قرآن کے ماننے والے ہیں مگر پھر بھی اس حوالے سے نہ ہمیں کوئی قرآنی حکم نظر آ رہا ہے اور نہ ارشاد نبویؐ۔ جس طرف دیکھئے دیگر برائیوں کی طرح فراڈ' دغابازی اور دھوکہ دہی کی بیماری ہمارے اندر ایسی سرایت کر چکی ہے' گویا یہ ہمارے معاشرے اور سوسائٹی کا جزو لاینفک ہے اور تو اور اچھے خاصے دیندار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان بھی فراڈ اور دغابازی کو عملاً کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ ادھر نماز ادا کر دی ادھر دکان پہ بیٹھ کر ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی بیشی کا مشغلہ پھر سے شروع کر دیا ادھر حج اور عمرہ پر لاکھوں روپے قربان کئے ادھر دفتر میں بیٹھ کر ایک کا حق دوسرے کو اور دوسرے کا تیسرے کو دینا گویا حج وعمرہ کے مناسک کا آخری منسک سمجھا۔ ادھر قال اللہ اور قال الرسول کے نعرے لگاتے نہیں تھکتے' ادھر فراڈ اور دغابازی کی آخر وہ کون سی شکل ہے جس سے ہم مستثنیٰ ہیں۔ اور اب تو لوگوں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ جہاں فراڈ اور دغابازی کا کوئی سکینڈل منظر عام پر آ کر زبان زدِ عام ہو کر میڈیا کی زینت بن جاتا ہے تو بلا تامل یہ کہنا شروع ہو جاتا ہے کہ کوئی مسلمان کوئی پاکستانی اس میں ملوث ہوگا۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ ہم اتنے ذلیل وخوار ہونے کے لئے کیوں تیار بیٹھے ہیں؟ کہ ہر برائی کی نسبت ہماری طرف ہو جاتی ہے۔ آخر اس خوابِ غفلت سے ہم کب بیدار ہو جائیں گے۔ اپنے آخری پیغمبرؐ کے اس ارشاد "من غش فلیس منا" کو کب اپنے عملی ایمان کا حصہ بنائیں گے۔ کاش! کہ آج ہی سے ہم توبہ کر لیں۔ ایک نئے عزم کے ساتھ

Marfat.com

یہ عہد کریں کہ بس یا تو مسلمان رہیں گے یا دغاباز۔ کیونکہ ایمان اور دغابازی ایک دوسرے کے منافی ہیں جو ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ آخر ہم اپنی دنیا و آخرت کو کیوں برباد کررہے ہیں؟

علاج اس کا کیا ہے؟ تو وہ بھی آسان موثر اور واضح ہے۔ ہر قسم کی دغابازی اور فراڈ کی بنیاد جھوٹ ہے اور اگر ہم صرف جھوٹ سے توبہ کرلیں تو فراڈ اور دغابازی کا نام ونشان ختم ہوجائے گا؟ یہی نسخہ قرآن نے بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً

یعنی سچی، ٹھیک اور سیدھی بات کیا کرو۔

علامہ اقبال نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

آج سے ٹھیک ۲۲ برس قبل تلبیس وتزویر (فراڈ) پر ۲۰۰ صفحے کا میرا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ نام تھا "تلبیسی جرائم اسلامی قانون کی روشنی میں" اہل علم اور خواص میں اس کی خوب پذیرائی بھی ہوئی۔ مگر اس وقت دل میں قوم وملت کا یہ درد اس انداز میں ۵۰٪ فیصد بھی نہیں تھا جو آج ہے۔ ظاہر ہے' اخلاص بھی نہ ہونے کے برابر تھا کہ اس وقت وہ مقالہ لکھنا ایم فل کی ڈگری کے حصول کے لئے تھا۔ پھر یہ کہ اس زمانے میں مجھ پر مشکل نویسی اور عربیت کا ایسا بت سوار تھا کہ عام تعلیم یافتہ حضرات تو کجا اچھے خاصے انگریزی دان اور تعلیم یافتہ لوگ بھی اس سے استفادہ کرنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔ میرے ایک ڈاکٹر دوست نے اس وقت جب کتاب کا مطالعہ مکمل کیا تو مجھے پیغام بھیجا کہ شاید کتاب اچھی ہوگی لیکن اس کا اردو ترجمہ ضرور کیجئے۔

یہ شاید اس عمر کا تقاضا بھی تھا اور رواج بھی جس کو اب لایعنی بلکہ فضول سمجھتا

Marfat.com

ہوں۔اب تہہ دل سے یہ داعیہ پیدا ہوگیا ہے کہ ریا کاری' نمود ونمائش وغیرہ سے ذہن کو مکمل پاک کر کے ایک تو آخرت کیلئے کوئی توشہ خلوص دل کے ساتھ ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ اس قوم وملت اور امت کا مجھ پر دین کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے ایک قرض اور فرض ہے جس کو چکھانا لازمی ہے۔ ورنہ تو قیامت کے دن اللہ کے ہاں لاجواب رہوں گا کہ آپ کے ماحول میں تو لوگ دین کے منافی اس کام میں مگن رہے۔اور آپ بے فکر خراٹے لے رہے تھے۔اسلئے اس موضوع پر میں نے ازسرنو کام شروع کرنے اور کچھ مواد آسان الفاظ میں ۱۹۹۲ میں شائع شدہ اپنی کتاب سے منتخب کر کے اپنی قوم کے سامنے رکھنے کی بسم اللہ کرلی۔ اس امید کے ساتھ بھی کہ ہوسکتا ہے چار پانچ فیصد لوگوں کی اصلاح ہوجائے یا اگر صرف میری بھی اصلاح ہوجائے تو کچھ نہ کچھ تو ہاتھ آجائے گا۔

میرا ارادہ ہے کہ اردو زبان کے علاوہ اس کتاب کا ترجمہ دیگر مقامی زبانوں اور خصوصاً عربی اور انگریزی میں بھی ہوجائے۔یہ کام تو ہر لحاظ سے میرے لئے مشکل ہے مگر اگر کوئی ادارہ اس کے لئے تیار ہوجائے تو میرا مکمل تعاون اور دعائیں ساتھ رہیں گی کیونکہ اس کتاب کا مقصد نہ تاجرانہ ہے نہ اشتہارانہ ۔ لہٰذا جو احباب اس کو اپنی طرف سے اس کو جتنا شائع کریں گے اور پھیلائیں گے ان کو میری طرف سے اس شرط کے ساتھ مکمل اجازت ہوگی کہ کتاب کے الفاظ اور مشتملات میں کوئی ردوبدل نہ ہو۔ وہ لوگ جو کسی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے شائع کرنا چاہیں'وہ بس اصلاح کا ارادہ کرتے ہوئے مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔یہی لوگ قابل تبریک ہوں گے۔

آپ یقین کریں ہم بحیثیت پاکستانی اور بحیثیت امہ اس وقت ترقی کے قابل ہوجائیں گے جب اس مرض (فراڈ) سے چھٹکارا حاصل کرسکیں گے۔ جب میں نے اس کام کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کام کو میرے لئے آسان بنانے کے لئے ایک اچھا معاون مولانا سعید الحق جدون کی شکل میں دیا۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے اس کتاب

Marfat.com

کی ترتیب و تدوین میں اپنی پوری سعی کی' جس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔ بابر حنیف تو ہیں ہی ہمارے دست و بازو۔انہوں نے کمپوزنگ میں نہ تو زیادہ وقت لیا نہ ہی کسی قسم کی لیت و لعل سے کام لیا۔

اس کتاب کو آپ تک پہنچانے کا ایک ہی جذبہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فراڈ' دغابازی' دھوکہ دہی 'تلبیس وتزویر جیسی برائیوں سے نجات دے تاکہ من حیث القوم اور من حیث الامہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہونے کیساتھ ساتھ دنیا میں ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل ہوسکیں۔پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس اس مرض کا علاج موجود ہے ۔مرض کی تشخیص بھی ہوچکی ہے اب صرف نسخہ شفا استعمال کرنے کی باری ہے جس کیلئے ارادہ وعزم کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا بھی مانگنی چاہیے۔ باقی تو حکومت و ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پوری ایمانداری و دیانتداری کیساتھ ان برائیوں سے لوگوں کو دور رکھیں۔ جیسا کہ دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک میں ہورہا ہے۔اسلئے کچھ حد تک مایوس ہوتے ہوئے بھی پرامید ہوں کہ علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی ! اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین

ابوالافنان اظہار الحق' شاہ منصور

۳۱/مارچ ۲۰۱۴ء

رابطہ نمبر:0300-5684615

0300-9798980

۱۲۷۱۷۲

Marfat.com

دیباچہ

(مولانا) سعید الحق جدون

دغا بازی ایک ایسا ناسور ہے جو معاشرے کی ہر ہر رگ میں موذی مرض کی طرح پھیل رہا ہے ہماری سوسائٹی کا کوئی ایسا گوشہ بطور مثال پیش کرنا مشکل ہے جس میں دغابازی نہ ہو' آج تو دغا بازی کوایک فن اور ایک ہنر تصور کیا جاتا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ہم روزمرہ دسیوں دغا باز سیکنڈلز مشاہدہ کررہے ہیں' جس میں کبھی کرپشن سفارش اور اقرباء پروری کا مقدمہ ہوتا ہے تو کبھی سٹہ بازی' ذخیرہ اندوزی اور مضاربہ سیکنڈل سرعام (*) پے سرعام ہوتے ہیں' اسی طرح کبھی چوری سینہ زوری کا معاملہ تو کبھی ملاوٹ وسجاوٹ کا تنازعہ جس کو دیکھ کر یہ تاثر عام ہورہا ہے کہ گویا دغابازی کوئی گناہ ہی نہیں' یہی وجہ ہے کہ دغا بازی جیسی ملعون خصلت ہماری فطرت ثانیہ بنتی جارہی ہے۔

دغا بازی عظیم گناہ ہے اسلام نے دغا بازی کی سخت مذمت کی ہے کیونکہ یہ عمل معاشرے کو سرطان کی طرح کھوکھلا کردیتا ہے۔ سماج کو تاخت وتاراج کر دیتا ہے' عبادت کے اثر کو زائل کردیتا ہے محبت اور اخوت کو ختم کردیتا ہے۔ چھوٹے بڑے کی تمیز ختم کردیتا ہے' اعتماد کے ستون کو گرا دیتا ہے مکروفریب کی بیج بودیتا ہے' افتراق اورانتشار کو فروغ دیتا ہے' فتنہ وفساد کو برپا کردیتا ہے' مختصر یہ کہ دغا بازی تمام برائیوں کی جڑ ہے' جہاں دغا بازی ہوگی' وہاں ہرقسم کی برائی کا منبع ہوگا۔

جولوگ دغابازی کررہے ہے آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے امتی ہونے سے محروم ہونے کی وعید سنائی ہے' ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے

* 'سرعام' ایک پرائیویٹ چینل کا خصوصی پروگرام ہے

Marfat.com

پاس سے گزرے' اپنا دست مبارک اس ڈھیر کے اندر داخل کر دیا' تو انگلیوں میں تری لگی۔ آپ ﷺ نے غلہ والے سے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ بارش کا پانی اس میں پڑ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب یہ بات تھی تو اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا۔ تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں' پھر فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس حدیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دغا بازی کس قدر عظیم جرم ہے' جس کے سدباب کیلئے حضور ﷺ خود بازار کا چکر لگاتے اور مختلف قسم کی اشیاء میں دغابازی کے پہلوؤں کو تلاش فرماتے تا کہ کوئی دکاندار یا کوئی تاجر کسی سے دغا بازی نہ کرے' یہی وجہ تھی کہ عہد نبویؐ کا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ تھا جس میں لوگ امن وامان اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے تھے' آج اگر ہم بھی ان دغابازیوں کو خیر باد کہیں۔ تو ہم بھی ایک نیک اور صالح معاشرے کو تشکیل دے سکتے ہیں' جس میں امن وامان' اخوت و بھائی چارہ اور سکون و خوشحال زندگی ہوگی۔

دغابازی کی لفظی تحقیق:

دغا بازی کے لئے عربی میں تلبیس کا لفظ استعمال ہوتا ہے' تلبیس کا لفظ لبس سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''شبہ'' صاحب قاموس لکھتے ہیں کہ تلبیس کے معنی ہیں' کسی چیز کو مشتبہ کرنا' خلط ملط کرنا اور شبے میں ڈالنا دیگر اہل لغت نے اس کے ساتھ عیب چھپانے' دشوار بنانے اور مکروفریب کو پوشیدہ رکھنے کے معنی بیان کئے ہیں سید احمد دہلوی لکھتے ہیں کہ کسی چیز میں دوسری چیز کی مشابہت بغرض مغالطہ دغابازی کہلاتا ہے۔

دغا بازی کے لئے انگریزی میں Fraud کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی ڈکشنریوں نے فراڈ کی کئی طریقوں سے وضاحت کی ہے۔ تاہم قارئین کی خدمت میں صرف ایک تعریف پیش کی جاتی ہے۔

' Encylopeadia Britanica نے لفظ Fraud کی وضاحت درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

Marfat.com

Fraud in law the Deliberate Misrepresentation of fact for the purpose of depriving some one of valuable possession.

قانونی لحاظ سے دھوکہ دہی یا فراڈ قصداً کسی حقیقت کو اس غرض سے چھپانا تاکہ کسی کو اس کے قانونی حق سے محروم کیا جاسکے۔

دغا بازی کی مختلف صورتیں:

اس وقت سوسائٹی میں دغابازی کی مختلف صورتیں رائج ہیں' جن میں تمام صورتوں کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

زبان سے جنم لینے والی دغا بازیوں میں سے جھوٹ اور جھوٹی گواہی نمایاں ہیں' لیکن اس کے ضمن میں کئی ایسے امور شامل ہیں' جن کو لوگ ''احسان مندی'' کا نام دیتے ہیں' حالانکہ وہ دغا بازی ہوتی ہے' امتحان میں فیل طالب علم کو نمبرات دے کر پاس کرانا' ضرورتمند انسان کو ڈیوٹی ادا نہ کرنے کیلئے میڈیکل سرٹیفیکٹ دینا' غیراہل آدمی کو ووٹ دینا' غیر مستحق طلبہ کو سرٹیفیکٹ یا سند دینا' غلط ڈومیسائل' شناختی کارڈ اور دیگر کاغذات کی تصدیق کرنا' یہ اوران جیسے دیگر سب امور دغا بازی کے زمرے میں شامل ہیں' جن کے بارے میں جاننا اور پھران چیزوں سے محتاط رہنا ایمانی تقاضا ہے۔

تجارت کے حوالے سے اگر ہم بنظر غائر مطالعہ کریں تو ہمیں تجارت اور کاروبار میں فراڈ کے کئی طریقے سامنے آئیں گے جن میں سے ایک بنیادی عنصر ملاوٹ ہے۔ بازار میں قیمہ فروش گوشت کے ساتھ چربی ملا کر بیچتا ہے۔بھینس کا نر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے فوراً ذبح کر کے چھوٹے گوشت کے ساتھ خلط ملط کر کے بیچ دیتے ہیں۔ دوسرا اور اصل مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ بھینس کا دودھ پورا کا پورا بازار میں فروخت کیا جاسکے کیونکہ بھینس کے نر بچے کی بہ نسبت مادہ بچے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مصالحہ فروش مصالحے میں مختلف گندی چیزیں ملاتا ہے' گھی اور چینی کی صنعتوں میں ملاوٹ

Marfat.com

اور گندگیوں کے طوفان دیکھ کر انسان کو گھن آنے لگتی ہے۔ دودھ کے ساتھ پانی کی ملاوٹ معمول کا کاروبار ہے' چائے میں رنگ کاٹ ملانا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ اس کے علاوہ سبزی فروش باسی سبزی پر پانی چھڑکا کر تازہ سبزی کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ فروٹ فروش نمائش کی الماریوں میں فروٹ رکھتا ہے تو فروٹ کا گندا اور خراب حصہ نیچے کی طرف چھپا کر گاہک کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔ ناپ تول میں کمی تو تاجروں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ غلط ٹریڈ مارکوں کے ناموں پر ورغلانے کو تجارتی ہنر سمجھا جاتا ہے' ذخیرہ اندوزی' کرپشن اور سٹہ بازی کو سرمایہ کاری تصور کیا جاتا ہے' جعلی کرنسی کا استعمال تو روز کا معمول بن گیا ہے' یہ تمام صورتیں ایک قسم کی دغابازی ہے۔

میڈیکل کے شعبے میں بھی دغابازی زوروں پر ہے۔ بازاروں میں جعلی ڈاکٹروں کی کوئی کمی نہیں' جن کے پاس نہ ڈگری ہے اور نہ تجربہ لیکن صرف سادہ لوح عوام کو ورغلانے کے کئی طریقے جانتے ہیں' اسی طرح میڈیکل سٹورز میں جعلی ادویات انسانی جانوں کے لئے خطرے کی گھنٹیاں ثابت ہو رہی ہیں۔

سیاسی لوگوں کے دغابازی کے کچھ اور طریقے ہیں' سادہ لوح عوام کے سامنے انتخابی مہم میں پرکشش آفر پیش کرتے ہیں' بلند بانگ دعوے اور قِسم قِسم کے وعدے کرتے ہیں۔ ووٹ ڈالنے کے بعد یہی عوام اپنے لیڈروں کے دیکھنے کیلئے پانچ سال ترستے رہتے ہیں' دھاندلی کی شکایت ہر لیڈر کی زبان پر ہوتی ہے' بے بنیاد پروپیگنڈوں سے پاکدامن لوگوں کی عزت کو تار تار کرنا سیاست کا حصہ گردانا جاتا ہے۔

نجومیوں' عاملوں اور جادوگروں اور جعلی پیر وفقیروں کی ایک الگ دنیا ہے' یہی فریب کار سوسائٹی میں عوام کو نت نئے طریقوں سے لوٹ رہے ہیں' دغا بازی سے نہ صرف یہ کہ لوگوں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں بھی لوٹ لیتے ہیں۔ یہی جعلی پیر وفقیر اور تو اور وہ تو آج کل سرجن بن کر آپریشن بھی

Marfat.com

کراتے ہیں اور خدا کے سادہ لوح بندوں کی جیب تراشی اس انداز میں کرتے ہیں کہ لوگ خوشی خوشی ان کے پاس آ کر جیب خالی کرا کر واپس جاتے ہیں۔

میڈیا کی فریب کاری تو روز روشن کی طرح واضح ہے' بے بنیاد پروپیگنڈے میڈیا کا محبوب مشغلہ ہے' فحش لٹریچر اور حسیناؤں کی تصاویر کی نمائش کو میڈیا کی آزادی سے تعبیر کرتے ہیں' لوگوں کی سرعام توہین کرنا اور زیرو کو ہیرو بنانے کی چالیں چلانا ایسی دغابازیاں ہیں' جس کا میڈیا مرتکب ہورہا ہے۔

پراپرٹی ڈیلروں کی دھوکہ دہی کا طریقہ کار مختلف ہے۔ پلاٹ فروخت کر کے پیسے وصول کرتے ہیں' خریدار خوشحالی کے گیت گا رہا ہوتا ہے' کہ یکا یک پلاٹ کا دعویدار پیدا ہوتا ہے۔اور پلاٹ کو قبضے میں لے کر خریدار کو ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرتا ہے۔

غربت سے تنگ آ کر لوگ بیرون ممالک جانے کے لئے ایجنسیوں کا رخ کرتے ہیں۔ . اِں جا کر ایجنسی مالکان بھاری رقم لے کر سبز باغ دکھانے کا حربہ استعمال کرتے ہیں' پیسے لے کر وہ اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ اور یہ غریب آدمی انتظار کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ اور آخر کار مایوس ہو کر اپنی رقم اقساط کی صورت میں حاصل کرتا ہے۔کبھی کبھار اس رقم سے ہاتھ دھونے کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔

سرمایہ کاری کے نام پر مختلف قسم کی پارٹیاں کام کر رہی ہیں' ظاہر بات ہے کہ دنیا میں کسی نہ کسی پر تو اعتماد کرنا ہوگا۔ جب سادہ لوح عوام اعتماد کا سہارا لے کر اپنے اثاثے ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' تاکہ اس کے منافع سے ان کا چولا جلتا رہے۔تو اس کام کے ماسٹر مائنڈ حضرات اچانک سکرین سے غائب ہو جاتے ہیں' دغا بازی کی ان نت نئے طریقوں کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ع دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا میں کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں دغا بازی نہ ہو' آج کے جدید دور میں دغا بازی کو ایک ہنر اور ایک فن جانا جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ ہم بازاروں میں

Marfat.com

بڑے بڑے سائن بورڈز' وال پیپرز اوراخبارات میں روز یہ اشتہارات مشاہدہ کرتے ہیں کہ ''دغابازوں سے ہوشیار رہیں''

دغابازی کے لئے حیلے کرنا بھی حرام:

اسلام نے جہاں دغابازی کو حرام قرار دیا وہاں ان مختلف ذرائع اورشیطانی حیلوں کو بھی حرام قرار دیا ہے' جن کے پس پردہ ناجائز کاموں کو جائز کیا جاسکتا ہے۔ یہودیوں نے حرام چیزوں کو حلال کرنے کے لئے جو حیلہ سازیاں کی تھیں اسلام نے ان کی سخت مذمت کی۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا ترتکبوا ما ارتکب الیھود وتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل

''یہودیوں نے جس چیز کا ارتکاب کیا' تم اس کا ارتکاب نہ کرو کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کوادنیٰ حیلوں کے ذریعہ حلال کرنے لگو۔'' (اعلام الموقعین ج۳'ص۴ ۳۰)

عصر حاضر میں لوگ مختلف قسم کے حرام چیزوں اور ناجائز امور کی اصل حقیقت چھپاکر نام یا صورت بدل کرعوام کو دھوکہ دیتے ہیں یہ ایک قسم کا ناجائز حیلہ ہے اس قسم کی حیلہ سازیوں سے کسی چیز کی حرمت اور گناہ میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی حیلہ سازیوں کے بارے میں پیشگی ان الفاظ میں متنبہ کیا ہے کہ

لیستحلن طائفة من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا (مسنداحمد)

''میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام بدل کراس کو حلال کرے گا''

یاتی علی الناس زمان یستحلون الخمر باسم یسمونھا ایاہ واستحت بالھدیة والقتل بالرھبہ والزنا بالنکاح والرباء بالبیع

''ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ شراب کا نام بدل کرحلال سمجھیں گے'رشوت کا نام ہدیہ' قتل کا رعب داب' زنا کا نکاح اور سود کو بیع کے نام سے حلال کرلیں گے''

فکر کرنے کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں جو عکاسی کی ہے'

Marfat.com

آج امت ان ہی حیلہ بازیوں میں مبتلا نظر آ رہی ہے۔شراب کو ''مشروبات روحیہ'' اخلاق سوز رقص کو ''فن'' رشوت کو ''عطیہ'' سود کو ''فائدہ'' بے بنیاد پروپیگنڈوں کو ''سیاسی کمال'' سفارش کو ''اثر رسوخ'' ذخیرہ اندوزی کو ''کاروبار'' قتل وقتال کو ''بہادری'' اور زنا کو ''گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ'' کے نام سے موسوم کرر ہے ہیں۔ ذرا گریبان میں جھانک کر سوچنے کا مقام ہے کہ اس قسم کے حیلوں سے ہم دنیا میں اپنا دامن صاف کرنے کی کوشش تو کریں گے لیکن کل اللہ کی عدالت میں کس عذر سے پیش ہوں گے؟

دغابازی کی سخت وعید:

دغابازی کے بارے میں احادیث میں اس قدر سخت وعیدات آئی ہیں کہ عام معاملات تو درکنار بال جوڑنے کا معمولی فیشن جس میں دغابازی کا شائبہ ہے کوبھی رسول اللہ نے دغا بازی سے تعبیر کیا ہے' امیر معاویہؓ نے اہل مدینہ سے کہا۔

این علماء کم : سمعت رسول الله ﷺ نهىٰ عن مثل هذه ويقول : انما هلكت بنواسرائيل حين اتخذ هذا نساء هم

''تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کی چیزوں سے روکتے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب اس (فیشن) کو اختیار کیا تو وہ ہلاک ہوگئے (البخاری)

رسول اللہ ﷺ نے اس عمل (فیشن) کو ''زُور'' سے تعبیر فرمایا ہے جس سے تحریم کی حکمت ومصلحت واضح ہوتی ہے یہ ایک قسم کا فریب' جعلسازی اور تصنع ہے۔ اسلام فریب کاری کو سخت ناپسند کرتا ہے اور تمام معاملات کو خواہ وہ مادی یا معنوی' کھوٹ سے پاک دیکھنا چاہتا ہے: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من غشنا فليس منا ''جس نے ہمارے ساتھ فریب دہی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے''

خطابی کہتے ہیں'' اِن چیزوں کے بارے میں سخت وعید اس لئے وارد ہوئی ہے کہ ان میں

Marfat.com

کھوٹ اور فریب ہے۔ اگران کو جائز کر دیا جاتا تو کھوٹ اور فریب کی دوسری صورتیں بھی جائز ہو جاتیں۔ نیز ان چیزوں میں قدرتی ساخت میں ردوبدل کا پہلو بھی ہے۔

خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں فلیس منا کا مطلب یہ ہے کہ (جولوگ دغابازی کرتے ہیں) وہ ہماری سیرت اور طریقے پر چلنے والے نہیں۔ حضورؐ کی مراد اس سے یہ ہے کہ جو کوئی اپنے بھائی سے دھوکہ کرے یا اس کی خیر خواہی کو نظر انداز کرے تو گویا اس نے میری تابعداری اور میرے طریقے پر چلنا چھوڑ دیا۔

دغابازی اللہ تعالیٰ کے غصے اور غضب کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے ایسے عیب کے ساتھ کسی چیز کو فروخت کیا جس پر اس نے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تھا تو وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا یا فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

دغابازی کی تعزیری سزا:

دغابازی کی روک تھام کے لئے اسلامی قانون اور رائج الوقت قوانین میں تعزیری سزائیں مقرر ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے تعزیری جرائم کیلئے خاص سزا مقرر نہیں کی ہے بلکہ اسے قاضی یا حاکم کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ جس جرم سے متعلق جو سزا مناسب سمجھے تو اس کو اختیار ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تعزیری سزا کی زیادہ سے زیادہ حد انتالیس کوڑے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ نے تعزیری سزا اسّی کوڑے مقرر کی ہے۔

تعزیرات پاکستان کی رو سے دغابازی قابل تعزیر جرم ہے، اس معاملے میں اسلامی قانون اور رائج الوقت قوانین کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں۔ تاہم رائج الوقت قوانین نے تعزیری طور پر اس کی سزا کی تحدید کردی ہے جس پر کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوسکتا۔

دغا بازی کی روک تھام اسلامی ریاست کی ذمہ داری:

دغا بازی کی روک تھام کے لئے اقدامات کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری

Marfat.com

ہے۔ آنحضرتؐ خود بنفس نفیس انسداد دغابازی کا باقاعدہ انتظام فرماتے تھے۔ جس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں ہوا۔ آپؐ کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں خلفاء اربعہ نے فریب کاریوں پر نظر رکھنے کے لئے نگران مقرر کئے تھے۔ اس کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے خلفائے راشدین خود یہ کارخیر سرانجام دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں ایک گوالا دودھ بیچ رہا تھا' حضرت عمرؓ نے اس کے دودھ کا معائنہ کیا جب معلوم ہوا کہ دودھ میں پانی ملایا ہے تو گوالے کے پانی ملا دودھ کو زمین پر بہا دیا۔

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ انسداد دغابازی کیلئے قانون سازی' تدارک کے لئے انتظامات اور ملوث لوگوں کو سزا دینا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے تاکہ عوام کو دغابازی سے پاک معاشرہ مل سکے' جہاں وہ امن وسکون کی زندگی گزار سکیں۔

انسداد دغا بازی میں اہل علم اور اہل قلم کا کردار:

انسداد دغابازی کے سلسلے میں جہاں اسلامی ریاست پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے' وہاں اہل علم اور اہل قلم کی بھی کافی ذمہ داریاں ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ اہل علم کو ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لولا ینھا ھم الربا ئیون والا حبار عن قولھم الاثم وأکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون (مالدۃ:٦٣)

''کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے' بہت ہی برے عمل ہیں جو کر رہے ہیں۔''

اس سے پہلے جو حدیث ذکر ہوئی ہے اس میں انہی علماء کو کہا گیا ہے کہ تمہارے علماء کہاں ہیں' اس کا مطلب تنبیہ ہے تاکہ علماء بیدار ہو جائیں۔

علماء کو چاہیے کہ وہ اپنی تقاریر کے ذریعے خواہ جمعہ اور عیدین کا خطبہ ہو' دینی پروگرام اور سیمینارز ہوں یا نجی محافل' ہر صورت میں دغا بازی کی مذمت اور ان کی مختلف

Marfat.com

صورتوں پر روشنی ڈال کر اس سے بچنے کی تلقین کریں۔

دغا بازی کے اس بھنور سے نکلنے کے لئے دوسرا موثر طریقہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی اس ضمن میں تعلیمات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اس موضوع کے مختلف جہتوں سے متعلق ارشادات ربانی اور فرمودات نبویؐ لوگوں تک مختلف رسائل وجرائد' اخبارات اور کتابوں کے ذریعے پہنچائے جائیں۔

اس کتاب کی غرض وغایت:

مذکورہ ذمہ داری کے پیش نظر اس کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں دغابازی کے مختلف جہتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاکہ لوگ اس کا مطالعہ کرکے اس مہلک اور بدترین برائی سے خود بھی بچ سکیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ اگر کسی کو اس کتاب کے پڑھنے سے ایک برائی چھوڑنے کی ہدایت نصیب ہوئی تو یہ بھی ہماری بہت بڑی خوش نصیبی اور اخروی نجات کا ذریعہ ہوگی۔

کتاب کے روح رواں پروفیسر اظہار الحق صاحب نے اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر انتہائی عرقریزی' دیدہ وری اور اخلاص سے ہزاروں صفحات کھنگال کر اور درجنوں کتب کی ورق گردانی سے ایک علمی نچوڑ نکال کر قارئین کے حضور میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بندہ کو اپنی کم علمی اور کم فہمی کا اعتراف ضرور ہے۔ تاہم پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پروفیسر اظہار الحق صاحب کے زیر اشراف اس کتاب کی تیاری میں اپنا حصہ ڈالنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قارئین کے لئے ذریعہ رشد وہدایت اور ہمارے لئے باعث نجات آخرت بنائیں۔ آمین

اللهم اجعل اعمالنا خالصة لوجهك الكريم

سعید الحق جدون

(۳۱ مارچ ۲۰۱۴ء)

Marfat.com

زبان سے جنم لینے والی دغا بازیاں

زبان انسانی جسم میں گوشت کا وہ چھوٹا سا لوتھڑا ہے جو انسان کو جنت تک بھی پہنچا دیتی ہے اور جہنم میں اوندھے منہ بھی گرا دیتی ہے۔ زبان اور دل سے کلمہ طیبہ پڑھ کر قبول کرلیا جائے تو ستر برس کا کافر بھی جنت میں چلا جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ اس زبان کو دغا بازی اور دھوکہ دہی کیلئے غلط استعمال کیا جائے تو اس کے نقصانات بھی بے شمار ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ زبان کو غلط حرکت دینے سے بیس بڑے بڑے گناہ وجود میں آتے ہیں جن میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری، بہتان، الزام تراشی، فضول بحث، فحاشی، گالم گلوچ، پُر تکلف مصنوعی گفتگو، لعن طعن، گانا بجانا، دوسروں کا مذاق اڑانا، وعدہ خلافی کرنا دوسروں کے راز فاش کرنا، دوسروں کی چاپلوسی کرنا، اور خوشامد کر کے ان کی تعریف کرنا، دینی معاملات میں غیر محتاط گفتگو کرنا شامل ہیں۔ یہ سب بڑے گناہ زبان کو حرکت دینے اور بولنے سے وجود میں آتے ہیں۔ جبکہ زبان پر قابو پانے اور خاموش رہنے میں ان سب گناہوں سے نجات ہے۔

زبان کی حفاظت احادیث کی روشنی میں:

زبان کا غلط استعمال تمام برائیوں کی جڑ ہے' اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک شخص نے جعفر برمکی سے پوچھا کہ ایک بندے میں کتنے عیب ہوتے ہیں۔ جعفر برمکیؒ نے فرمایا عیب تو بے شمار ہوتے ہیں مگر ایک خوبی ایسی بھی ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کے تمام عیوب پر پردہ پڑتا ہے' سائل نے پوچھا وہ خوبی کون سی

Marfat.com

ہے۔فرمایا ''زبان پر قابو'' یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زبان پر قابو رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سلسلے میں سینکڑوں احادیث موجود ہیں تاہم چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَجُلًا سَئَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

''ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کا کونسا عمل افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

۲۔ بشر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس بلیغ آدمی سے نفرت کرتا ہیں جو زبان سے باتوں کو ایسے گھیرتا ہے جیسے گائے زبان سے چارہ سمیٹتی ہے۔''

۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالنَّجَاةُ قَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ

''میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ۔ تمہارے گھر میں تمہاری ضرورت کے مطابق گنجائش ہو اور اپنی غلطی پر رو دو۔''

۴۔ حضرت اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ أَوْصِنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَتَمْلِكُ يَدَكَ قَالَ قُلْتُ فَمَا أَمْلِكُ إِذَا لَمْ أَمْلِكْ يَدِيْ قَالَ أَتَمْلِكُ لِسَانَكَ قَالَ فَمَا أَمْلِكُ إِذَا لَمْ أَمْلِكْ لِسَانِيْ

Marfat.com

قَالَ فَلَا تَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوْفًا

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے نصیحت فرمایئے۔ فرمایا اپنے ہاتھ پر قابو رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا اگر اپنے ہاتھ کو قابو میں نہ رکھ سکوں تو کس چیز کو قابو میں رکھوں؟ ارشاد فرمایا: کیا اپنی زبان کو قابو میں رکھتے ہو؟ عرض کیا اگر زبان کو قابو میں نہ رکھ سکوں تو کس چیز کو قابو میں رکھوں؟ ارشاد فرمایا: اپنا ہاتھ نیکی ہی کی طرف بڑھانا اور اپنی زبان نیکی ہی کیلئے کھولنا۔

۵۔ ابن غنیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مَعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ تعالىٰ عَنْهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ فَأَخْرَجَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِسَانَهُ ثُمَّ وَضَعَ عَلَيْهِ إِصْبَعَيْهِ

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک نکالی اور پھر اس پر اپنی دو انگلیاں رکھ دیں۔''

۶۔ حضرت سہل بن ساعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَتَوَكَّلْ بِيْ بِمَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَرِجْلَيْهِ أَتَوَكَّلُ بِالْجَنَّةِ

''جو آدمی مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیانی والی اور دونوں ٹانگوں کی درمیانی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَسْتَقِيْمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بِوَائِقَهُ

''آدمی کا ایمان درست نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو اور دل سیدھا نہیں

Marfat.com

ہوتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو اور وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کے ایذاؤں سے محفوظ نہ ہوں۔"

۸...... حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ:

إِذَا أَصْبَحَ إِبْنُ آدَمَ أَصْبَحَتِ الْأَعْضَاءُ كُلُّهَا تَكْفُرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ إِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنَّكَ إِنْ إِسْتَقَمْتَ إِسْتَقَمْنَا وَإِنْ إِعْوَجَجْتَ إِعْوَجَجْنَا

"جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے اور اس کے سب اعضاء زبان سے شکوہ کرتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں کیونکہ اگر تو درست رہی، تو ہم بھی درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوں گے۔"

زبان کی حفاظت اور ہمارے اسلاف:

ہمارے اکابر واسلاف زبان کے استعمال میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے' اس سلسلے چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

آدمی جب تک اپنی زبان کو نہ روکے' تقویٰ اس میں پیدا نہیں ہوسکتا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:

جس کام سے واسطہ نہ ہو اسے چھوڑ دو۔ جو معاملہ تم سے متعلق نہ ہو اس میں بات نہ کرو۔ اور زبان اسی طرح محفوظ رکھو جس طرح اپنے پیسوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔

۳۔ وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی ان کی حکمتوں میں سے ہے کہ عقل مند پر لازم ہے کہ وہ

Marfat.com

اپنے زمانے کے حالات سے واقف ہو' اپنی زبان کا محافظ رہے اور اپنے نفع ونقصان پر نظر رکھے۔

۴۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ

جس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی' اس نے اپنے دین کو نہیں سمجھا۔

۵۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میری زبان درندہ ہے اگر اسے کھلا چھوڑ دوں تو ڈر ہے کہ مجھے نہ کھا جائے ۔ (الصمت واداب اللسان)

ان اقوال سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زبان کا غلط استعمال کس قدر خطرناک عمل ہے' افسوس کہ آج ہمارے ذہن میں زبان کا غلط استعمال کوئی گناہ نہیں۔

لسانی دغا بازی اور خود احتسابی

مختصر یہ کہ ہم اپنی زبان سے دوسروں کو نقصان اور دکھ پہنچاتے ہیں اور دوسری طرف یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں' حالانکہ مسلمان کی پہچان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے گا' جب ہماری زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہ ہو' بلکہ مصیبت میں مبتلا ہو تو پھر ہمارا یہ دعوی کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں کہاں درست ہو سکتا ہے' بھلا اس شخص کی عبادت کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ جس کی زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہوں' اور وہ مومن کیسے دوسروں کے دلوں پر راج کر سکتا ہے؟ جو زبان کے استعمال میں احتیاط نہیں برتتا بلکہ جائز و ناجائز اور اچھے برے کی تمیز کئے بغیر جو کچھ زبان پر آئے وہ بلا تامل بیان کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا ڈر تھا وہ زبان ہے' ایک صحابی نے پوچھا ''یارسول اللہ آپ کو مجھ پر سب سے زیادہ کس چیز کا ڈر ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا ''اس کا ڈر ہے۔''

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کی صحت وسلامتی کا دارومدار زبان پر ہے جب زبان درست ہے تو دوسرے اعضا بھی درست رہتے ہیں اور جب زبان صحیح نہ رہے تو اس کا کوئی عضو درست نہیں رہتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میری زبان درندہ ہے اگر اس کو کھلا چھوڑ دوں تو ڈر ہے کہ مجھے کھا نہ جائے، یہی خیال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔فرماتے ہیں.

احفظ لسانك أيها الإنسان
لا يلدغنّك انه ثعبان
كم فى المقابر من قتيل لسانه
كانت تهاب لقاءه الشجعان

اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر،تاکہ تمہیں نہ ڈسے کیونکہ وہ ایک اژدھا ہے
بہت سے لوگ قبرستانوں میں اپنی زبانوں کی وجہ سے مقتول پڑے ہیں جنکی ملاقات سے بہادر لوگ بھی ڈرتے تھے۔ (زبان کی شرارتیں ص۶۲)

زبان سے پیدا ہونے والی دغا بازیاں:

ان تمہیدی مباحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زبان کا غلط استعمال تمام برائیوں کی جڑ ہے' زبان کے غلط استعمال سے معاشرے میں مختلف قسم کی دغابازیاں جنم لے رہی ہیں' جھوٹ' جھوٹی گواہی' جھوٹی قسمیں' جھوٹا وعدہ' راز پاشی' الزام تراشی اور افواہ طرازی سمیت کئی قسم کی خرابیاں زبان کی پیداوار ہیں۔ اس لئے آئندہ صفحات میں ان تمام اسباب پر بحث ہوگی جو زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جھوٹ

دغا بازی کا بنیادی سبب

جھوٹ دغا بازی کیلئے ایک اہم اور اساسی سبب ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ دل و دماغ میں یکسانی نہ ہوں۔ انسان کے سارے اخلاق ذمیمہ میں سب سے زیادہ بری اور مذموم عادت جھوٹ کی عادت ہے۔ خواہ یہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے۔ گویا جھوٹ دغابازی کی بنیاد ہے۔ کیونکہ جھوٹ کا مطلب خلاف واقعہ خبر دینا ہے۔

کذب (جھوٹ کی تعریف):

کذب یعنی جھوٹ کی علماء لغت نے کئی تعریفیں کی ہیں، تاہم قارئین کی آسانی کی خاطر امام نوویؒ کی ایک تعریف لکھی جاتی ہے۔

الکذب الإخبار عن الشئ علی حلاف ماھو عمداً کان او سھواً

عمداً یا سہواً خلاف واقعہ کسی واقعہ کی خبر دینا (مسلم مع شرحہ الکامل للنووی ج ۱ ص ۸)

"LIE " 1. A False statement or action, especially one made with intant to deceive.

2. Anything that gives or is mount to give a false impression

(New Universal uncharedged Dictionary P-10 44)

(۱) کوئی غلط بیان یا عمل، خصوصاً جو دھوکہ دہی کے سلسلے میں ہو۔

(۲) یعنی دھوکہ دہی یا غلط تاثر دینے کی خاطر کوئی بیان یا عمل۔

جھوٹ برائیوں کی جڑ:

Marfat.com

جھوٹ ہر اس قول و عمل کو کہا جاتا ہے جو واقعہ اور حقیقت کے خلاف ہو۔ اس لئے یہ برائی ہر قسم کی قولی اور فعلی برائیوں کی جڑ ہے۔ انسان کے دل کی بات خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اگر کوئی کسی کے بارے میں کچھ جان سکتا ہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اپنی زبان یا عمل سے ظاہر کردے۔ اب اگر وہ اندرونی بات یا معاملہ قصداً ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے خلاف کچھ اور ظاہر کررہا ہے تو گویا وہ دغا بازی سے کام لے کر ساری دنیا کو فریب دے رہا ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ قول و عمل اور ظاہر و باطن کا اختلاف نفاق کا ایک حصہ ہے اور نفاق کی اصل و بنیاد جھوٹ ہے۔

قرآن میں جھوٹ کے لئے لعنت کا استعمال:

اسلام کی لغت کا سخت ترین لفظ ''لعنت'' ہے۔ قرآن مجید میں اس کا مستحق شیطان ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے بعد یہودیوں' کافروں اور منافقوں کو اس کی وعید سنائی گئی ہے لیکن کسی مومن کو جھوٹ کے سوا اس کے کسی فعل کی بنیاد پر لعنت سے یاد نہیں کیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنے اور جھوٹا الزام لگانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے گویا اجازت دی ہے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت کی جائے۔ مباہلہ کے موقع پر فرمایا گیا کہ دونوں فریق خدا تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (ال عمران : ٦)

پھر دونوں فریق (اللہ سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔''

میاں بیوی کے لعان کی صورت میں جب شوہر بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور شوہر کے پاس اس کا کوئی گواہ نہ ہو تو اس کو چار دفعہ اپنی سچائی کی قسم کھانے کے بعد پانچویں دفعہ یہ کہنا پڑے گا۔

اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (نور : ٧)

''اور پانچویں (بار) یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت''

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ اتنا برا اور ناپسندیدہ عمل ہے کہ اس کا مرتکب کافروں اور منافقوں کی طرح بددعا کا مستحق ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ رحمت خداوندی کا دائرہ بہت وسیع ہے اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لیکن وہ بدقسمت فرد اس وسیع سایہ رحمت خداوندی سے محروم ہے۔ جس کی زبان جھوٹ سے آلودہ ہو۔

جھوٹ نفاق کی علامت:

جھوٹ کا مرتکب کافروں اور منافقوں کی طرح لعنت کا مستحق کیوں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ منافقین جیسا بن جاتا ہے۔ جھوٹ کو منافقین کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذؤ تمن خان (بخاری ج ۱' ص ۱۰)

منافق کی تین نشانیاں ہیں' جب کہے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے پورا نہ کرے' اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

جھوٹ مومن کی خصلت نہیں:

جھوٹ بولنا مومن کی خصلت نہیں' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن میں تمام خصلتیں پائی جاسکتی ہیں سوائے جھوٹ اور خیانت کے۔ (مسند احمد)

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جھوٹ مومن کی نہیں بلکہ منافق کی علامت اور نشانی ہے۔ اية المنافق ثلاث والی روایت سے متعلق محدثین نے علمی بحثیں کی ہیں' تاہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹ کا عمل نفاق سے مشابہ ہے اور جھوٹ بولنے والا عملی منافقین کے زمرے میں شامل ہوگا۔

ان هذا الخصال قد توجد فى المسلم المجمع على عدم الحكم بكفره قال وليس فيه اشكال بل معناه صحيح والذى قاله

Marfat.com

المحققون ان معناه ان هذا خصال نفاق وصاحبها شبه بالمنافقين في هذه الخصال ومتخلق باخلاتهم (فتح الباری ج ۱ ص ۲۵)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: منافق اس کو کہتے ہیں جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اس لئے جو منافق ہوگا وہ جھوٹا بھی ضرور ہوگا۔ چنانچہ قرآن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ فرمایا

والله يشهد ان المنافقين لكذبون (سورة المنفقون)

''اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں''

یہ تین خصلتیں تو کبھی کبھار اس مسلمان میں بھی پائی جاتی ہیں جس کے عدم کفر پر اتفاق رائے ہوتا ہے' جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اس کا وہ مطلب صحیح ہے جو محققین نے بیان کیا ہے کہ یہ تینوں نفاق کی خصلتیں ہیں اور ایسی خصلتوں کا حامل ان خصلتوں میں منافقین سے مشابہ ہوگا اور ان کے اخلاق سے متخلق ہوگا۔

دغابازی کے تین بنیادی اسباب:

اية المنافق ثلاث والی روایت میں بیان کردہ تین باتیں بظاہر الگ الگ معلوم ہوتی ہیں' لیکن درحقیقت یہ ایک ہی شکل کی تین مختلف تصویریں ہیں۔ جھوٹی باتیں کرنا تو جھوٹ ہی ہے۔ مگر وعدہ کر کے پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہی ہے۔ اور اسی طرح امین بن کر خیانت کرنا بھی عملی جھوٹ ہے۔ کیونکہ جو امین بنتا ہے وہ گویا یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ اس میں خیانت نہ کرے گا اور جب اس نے اس کے خلاف کیا تو اس نے عملاً جھوٹ بولا۔

یہاں حدیث مذکور میں آیت المنافق ثلث الخ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہوگا کہ دیانت کا انحصار دراصل قول' فعل اور نیت کی صحت پر ہے اور اگر ان میں فساد واقع ہوا تو دیانت ختم ہوجائے گی اور سارا معاملہ خراب ہوجائے گا۔ ابن حجر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

Marfat.com

و وجه الاقتصار علی هذه العلاماث الثلاث انها مبینة علی ماعداها اذاصل الدیانة منحصر فی ثلث القول والفعل والنیة فنبه علی فساد القول باالکذب وعلی فساد الفعل بالخیانة وعلی فساد النیة بالخلف (فتح الباری ج ١ ص ٧٥)

یعنی ان تین علامات میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ یہ علامات دیگر علامات کو ظاہر کرنے والی ہیں، کیونکہ دیانت تین چیزوں (یعنی قول، فعل اور نیت) کی صحت پر موقوف اور منحصر ہے تو اس سے آگاہ کردیا کہ قول کا فساد کذب سے فعل کا خیانت سے اور نیت کا وعدہ خلافی سے وجود میں آتا ہے۔

جھوٹ برائیوں کا مجموعہ:

جھوٹ اکیلی برائی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے جھوٹ میں مختلف قسم کی دوسری برائیاں بھی لازمی طور پر پیدا ہوجاتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کاذب کے ساتھ ساتھ دوسری بری صفتیں بھی ظاہر کی ہیں۔ جیسے:

(افاك اثیم) جھوٹ بولنے والا گنہگار (سورہ الشعرا)

کاذب کفار جھوٹ بولنے والا۔ احسان کا حق نہ ماننے والا (سورہ زمر)

مسرف کذاب بے باک جھوٹا (سورہ مومن)

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ جھوٹا گویا مجمع المعاصی بن جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹ کی عادت کے باعث وہ کسی برائی کرنے سے نہیں جھجکتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ موقع پر جھوٹ بول کر میں اسے چھپا لوں گا۔ اس لئے وہ ہر قسم کی برائی کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں: کہ جو جھوٹا ہوگا وہ اپنے کسی محسن کا احسان بھی نہیں مانے گا کیونکہ جو خود جھوٹا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی اس کے عمل اور نیت میں جھوٹا ہی سمجھے گا او راگر وہ زبان سے کہے بھی کہ میں مانتا ہوں تو کوئی اس کی بات کا یقین نہیں کرتا۔ اسی

Marfat.com

طرح جو جھوٹ بولتا ہے اس کو کسی برے کام کے کرنے میں باک نہیں ہوتا وہ ہر گناہ پر دلیر اور حد سے بڑھ جاتا ہے۔(سیرت النبیؐ۔ج۲ص۵۷۷)

احادیث میں جھوٹ سے بچنے کی تاکید:

احادیث میں جھوٹ کی برائی بڑے واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنة وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عنداللہ کذابا (مسلم ج۱ ص۳۲۶)

''آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ''سچائی آدمی کو نیکی اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور کذب آدمی کو برائی اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے۔اور آخر کار اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔''

ایک موقعہ پر حضورؐ نے پرزور الفاظ میں جھوٹ جیسے جرم سے احتراز کرنے کا حکم دیا۔فرمایا:

ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار(مسلم ج۱،ص۳۲۶)

''جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بندے کو برائی اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔''

جھوٹ اس قدر مبغوض خصلت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹے کو بے ایمان قرار دیا ہے' حضرت ابودرداؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا مومن جھوٹ بولتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لایومن بااللہ ولاباالیوم الاخر من حدث فکذب

''اس آدمی کا ایمان اللہ اور آخرت پر نہیں جو بات کرے تو جھوٹ بولے۔''

جھوٹ کی ناپسندیدگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے جھوٹے کی شہادت مسترد کی ہے' موسیٰ بن شیبہؒ فرماتے ہیں رد شھادة رجل فی کذبه

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے جھوٹے کی شہادت رد فرمادی تھی

ان واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جھوٹ اسلام کی نظر میں سخت مبغوض' ناپسندیدہ اور بری چیز ہے اور اس سے بچتے رہنا اسلامی تعلیم کا منشا او رتقاضا ہے۔

جھوٹ کی قباحت اسلاف کی نظر میں

ہمارے اکابر واسلاف جھوٹ کونفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے' اس سلسلے میں اکابر کے چند اقوال پیش خدمت ہیں:

۱۔ قیس بن حازمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ وہ ایمان کا مخالف ہے۔

۲۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً بیان کیا کہ بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے سبب اسی سے ایک میل یا دو میل دور بھاگ جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنا ہے۔اور سب سے بڑی ندامت قیامت کے دن ندامت کی ہوگی۔

۴۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: تم مومن کو کبھی جھوٹا نہیں پاؤ گے:

۵۔ اسماعیل بن عبداللہ المخزومی فرماتے ہیں: کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مجھے حکم دیا کہ میرے بیٹوں کو جھوٹ سے اتنی نفرت سکھائیں کہ اگرچہ قتل ہونا پڑے مگر جھوٹ نہ بولیں۔

۶۔ شعبیؒ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ جھوٹ اور بخل سے کون جہنم میں زیادہ گہرا ہوگا (الصمت وآداب اللسان)

جھوٹ کی مستثنیٰ صورتیں:

Marfat.com

جھوٹ کی وجہ حرمت یہ ہے کہ اس سے دوسرے کو ضرر پہنچتا ہے اس لئے کہ جھوٹ کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ مخاطب ایک اصل بات کا اعتقاد کرے اور حقیقت شئی سے جاہل رہے اور اس سے کبھی دوسرے کا نقصان بھی ہو جاتا ہے پس اگر حقیقت امر کے جاہل رہنے میں نفع اور مصلحت ہو تو جھوٹ کی اجازت ہونی چاہیے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہونا چاہیے۔ حمون بن مہران کا قول ہے کہ جھوٹ بعض مقامات میں سچ سے اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص بھاگ کر ایک گھر میں تمہارے سامنے چھپ جائے اور دوسرا شخص اس کو ناحق مار ڈالنے کے لئے تلوار لئے پیچھے سے آئے اور تم سے پوچھے کہ فلاں شخص کہاں ہے تو ایسی صورت میں جھوٹ بولنا جائز بلکہ واجب ہے۔ (احیاء علوم الدین ج۔۲ ص ۱۳۴)

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔ لوگو! تمہیں کون سی چیز جھوٹ کے پیچھے لگنے پر ابھارتی ہے جیسا کہ پروانے شمع کے پیچھے لگتے ہیں، ہر جھوٹ پر ابن آدم کا گناہ لکھا جاتا ہے، سوائے تین صورتوں کے وہ آدمی جو بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے، دوسرا وہ آدمی جو دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے اور تیسرا وہ جو جنگ میں حیلہ کے طور پر جھوٹ بولے۔

جھوٹ کی مختلف صورتیں:

ویسے تو جھوٹ کی مختلف صورتیں ہیں، لیکن سب سے زیادہ خطرناک اور قابل تعزیر جھوٹ وہ ہے جس سے لوگوں کے حقوق اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچے اور اس سے معاشرتی نظام میں خلل واقع ہو۔ یہ جھوٹ عام سے اس قدر مختلف ہے کہ اسلام نے اس کا نام تک بدل دیا ہے۔ اور اسکو زور اور افک وغیرہ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی منحرف ہونے اور الٹ پلٹ دینے کے ہیں۔ جھوٹ کی یہ صورت اس قدر خطرناک ہے کہ خداوند تعالیٰ نے شرک کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ

Marfat.com

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور (سورہ حج: ۱٤)

"بتوں کی گندگی اور جھوٹی بات کے کہنے سے بچے رہو"

اس آیت میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس کے لئے لفظ زور استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے مراد کذب یعنی جھوٹ ہے۔ علامہ آلوسی زور کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمراد من الزور مطلق الکذب (روح المعانی ج/۱۷ ص ۱٤۸)

"زور سے مراد صرف جھوٹ ہے"

اب آیت بالا پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شرک کے بعد ہی جو برائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذکر کے قابل تھی وہ یہی جھوٹ ہے' اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ جھوٹ کس قدر بری خصلت اور معاشرتی ناسور ہے۔ جھوٹ کی ایک قسم ایسی ہے کہ انسان جھوٹ سچ جو کچھ سنے اس کو بلا تحقیق دوسروں سے کہتا پھرے۔ ایسا شخص بے اعتبار سمجھا جائیگا۔ حضورؐ کا فرمان ہے۔

کفی باالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع (مسلم ج'۱ ص۸)

آدمی کو یہ جھوٹ کافی ہے کہ جو سنے وہ کہتا پھرے۔

ایسے لوگوں کو جو ہر سنی سنائی بات پر یقین کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (سمّٰعون للکذب) جھوٹ کے بڑے سننے والے کا خطاب دیا ہے۔

جھوٹ کی تعزیری سزا:

تفصیلات بالا سے ظاہر ہے کہ جھوٹ اسلامی قانون میں حرام اور قابل تعزیر جرم ہے لہٰذا باب اول میں بیان کردہ دلائل و تفصیلات کے مطابق حاکمِ عدالت جھوٹ کے مرتکب کو جو تعزیری سزا مناسب سمجھے دے سکتا ہے

اپریل فول

Marfat.com

جھوٹ اور دھوکہ دہی کی جدید رسم

ہمارے معاشرے میں جو غیر مذہبی تہواریں اور رسمیں رائج ہیں ان میں سے ایک اپریل فول ہے' اس رسم کے تحت یکم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کسی کو بیوقوف بنانا قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ جس شخص کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اسے فرانسیسی زبان میں Poisson Davril کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April Fish ہے' یعنی اپریل کی مچھلی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو دھوکہ دے کر بیوقوف بنایا گیا گویا وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی۔

بے وقوفوں کا دن:

بعض مصنفین کہتے ہیں کہ قرون وسطی میں اس کا آغاز یورپ سے ہوا ابتدائی طور پر اسے All Fool's day (یعنی تمام بیوقوفوں کا دن)۔ کہا جاتا تھا' بعض مورخین لکھتے ہیں کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کی بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا' اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کو مقدس سمجھا جاتا تھا۔

اپریل فول کا تعلق رومن میتھالوجی سے:

ایک رومن مصنف نے لکھا ہے کہ رومن متھیالوجی سے بھی یکم اپریل کا تعلق ہے اور کہا جاتا ہے کہ موت کا دیوتا پلوٹو نے غلے اور فصلوں کی دیوی کرس کی بیٹی پردسرپینا کو اغوا کر دیا' کیونکہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ جب اسکی اطلاع اس کی ماں کو ہوئی تو وہ اس کی تلاش کیلئے نکلی۔ وہ اپنی بیٹی کی آواز تو سن سکتی تھی مگر اسے یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ

Marfat.com

ہ کہاں چھپائی گئی ہے' اپنی بیٹی کی تلاش میں ماں کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا جس کی یاد میں اپریل فول منائی جاتی ہے۔

بت پرستانہ تقدس سے وابستگی:

بعض مورخین کہتے ہیں کہ اپریل کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا' اس لئے اس دن لوگ بہت جوش وخروش سے جشن منایا کرتے تھے۔ اس جشن کا ایک حصہ ہنسی مذاق تھا جس نے رفتہ رفتہ اپریل فول کی شکل اختیار کی۔

نوٹنگھم شائر سے اپریل فول کا تعلق:

برطانوی لوگ کہانیوں میں اپریل فول کا تعلق تیرہویں صدی میں نوٹنگھم شائر کے گاؤں گوتم سے وابستہ کرتے ہیں۔ روایت کے مطابق اس وقت کا بادشاہ جس زمین پر قدم رکھتا تھا۔ وہ سرکار کی ملکیت ہوجاتی تھی۔ گوتم گاؤں کے لوگوں کو پتہ چلا کہ بادشاہ ان کی زمین پر چہل قدمی کرنے والا ہے' تو انہوں نے اس کی شدید مذمت کی بادشاہ نے اس مزاحمت کو روکنے کیلئے اپنے فوجی بھیجے۔ جب فوجی اس گاؤں میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں پاگل ہی پاگل ہیں اور عجیب وغریب حرکتیں کررہے ہیں' کوئی مچھلیاں دریا میں پھینک رہے ہیں' تو کوئی ایسے پنجرے میں پرندوں کو قید کرنے کی کوششیں کررہے ہیں جس کی چھت ننگی ہو' ادھر سے وہ پرندے پنجرے میں ڈالتے ہیں' دوسرے طرف سے وہ نکل جاتے ہیں' فوجیوں نے اس کی اطلاع بادشاہ کو دی' وہ بہت حیران ہوئے ان سب کو بیوقوف قرار دیا۔ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا۔ جان بچنے کے بعد یہ لوگ ہر سال اس دن کو جشن مناتے ہیں۔

تیسری صدی کی انسائیکلو پیڈیا کی تحقیق:

Marfat.com

ایک اور وجہ تیسری صدی کی انسائیکلو پیڈیا (لاوارنس) نے بیان کی ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے۔ جس میں یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کو تمسخر کا نشانہ بنایا گیا مثلاً حضرت عیسیٰؑ کو یہودی سرداروں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا پھر انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے گئے۔ پھر پیلاطس نے ہیروڈیس (Herodotus) کی عدالت میں بھیجا اور اسی طرح ہیروڈیس نے دوبارہ پیلاٹس کی عدالت میں بھیجا......لاوارس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق اور ان کو تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا۔ اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی واقعہ کی یادگار ہے۔

اپریل غیر اسلامی رسم:

مندرجہ بالا حقائق سے بات واضح ہوئی کہ اپریل فول کی رسم خواہ وینس دیوی کی طرف منسوب ہو یا کرس دیوی کے واقعات سے متعلق ہو، بت پرستانہ تقدس سے وابستہ ہو یا گوتم کے بیوقوفوں کے واقعہ سے جڑا ہوا ہو یا ویسے حضرت عیسیٰؑ کے مذاق اڑانے کی یادگار میں منایا جاتا ہو۔ ہرصورت میں یہ ایک غیر اسلامی رسم ہے۔ مسلمانوں کا اس کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مغرب میں اپریل فول:

مغرب نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کو زندہ کرکے اپریل فول کی رسم کو اپنے معاشروں میں بام عروج تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ اسی دن پر دوسروں کو تحائف دیتے ہیں۔ لیکن بعد میں جب ان تحائف کو کھول کر دیکھا جائے تو وہ کوئی غلیظ اور بے ہودہ چیز ہوگی۔ اسی طریقے سے دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی کو فون کرتے ہیں، کہ آپ کے فلاں رشتہ دار کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ اور وہ فلاں ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں موت و

Marfat.com

حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔اطلاع وصول کرنے والے کچھ لوگ فوری طور پر ہسپتال کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ لیکن وہاں جاکر پتہ چلتا ہے کہ یہ صرف مذاق ہے۔چند لمحوں کی جھوٹی خوشی کی خاطر دوسروں کے عمر بھر کا سکون برباد کرنا اور بلاوجہ لوگوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچانا کہاں کی روشن خیالی ہے۔اس قسم کے مذاق کے بھیانک نتائج ہوتے ہیں۔ ہرسال درجنوں مثالیں سامنے آتی ہیں' بعض اوقات اس صدمے کی خبرسن کر تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے کئی جانیں چلی جاتی ہیں۔ملت کفریہ میں اس طرح کی رسموں کے منانے اور اس میں کردار ادا کرنے کو ایک کمال سمجھا جاتا ہے۔لیکن ملت اسلام میں اس طرح کے تہواروں رسموں اور جشنوں کے منانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اسلام اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔

اپریل فول اسلامی تعلیمات کی روشنی میں:

اسلامی تعلیمات کی رو سے اپریل فول منانا بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا' دھوکہ دینا' دوسروں کو اذیت اور تکلیف دینا' دیگر غیر مذہبی تہواروں کی طرح اپریل فول نے بھی ہمارے وطن عزیز میں کچھ عرصے سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کی ہے۔ پچھلے سال بعض اخباروں میں جھوٹی خبریں چھپی تھیں' اس کے علاوہ کراچی' لاہور' اور اسلام آباد جیسے بڑے شہروں میں اپریل فول نے وہی شکل اختیار کی جو مغرب میں ہے۔

Marfat.com

جھوٹی گواہی

دغا بازی اور دھوکہ دہی کا ایک اہم پہلو

جھوٹی گواہی ان امور میں سے ایک ہے جن کو اسلام نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹی گواہی درحقیقت ایک قسم کی دغا بازی ہے اور شریعت اسلامی نے ہر اس سبب کا قلع قمع کیا ہے جس سے دغا بازی پیدا ہورہی ہے۔اس کے برعکس اسلامی قانون میں عدل وانصاف اور سچی گواہی پر زور دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ (النساء: ۱۳۵)

قرآن مجید نے ان مومنوں کی تعریف بھی کی ہے جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (سورۃ الفرقان : ۷۱)

اس کے ساتھ ساتھ اس عمل سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے کہ مومن لوگ اس طرح بن جائیں کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (سورۃ الحج ۱۳)

مختصر یہ کہ جھوٹی شہادت سے احتراز مومن کی شان اور اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے اور جھوٹی شہادت میں ملوث ہونا گناہ کبیرہ اور عظیم جرم ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے آیت لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ میں يَشۡهَدُوۡنَ بمعنی گواہی لیا ہے اور معنی آیت کے یہ قرار دیئے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے' کیونکہ جھوٹی گواہی کا گناہِ کبیرہ اور وبال عظیم ہونا قرآن وسنت میں معروف ومشہور ہے (معارف القرآن

Marfat.com

ج ۲،ص ۵۰۷)

اسی اہمیت کی بناء پر امام بخاری نے اپنی مشہور کتاب بخاری میں ایک باب "باب ماقیل فی شهادة الزور" کے عنوان سے منعقد کیا ہے جس میں جھوٹی گواہی/شہادت سے متعلق حدیث ذیل کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

سئل النبی ﷺ عن الکبائر فقال الاشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل للنفس وشهادة الزور (بخاری ج ۱، ص ۳۶۲)

آنحضورؐ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا (کہ کون کون سے ہیں) تو آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ اللہ کیساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی۔

جھوٹی گواہی کے اسباب:

جھوٹی گواہی عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ ڈال دیتی ہے اور عادتاً دو چیزیں جھوٹی گواہی کی سبب ہوا کرتی ہیں ایک کسی کی محبت وقرابت یا دوستی و تعلق، جس کا تقاضا شاہد کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ شہادت ان کے موافق دی جائے تاکہ یہ نقصان سے محفوظ رہیں یا ان کو نفع پہنچے اور فیصلہ کرنے والے قاضی یا جج فیصلہ ان کے حق میں دے۔

دوسری چیز کسی کی عداوت اور دشمنی ہے۔ جو شاہد کو اسکے خلاف فیصلہ دینے کا باعث ہوسکتی ہے۔ الغرض محبت اور عداوت دو ایسی چیزیں ہیں، جو انسان کو عدل وانصاف کی راہ سے ہٹا کر ظلم وجور میں مبتلا کرسکتی ہیں۔اس وجہ سے قرآن نے وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ کی تاکید کی ہے اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ جیسے سخت حکم کی تعمیل کا فیصلہ سنایا ہے اسکے علاوہ وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ جیسی مومنانہ صفات بیان کرکے انہی بنیادی رکاوٹوں کو دور کیا ہے (تفسیر معارف القرآن: ج ۲: ص ۵۷۶)

Marfat.com

مختصر یہ کہ معاملہ خواہ دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے عدل و انصاف کے حکم پر رہنا ضروری ہے، نہ کسی تعلق کی رعایت سے اس میں کمزوری آنی چاہیے اور نہ کسی دشمنی اور عداوت سے، دوسری بات یہ ہے کہ سچی گواہی اور حق بات کے بیان کرنے سے پہلو تہی نہ کی جائے تاکہ فیصلہ کرنے والوں کو حق اور صحیح فیصلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

سچی گواہی کی تاکید:

قرآن مجید نے اس مضمون پر کئی آیتوں میں مختلف عنوانات سے زور دیا ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے کہ لوگ سچی گواہی دینے میں کوتاہی اور سستی نہ برتیں ایک آیت میں نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ یہ حکم دیا ہے۔

ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ

''یعنی گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو شخص چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا''

گواہ کو تکلیف نہ دینے کی ہدایت:

قرآن حکیم ایک جامع کتاب ہے یہی وجہ ہے قرآن نے اس پر بھی نظر رکھی ہے کہ لوگوں کو سچی گواہی دینے سے روکنے والی چیز دراصل یہ ہے کہ گواہ کو بار بار عدالتوں کی حاضری اور فضول قسم کی وکیلانہ جرح سے سابقہ پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کا نام کسی گواہی میں آ گیا، وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا، اسی لئے قرآن کریم میں جہاں سچی گواہی دینے کو لازم قرار دیا ہے، وہیں یہ بات بھی ارشاد فرمائی۔ ولا یضار کاتب ولا شھید یعنی معاملہ کی تحریر لکھنے والوں اور گواہوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔خلاصہ اس کا یہ ہے کہ قرآن نے ایک طرف واقعہ سے باخبر لوگوں پر سچی شہادت ادا کرنے کو واجب قرار دے دیا ہے۔دوسری طرف لوگوں کو ایسی ہدایتیں دے دی ہیں کہ گواہوں کو بلاوجہ پریشان نہ کیا جائے کم سے کم وقت میں انکا بیان لیکر فارغ کر دیا جائے۔

Marfat.com

شہادت کا وسیع مفہوم:

لفظ ''شہادت'' اور گواہی کا جو مفہوم آج کل عرف عام میں مشہور ہوگیا ہے وہ تو صرف مقدمات اور خصومات میں کسی حاکم کے سامنے گواہی دینے کے لئے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ مگر قرآن وسنت کی اصطلاح میں لفظ شہادت اس سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً کسی بیمار کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں یا نوکری کے قابل ہے' یہ بھی ایک شہادت ہے اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہوکر گناہ کبیرہ ہوگیا۔ اسی طرح امتحانات میں طلبہ کے پرچوں پر نمبر لگانا بھی ایک شہادت ہے ۔اگر جان بوجھ کر یا لا پرواہی سے نمبروں میں کمی بیشی کردی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے' جو حرام اور سخت گناہ ہے۔ کامیاب ہونے والے فارغ التحصیل طلبہ کو سند یا سرٹیفکیٹ دینا اس بات کی شہادت ہے کہ وہ متعلقہ کام کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہے اگر وہ شخص واقعہ میں ایسا نہیں ہے ۔تو ایسا سرٹیفکیٹ' ڈگری یا سند وغیرہ پر دستخط کرنے والے سب کے سب شہادت کاذبہ کے مجرم ہوجاتے ہیں' اسی طرح صوبائی' قومی اسمبلی اور کونسلوں کے انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے' جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے اس بات کی گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت وامانت کے اعتبار سے نمائندہ بننے کے قابل ہے (معارف القرآن ص ۱۷)

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ مذکورہ اسمبلیوں کے امیدوار اور نمائندے کہاں تک اس معیار پر پورا اترتے ہیں' لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس کو محض ہار جیت کا کھیل سمجھ رکھا ہے اور تو اور لکھے پڑھے بعض دیندار مسلمان بھی نااہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم جھوٹی گواہی دے کر لعنت اور عذاب کے مستحق بن رہے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی اسلام میں ناپسندیدہ فعل' گناہ کبیرہ اوران

Marfat.com

امور میں سے ایک ہے، جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسے ان جرائم میں شمار کیا جاتا ہے جن پر سزا دینا لازمی ہوگا۔

جھوٹی شہادت پر تعزیری سزا:

جھوٹی شہادت پر تعزیری سزا کے بارے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں:

قال البغوی قال عمر بن الخطاب یجلد شاھد الزور اربعین جلدۃً ویسخم وجھه ویطاف به فی السوق (تفسیر للظهری ج٦، ص ٤٨)

"بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جھوٹے گواہ کے چالیس کوڑے مارے جائیں گے اور منہ کالا کر کے بازار میں گھمایا جائے۔"

حضرت عمرؓ نے شام میں اپنے عمال کو ایک خط میں یہ مضمون لکھا:

"عن ولید عن عمر انه کتب الی عماله بالشام فی شاھد الزور یضرب اربعین سوطاً ویسخم وجھه ویحلق راسه ویطال حبسه وروی عبدالرزاق فی مصنفه عن مکحول ان عمر ضرب شاھد الزور اربعین سوطاً وقال اخبرنا یحیی بن العلاء اخبرنی الاحوص بن الحکم عن ابیه ان عمر بشاھد الزور ان یسخم وجھه ویلقی عمامته فی عنقه ویطاف به فی القبائل (تفسیر المظهری)

"ولید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو جو شام میں مامور تھے، لکھ بھیجا تھا کہ جھوٹے گواہ کے چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کیا جائے اور سر منڈوا دیا جائے اور طویل مدت تک قید میں رکھا جائے۔ عبدالرزاق نے مصنف میں مکحول کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جھوٹے گواہ کے چالیس کوڑے لگوائے تھے، یہ بھی عبدالرزاق نے لکھا ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن علاء نے اور یحییٰ سے احوص بن حکم نے بیان کیا ہے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جھوٹے گواہ کے متعلق حکم دیا ہے کہ اس کا منہ کالا کیا جائے اور اس کی پگڑی گردن میں ڈال کر قبائل میں گھمایا جائے۔"

Marfat.com

اور غالبًا یہ وہ دلیل ہے جس کی بناء پر امام مالک' شافعی' ابو یوسف اور محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جھوٹے گواہ کواس کی قوم کے مابین کھڑا کر کے ضرب کی تعزیر دی جائے گی۔ تاکہ قبیلے کے لوگ جان جائیں کہ یہ وہ جھوٹا گواہ ہے۔

بعض جزوی' اختلاف کے باوجود فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ شاہد الزور (جھوٹے گواہ) کی سزا کی تشہیر کی جائے گی تاکہ باقی لوگ اس کی سزا کو دیکھ کر عبرت حاصل کرسکیں۔

عصر حاضر میں جھوٹی شہادت پر تعزیری سزا:

ڈاکٹر تنزیل الرحمان جھوٹے گواہ کی سزا کے بارے میں اپنی رائے پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ فقہ کے مجموعی مطالعہ سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جھوٹے گواہ کے لئے شریعت میں عقوبت یعنی سزا ہے' لیکن وہ سزا کیا ہے اس کا فیصلہ حاکم وقت کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے' وہ چاہے تو تشہیر کرائے اور اگر ضروری سمجھے تو مناسب تعزیر یعنی کوڑوں کی سزا دے اور اگر چاہے تو قید کر دے۔ چنانچہ میں جھوٹی گواہی دینے والے شخص کیلئے تشہیر کی سزا تجویز کروں گا جس سے لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ اس شخص نے جھوٹی گواہی دے دی ہے۔ میرے نزدیک جھوٹی گواہی دینے کے جرم میں کسی شخص کے کوڑے لگانے کے حکم سے بہ اعتبار نتیجہ یہ کم سزا نہیں ہے کہ اس شخص کو خود اس کے حلقہ تعارف و اثر میں سواری پر لٹا کر کے گھمایا جائے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا جائے کہ یہ شخص جھوٹی گواہی کا مرتکب ہوا ہے۔ لوگو! اس کا اعتبار نہ کرنا۔ مزید برآں جدید عہد میں ریڈیو۔ اخبارات' ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی اس شخص کے بارے میں اطلاع شائع کی جاسکتی ہے۔ حاکم عدالت جھوٹی گواہی دینے والے شخص کو تشہیر کے علاوہ تعزیر یا قید دونوں سزائیں دینے کا مجاز ہوگا۔ یہ تعزیر ۴۰ دنوں سے زیادہ نہ ہوگی۔ (اسلامی نظام عدالت' ص ۹۷)

Marfat.com

جھوٹی گواہی اسلامی قانون کی روشنی میں :

شریعت اسلامیہ نے جھوٹی گواہی کو تعزیری جرم قرار دیا ہے' تعزیری جرم سے مراد یہ ہے کہ اسلامی قانون نے ایسے جرائم کے لئے سزاؤں کا ایک مجموعہ مقرر کردیا ہے' جو ہلکی سزاؤں سے شروع ہو کر سخت سزاؤں تک پہنچتا ہے اور یہ فیصلہ قاضی یا حاکم کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ جرم سے متعلق کوائف اور مجرم کے حالات کے پیش نظر جو سزا یا سزائیں جس جرم کے مناسب ہوں ان کو اختیار کرلے کیونکہ تعزیری سزا میں کوئی خاص مقدار متعین نہیں بعض سزاؤں کا تذکرہ اور مزید تفصیلات متعلقہ باب میں ملاحظہ ہوں

مروجہ قوانین میں جھوٹی گواہی کی حیثیت :

Pakistan Penal Code(تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء) باب نمبر ۱۱ کی دفعہ ۱۹۲ میں جھوٹی گواہی کے بارے میں لکھا ہے:

Whoever causes any circumstance to exist or makes any false entry in any book or record, or makes any document containing a false statement, intending that such circumstance, false entry or false statement may appear in evidence in a judicial proceeding, or in a proceeding taken by law before a public servant as such, or before an arbitrator, and that such circumstance, false entry or false statement, so appearing in evidence, may cause any person who in such proceeding is to form an opinion upon the evidence, to entertain an erroneous opinion touching any point material to the result of such proceeding, is said "tofabricate the evidence."

(P.P.C,1860, Chapter XI Sec 192 Fabricating False evidence)

Marfat.com

''جوکوئی شخص کوئی ایسی صورت پیدا کرے یا کسی کتاب یا ریکارڈ میں غلط اندراج کرے یا جھوٹے بیان پر مشتمل دستاویز اس نیت سے تیار کریں کہ مذکورہ صورت غلط اندراج یا غلط بیان کسی عدالتی کاروائی میں یا کسی ایسی کاروائی میں قانون کی رو سے کسی سرکاری آدمی کے سامنے یا کسی ثالث کے روبرو قانونی کارروائی میں وجہ ثبوت پیش ہوسکے اوراس نیت سے کہ مذکورہ غلط اندراج یا غلط بیان بطور شہادت پیش ہوتے ہوئے کسی شخص کو جو مذکورہ کاروائی میں گواہی کی بناء پر کسی رائے کا تعین کرنے والا ہو۔''

مذکورہ کاروائی کے کسی اہم نقطے کی نسبت غلط رائے قائم کرنے کا سبب بنے تو کہا جائے گا کہ اس نے جھوٹی جعلسازی کی ہے۔ دفعہ نمبر۱۹۳ اور مابعد کی بعض دفعات اس جرم کی سزا متعین کرتی ہیں کہ قانون کی رُو سے اس کی سزا سات سال (۷) قید اور جرمانہ ہے۔

Whoever intentionally gives false evidence in any stage of judicial proceeding, or fabricates false evidence for the purpose of being used in any stage of a judicial proceeding, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to seven years, and shall also be liable to fine; and whoever intentionally gives or fabricates false evidence in any other case, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, and shall also be liable to fine.

(P.P.C,1860, Chapter XI Sec 193 Punishment for False evidence)

''جوکوئی شخص جان بوجھ کر کسی عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر جھوٹی شہادت دے یا عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر استعمال کی جانے کی غرض سے جھوٹی گواہی کی جعلسازی کرے تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت

Marfat.com

کیلئے دی جائے گی جو سات (۷) سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔ اور جو کوئی شخص جان بوجھ کر کسی دوسری طرح شہادت دے یا جھوٹی شہادت کی جعلسازی کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے جس کی معیاد تین (۳) سال تک ہوسکتی ہے دی جائے گی۔ اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔
تعزیرات پاکستان کی رُو سے درج ذیل امور بھی جھوٹی گواہی کے زمرے میں شامل ہیں۔ جھوٹا سرٹیفیکٹ جاری کرنا جھوٹا بیان کسی اقرار نامے میں شامل کرنا جو قانون کی رُو سے قابل ادخال شہادت ہو یا جس بیان کے متعلق معلوم ہے کہ جھوٹا ہے اسے سچے بیان کے طور استعمال کرنا وغیرہ۔

موازنہ:

جھوٹی شہادت ناپسندیدہ فعل اور قابل مواخذہ جرم ہے اس حوالے سے تو اسلامی قانون اور مروجہ قونین کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں۔ تاہم مروجہ قانون میں تعزیری طور پر اسکی سزا کی تحدید کردی گئی ہے' اگرچہ مختلف احوال وظروف میں سزائیں گومختلف ہیں تاہم متعین ہیں' لہٰذا متعلقہ عدالت مجوزہ سزا پر اضافہ نہیں کرسکتی۔ اگرچہ نوعیت جرم اس کی متقاضی ہوہو جبکہ اسلامی قانون نے اس کو تعزیری جرم قرار دے کر سزا اور تعزیر کو عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ باب اول میں یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ اگرچہ اسلامی قانون نے اولی الامر کو تعزیری سزا کے صوابدیدی اختیارات دے دیئے ہیں' تاہم وہ اس کام میں بالکل آزاد بھی نہیں۔ یہ بات طے ہے کہ تعزیری سزا بہرحال جرائم حدود سے کم ہونی چاہیے۔ نیز قاضی یا حاکم عدل وانصاف اوراسلامی اصول کو ہرحال میں ملحوظ رکھنے کا پابند بھی ہے۔

Marfat.com

جھوٹی قَسم

دغا بازی کی بدترین شکل

قسم کھانا درحقیقت شہادت یعنی گواہی ہے۔ جو شخص کسی بات پر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے۔ وہ دراصل اپنی بات یا عمل کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس معاملہ کی اہمیت کتنی بڑی ہے لیکن اس عظمت اور اہمیت کے باوجود بعض لوگ بات بات پر جھوٹی قسم کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ گویا وہ لوگوں کو دھوکہ اور فریب بھی دے رہے ہیں۔ اور اس دغابازی اور جھوٹ پر نعوذ باللہ ۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں، اس سے باآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا بڑا جرم ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ بلاضرورت نفس قسم کھانا ہی ناپسندیدہ اور برا فعل ہے۔ پھر جھوٹی قسم کھانا تو عظیم گناہ ہے۔ اور سخت ممنوع ہے۔ ایسی قسم کھانا جھوٹ کی بدترین شکل ہے کیونکہ اس میں جھوٹ بولنے والا اپنے ساتھ خدا کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے۔

قَسم کی قِسمیں:

جھوٹی قسم دغا بازی کی بنیاد ہے کیونکہ لوگ قسم پر اعتماد کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو دغابازی کی شکل میں چوٹ ملتی ہے، اس وجہ سے قرآن نے قسم کی مختلف صورتوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ

Marfat.com

كَفَّارَةُ اَيۡمَانِكُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ وَ احۡفَظُوۡا اَيۡمَانَكُمۡ (المائدة: ۸۸)

''اللہ تم کو نہیں پکڑتا' تمہاری بے ہودہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس قسم کو تم نے گرہ باندھا تو اس قسم کو توڑنے کا کفارہ دس محتاجوں کو کھلانا بیچ کا کھانا' جو تم اپنے گھر والوں کو دیتے ہو یا انکا کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا' تو جسکو یہ میسر نہ ہوں تو تین دنوں کا روزہ رکھنا' یہ ہے تمہاری قسموں کا اتار جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو'' (سورۃ المائدہ)

آیت مذکورہ میں قسم کھانے کی چند صورتوں کا بیان ہے' خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے تو اس کو یمین غموس کہتے ہیں۔ یہ جھوٹی قسم سخت گناہ کبیرہ اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے۔ مگر اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ صرف توبہ واستغفار لازم ہے۔ اصطلاح فقہاء میں اس کو یمین غموس اس لئے کہتے ہیں کہ غموس کا معنی ہے ڈبو دینے والا۔ اس لئے یہ قسم انسان کو گناہ اور وبال میں غرق کر دینے والی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی گزشتہ واقعہ پر اپنے آپ کو سچا سمجھ کر قسم کھائے۔ اور واقعہ میں وہ غلط ہو' تو اس کو یمین لغو کہتے ہیں' اسی طرح بلاقصد وارادہ زبان سے لفظ قسم نکل جائے اسکو بھی یمین لغو کہتے ہیں' اس پر نہ کفارہ ہے نہ گناہ' تیسری صورت یہ ہے کہ آئندہ وقت میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے۔ اسکو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے' اس قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔ (خلاصہ مطالب تفسیر معارف القرآن)

جھوٹی قسم منافقین کی خصلت:

جھوٹ کی قسمیں کھانے والے جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں' اسی لئے یہ نفاق کی بڑی نشانی ہے اور قرآن مجید میں اسی حیثیت سے اس کا ذکر بار بار آیا ہے۔ منافقوں کے تذکرہ میں ہے کہ جب ان پر کوئی افتاد پڑتی ہے' تو قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہمارا یہ مقصد نہ تھا ہماری نیت نیک تھی۔

Marfat.com

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًاO اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (النساء: ٦١)

''پھر کیا جب ان کو اپنے ہی کرتوت سے کوئی تکلیف پہنچے' پھر تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے آئیں کہ ہماری غرض بھلائی اور ملاپ کی تھی یہ وہ لوگ ہیں جن کا حال اللہ کو معلوم ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور ہے' ایسے لوگ چاہتے ہیں کہ قسمیں کھا کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر متعلقہ اشخاص کو خوش کر دیں۔ (سیرت النبی ج۶ص ۵۸۷)

قرآن نے ایسی جھوٹی قسمیں کھانے والے لوگوں کو منافقین قرار دیا ہے۔ اور ان کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ (التوبة: ٧٤)

''خدا کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے بیشک کفر کی بات کہی''

ایسے لوگوں سے متعلق جناب رسالت ماب ﷺ کو حکم ملتا ہے:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (القلم: ١٠)

''اور بہت قسمیں کھانے والے ذلیل کا کہنا نہ مان''

قرآن واحادیث کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانا مسلمان کی نہیں' منافق کی عادت اور نشانی ہے مثلاً ایک موقعہ پر بعض منافقین نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی نیت سے ایک مسجد بنالی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان سے ان کی اس حرکت کا سبب پوچھو گے تو فوراً جھوٹی قسم کھا بیٹھیں گے کہ ہماری نیت تو اچھی تھی فرمایا:

Marfat.com

وسیحلفن ان اردنا الاالحسنی واللہ یشھد انھم لکذبون

(توبہ: ۱۳)

''اور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں''

ایک اور جگہ اہل نفاق کی حالت قرآن نے یہ بتائی

ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون (المادلہ : ۳۰)

''اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں''

معمولی چیز پر بھی جھوٹی قسم موجب جہنم:

صحیح مسلم میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم کھا کر لینا چاہے گا تو خدا اس پر دوزخ کی آگ واجب کریگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اگرچہ معمولی سی چیز ہے؟ فرمایا درخت کی ڈالی ہی کیوں نہ ہو۔ ملاحظہ ہوں حدیث کے الفاظ

قال رسول اللہ ﷺ من اقتطع حق امری مسلم بیمینہ فقداوجب اللہ لہ النار وحرم علیہ الجنۃ فقال الرجل وان کان شیئاً یسیراً یارسول اللہ قال وان قصیبا من اراک " (مسلم ج ۱ ص ۸۰)

تجارتی امور میں جھوٹی قسم کی ممانعت:

تجارتی امور میں اکثر اوقات تجار جھوٹی قسمیں کھا کر دوسروں کا مال دغابازی اوردھوکہ دہی سے کھاتے ہیں قرآن وسنت میں اس عمل پر سخت وعیدات آئی ہیں رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے:

عن ابن مسعود یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من حلف علیٰ مال امری مسلم بغیر حقہ لقی اللہ وھو علیہ غضبان (مسلم

Marfat.com

ج ۱ ص ۸۰)

''جس نے کسی مسلمان کے مال پر ناحق قسم کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر غصہ ہوگا۔

واما قوله صلی ﷺ لقی الله وهو علیه غضبان وفی الرد ایة الاخری وهو عنه معرض فقال العلماء الاعراض والغضب والسخط من الله هوارادته ابعاد ذلك المغضوب علیه من رحمة وتعذیبه وانکار فعله وذمه (مسلم ج ۱، ص ۸۱)

''حضورؐ کے اس ارشاد کہ وہ اس پر غصہ ہوگا یا دوسری روایت کے مطابق اس پر اللہ کا غضب ہوگا کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ اللہ کا غضب وغصہ سے مراد اس شخص جس پر غضب کیا گیا ہے کو اپنی رحمت سے دور رکھنا۔ اس کو عذاب دینا اور اس کے اس فعل کو برا سمجھنا ہے۔

جھوٹی قسم تین گناہوں کا مجموعہ:

جھوٹی قسم کھا کر کسی کے مال پر دغا بازی سے کھانا خدا کے نام پر جھوٹ بولنا ہے۔ اور یہ ایک کی بجائے تین گناہوں کا مجموعہ ہے یعنی اللہ کا غضب، دوسروں کا مال ناحق کھانا اور جھوٹ۔ قرآن نے اس عمل کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (العمران : ۸)

'' بیشک جو لوگ خدا کے قرار اور اپنی قسموں پر (دنیا کا) تھوڑا سا مال خریدتے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، نہ اللہ ان سے بات کرے گا اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا۔ قیامت میں اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے''

Marfat.com

جھوٹی قسمیں کھانے والے تجار کے لئے لمحہ فکریہ

ان تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر جھوٹی قسمیں کھانے والے تاجروں کو گریبان میں جھانک کر سوچنا چاہیے کہ آج اگر ہم جھوٹی قسموں سے مال کمائیں تو کل اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری دینا ہوگی۔ وہاں ہم اللہ کے دربار میں کیا جواب دیں گے۔

بعض تجارت پیشہ حضرات مال کی اصل حقیقت اور قیمت بتانے میں جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

تجارت سے منسلک لوگ مال کی اصل حقیقت اور قیمت بتانے میں جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں' جس سے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں' حالانکہ یہی دھوکہ دہی نقصان کا باعث ہوگا۔ دھوکہ دہی دغابازی اور فراڈ کے کئی نقصانات ہیں۔ تاہم ایک نقصان یہ ہے کہ مال میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے حضورؐ نے خاص طور پر تاجروں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

ایاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم لمیحق (بخاری)

''خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو۔ وہ سودا کے نکاس اور رواج کا ذریعہ بنتی ہیں پھر برکت کو مٹا دیتی ہیں۔''

اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا

الحلف متفقۃ للسلعۃ ممحقۃ للبرکۃ (بخاری)

''قسم کھانا سودا کی جلد بکری کا موجب بنتا ہے مگر تجارتی برکت کو مٹاتا ہے''

تفصیلات بالا سے پتہ چلا کہ جھوٹ اور جھوٹی قسم ایسے شرعی ممنوعات ہیں جن کا ارتکاب ازروئے نص یعنی قرآن و حدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے' لہٰذا باب اول میں بیان کردہ دلائل وتفصیلات کے مطابق حاکم عدالت جھوٹ اور جھوٹی قسم کے مرتکب کو جو تعزیر مناسب سمجھے' دے سکتا ہے۔

Marfat.com

بہتان تراشی

دامن عفت کو بلاوجہ داغدار بنانے کا مکروہ فریب

بہتان یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف ناکردہ گناہ یا برائی منسوب کی جائے (سیرت النبیؐ ج ۶، ص ۲۵۴)

غیبت اور بہتان میں فرق یہ ہے کہ غیبت سے مراد کسی شخص کی عدم موجودگی میں اسکی برائی بیان کرنا ہے جو اس میں موجود ہے جبکہ تہمت یا بہتان سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا عیب بیان کیا جائے جو اس میں موجود نہیں ہے اور اسکے دامن عفت کو بلاوجہ داغدار بنایا جائے۔

بہتان قرآن کی نظر میں:

قرآن نے بہتان کو بڑے واضح الفاظ میں ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ (الممتحنہ:۱۲) کے ذیل میں بعض مفسرین نے بہتان کی حرمت پر ان الفاظ میں تصریح کی ہے۔ ''یہاں لفظ'' بہتان عام ہے، اپنے شوہر پر ہو یا کسی دوسرے پر کیونکہ بہتان ہر شخص پر یہاں تک کہ کافر پر بھی حرام ہے۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۴۱۸)

کسی مسلمان کو معمولی تکلیف پہنچانا بھی بری بات ہے، پھر بن کئے اس پر جھوٹا الزام رکھ کر اس کو دلی تکلیف پہنچانا کتنی بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (الاحزاب : ۵۸)

اور جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بن کئے تکلیف پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لادا۔

شریف بیویوں پر بہتان باندھنا چونکہ ان کی عزت کو مجروح کرتا ہے، اس لئے دنیا ہی میں اس کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ جو اس بہتان کا مرتکب ہو، اور شرعی گواہی پیش نہ

Marfat.com

کر سکے تو اس کو کوڑے مارے جائیں۔قرآن میں ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور: ٤)

اور جو لوگ شریف عورتوں کو عیب لگاتے ہیں' پھر نہ لائے چار گواہ تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی نہ مانو اور وہ فاسق ہیں'بہتان کی برائی کا اندازہ اس سے کرنا چاہیے کہ بہتان تراشی کرنے والا اللہ کے حضور میں فاسق ٹھہرایا گیا ہے۔اور ان کی گواہی کو ہمیشہ کے لئے بے اعتبار سمجھا جائے گا۔

حضرت عائشہؓ پر بہتان کی برات:

بخاری' مسلم اور دوسری کتب حدیث میں حضرت عائشہؓ کا واقعہ اِفک غیر معمولی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔حضورؐ جب غزوہ بنی المصطلق میں جس کو غزوہ مریسیع بھی کہا جاتا ہے۔ ٦ ھ میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت عائشہؓ ساتھ تھیں۔عبداللہ بن اُبی منافق حضورؐ کا دشمن تھا۔غزوہ مذکور سے واپسی پر اس کم بخت نے حضرت عائشہؓ کے بارے ادھر اُدھر سے کچھ باتیں اکٹھی کر کے واہی تباہی بکنا شروع کر دیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی اس بہتان کا تذکرہ کرنے لگے:

جب اس بہتان کا چرچا ہوا تو آنحضورؐ کو اس کا سخت صدمہ پہنچا' حضرت عائشہؓ کو تو انتہائی صدمہ پہنچنا ظاہری ہے' عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج ہوا' ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا' آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی براءت اور بہتان تراشوں یا اس میں شریک ہونے والوں کی ندمت میں سورہ نور کی کچھ آیت نازل فرمائیں (بخاری ج ١ ص ٢١)

تہمت لگانے والوں پر حدقذف کا اجراء:

قرآنی ضابطہ کے مطابق تہمت لگانے والوں سے شہادت کا مطالبہ کیا گیا ہے' وہ تو ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر تھی' گواہ کہاں سے آتے' نتیجہ یہ ہوا کہ حضورؐ نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حدِ قذف جاری کی اور ہر ایک کو اسی کوڑے لگائے۔

Marfat.com

جھوٹا وعدہ

دغا بازی یا غداری کا ایک اہم باب

غداری یا دغا بازی کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو زبان سے اطمینان دلایا جائے اور پھر موقع پا کر اس کے خلاف کیا جائے۔ اسلام نے ایسا کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ کیونکہ یہ بھی درحقیقت جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ کیونکہ کسی قوم اور اس کے افراد کی عزت و توقیر کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ اپنی زبان سے ادا کردہ الفاظ کے کتنے سچے اور وعدے کے کتنے پکے ہیں۔ کیونکہ جب کوئی فرد عہد و پیمان کر لیتا ہے تو اپنے اوپر ایک ذمہ داری عائد کرتا ہے' اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی۔

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا "بے شک وعدہ کی باز پرس ہوگی"۔ (بنی اسرائیل:۳۴)

اب یہ بات ظاہر ہے کہ جس چیز کی باز پرس اللہ خود فرمائے۔ اس کی اہمیت کتنی بڑی ہوگی۔ قرآن مجید میں منافقوں کے بارے میں ہے کہ ان کی بدعہدی کے نتیجے میں ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ (توبہ:۱۰)

کفار میں سے جو بار بار امن اور صلح کے وعدے کر کے بدل جاتے تھے۔ ان کا تذکرہ قرآن میں ان الفاظ میں موجود ہے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ (انفال: ۵٦)

"جس سے تو نے معاہدہ کیا پھر وہ اپنا عہد بار بار توڑ دیتے ہیں اور تقویٰ نہیں رکھتے' سو اگر ان کو تو لڑائی میں پائے تو ان کو ایسی سزا دے کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگیں۔ شاید وہ عبرت پکڑیں' اگر تجھ کو کسی قوم کی دغا بازی کا ڈر ہو۔ تو ان کو برابر کا جواب دے۔ اللہ کا دغا باز پسند نہیں۔

Marfat.com

بظاہر اس آیت میں ان کافروں کا تذکرہ ہے جو ہر بار عہد کر کے بدعہدی کرتے ہیں۔ یا دغابازی اور فراڈ سے کام لیتے ہیں۔ مگر درحقیقت دو باتیں اس میں عام ہیں۔ ایک یہ کہ بدعہدی سراسر تقویٰ کے خلاف ہے۔ اور دوسری یہ کہ غداری اور دغابازی اللہ کی محبت سے محروم کر دیتی ہے۔

دغا بازی باعث نفرت:

ایک عمل بظاہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو اگر اس کی بنیاد دغابازی اور فراڈ پر ہو تو اسلام اس کو صرف ناپسند ہی نہیں کرتا بلکہ بہت غضب اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے' جس کی بہت ساری مثالیں قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آمد کے بعد آنحضور ﷺ کو جس دغا باز اور غدار قوم سے واسطہ پڑا۔ وہ منافقین تھے' جنہوں نے اپنی سازشوں اور حیلوں کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا ان کو چونکہ یہ تو جرات ہوتی نہ تھی کہ علانیہ اسلام کی مخالفت کر کے اس کو نقصان پہنچائیں۔ اس لئے ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح درپردہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے ان کو ضعف وانحطاط کی راہ پر لگا دیں۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے جہاں اور بہت سی سازشیں بپا کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک واقعہ رجب ۹ ھ میں بھی رونما ہوا۔

مسجد ضرار کی بنیاد فراڈ پر رکھی گئی:

حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ تبوک کے میدان میں ہرقل شاہ روم نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جمع کیا ہے۔ آپؐ نے عرب میں قحط اور گرمی کے شدت کے باوجود جہاد کا اعلان کر دیا اور مسلمان جوق درجوق شوق جہاد میں مدینہ میں جمع ہو گئے۔ حضورؐ ابھی تیاریوں میں مصروف تھے کہ منافقین نے وقت سے فائدہ اٹھا کر سوچا کہ مسجد قباء کے مقابلہ میں اس حیلہ سے ایک مسجد تیار کریں کہ جو لوگ ضعف یا کسی اور وجہ سے مسجد نبویؐ نہ جا سکیں' تو یہاں نماز پڑھ لیا کریں کیونکہ اس طرح مسلمانوں کو ورغلانے کا موقعہ ہاتھ آئے گا اسی بہانے انہوں نے ایک مسجد بنا لی اور افتتاح کے لئے آنحضورؐ کو دعوت دی۔

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا کہ اس وقت تو میں ایک اہم جہاد کے لئے جا رہا ہوں واپسی پر دیکھا جائے گا مگر آپ جب بخیر و کامرانی مراجعت فرما ہوئے تو وحی الٰہی کے ذریعے اس مسجد کی تعمیر کے حقیقی سبب سے آگاہ ہو چکے تھے چنانچہ واپس تشریف لا کر سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ جائیں اوراس مسجد کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیں۔

فراڈ کی غرض سے بنائی گئی مسجد مسجد تقویٰ نہیں بلکہ ضرار تھی:

ایسا کرنے کی وجہ ظاہر ہے کہ حقیقتاً اس مسجد کی بنیاد تقویٰ کی بجائے دغا بازی اور فراڈ پر رکھی گئی تھی۔ جس کا مقصد تفریق بین المسلمین تھا۔اس لئے بلاشبہ وہ اس کی مستحق تھی اور اسکو مسجد کہنا حقیقت کے خلاف تھا۔قرآن عزیز نے اس بظاہر مسجد اور بباطن بیت الشر کی تعمیر کے متعلق حقیقت حال کو روشن کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ مسجد مسجد تقویٰ نہیں بلکہ مسجد ضرار کہلانے کی مستحق ہے۔

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

"اور منافقوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنا کھڑی کی کہ (مسلمانوں کو) نقصان پہنچائیں' کفر کریں' مومنوں میں تفرقہ ڈالیں ان لوگوں کیلئے ایک کمین گاہ پیدا کریں جو آپ سے پہلے اللہ اوراسکے رسولؐ سے لڑ چکے ہیں' وہ ضرور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہمارا مطلب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ بھلائی ہو لیکن اللہ کی گواہی ہ ہے کہ وہ اپنی قسموں میں قطعاً جھوٹے ہیں (اے پیغمبر) تم کبھی اس مجد میں کھڑے نہ ہونا اس بات کی کہ تم اس میں کھڑے ہو اور بندگان الٰہی تمہارے پیچھے نماز پڑھیں' وہی مسجد حقدا رہے جس کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی۔ اس میں ایسے لوگ آتے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ پاک و صاف رہیں اوراللہ بھی پاک وص فا رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

Marfat.com

غداری کی وعید:

غداری ایک برا عمل ہے' اس عمل کے بارے میں احادیث میں وعیدات آئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: قیامت کے دن ہر غدار کا ایک جھنڈا ہوگا جس سے اسکی بدعہدی اور غداری کی تشہیر ہوگی۔

آنحضرت ﷺ کا فوجی افسروں کو بدعہدی سے منع کرنا:

بدعہدی ایک ناپسندیدہ عمل ہے اور منافقوں کی خصلت ہے' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بدعہدی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

آنحضرتؐ اپنی فوج کے افسروں کو جو نصیحتیں فرماتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہوتی تھی کہ بدعہدی نہ کرنا۔ یعنی دشمنوں سے معاہدہ کرکے پھر غداری نہ کی جائے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو جان کا امن دیا اور پھر مروا ڈالا تو میں اس سے الگ ہوں۔ اگرچہ مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (سیرۃ النبیؐ ج۶:۲۰۲)

بدعہدی اسلام کی نظر میں:

اسلام بدعہدی' غداری' دغا بازی اور فراڈ کو بہت بری نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دوسری طرف اس آدمی کو بہت پسند کرتا ہے جو راست باز اور وعدے کا پابند ہو۔ اسلام میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت یہ بار بار فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ یعنی اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا (الرعد:۳۱)

فَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ عَہۡدَہٗ تو البتہ اللہ اپنے قول وقرار کے خلاف نہ کریگا (البقرہ:۸۰)

وَ لَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ "اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا اپنا وعدہ" (الحج:۴۷)

وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ "اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے" (التوبہ:۱۱۱)

ان تمام تفصیلات سے پتہ چلا کہ عہد کی پابندی' سچائی اور دیانتداری' اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے اور غداری' دغا بازی یا بدعہدی ان تعلیمات کے بالکل خلاف اور قابل سزا جرم ہیں۔

Marfat.com

راز فاش کرنا

کسی کا راز فاش کرنا بھی خیانت اور ممنوع ہے ۔ کیونکہ راز پاشی عموماً فراڈ کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے جب بھی لوگ اپنے مدمقابل سے پنجہ آزمائی کرتے ہیں تو پہلے اس کے کسی راز دار شخص سے اس کی راز پاشی کراتے ہیں اور پھر اس کے مطابق منصوبہ بندی کرتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس عمل کو ناجائز قرار دیا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے: اذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي امانة
جب کوئی آدمی بات کہے اور چلا جائے تو وہ امانت ہے (ترمذی ج ۲' ص ۱۷)

اور یوں ارشاد فرمایا (الحديث بينكم امانة) یعنی بات تمہارے درمیان امانت ہے ۔
ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مجالس میں کی گئی باتیں امانت ہوتی ہیں' اس امانت میں خیانت کرنا گناہ ہے آج ہمارا معمول بن گیا ہے کہ ہم ہر قسم کے رطب و یابس کو جمع کرنے اور دوسروں کو سنانے کے درپے ہیں' حالانکہ پیغمبر ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے' آپؐ کے صحابہ کرام بھی راز چھپانے میں نہایت احتیاط کرتے تھے' اور اس کے پاسداری کے لئے ایک دوسرے کو تاکید فرماتے تھے' امام غزالیؒ نے اس سلسلے میں صحابہ کرام کا ایک وقعہ نقل کیا ہے۔

ویروی ان معاوية رضى الله عنه اسرالى الوليد بن عتبة حديثا فقال لابيه ياابت ان اميرالمومنين اسرالى حديثا وما اراده يطوى عنك مابسطه الى غيرك قال فلا تحد ثونى ' فان من كستم كان الخيار اليه ومن افشاه كان الخيار عليه قال فقلت ياابت وان هذا اليدخل بين الرجل وبين ابيه فقال لا والله يابنى ولكن احب ان لاتذلك لسانك باحاديث السرقال فأتيت معاوية فاخبرته فقال يا وليد اعتقدك ابوك من رق الخطاء"

روایت کی گئی ہے کہ معاویہ نے ولید بن عتبہ سے کوئی راز کہا' انہوں نے اپنے باپ

Marfat.com

سے کہا کہ مجھ سے آج امیر المومنین نے ایک راز کہا اور یقین ہے جب مجھ سے کہہ دیا ہے تو تم سے کیوں چھپا رہے گا' انہوں نے کہا کہ اس بات کا ذکر مجھ سے مت کرو' اس واسطے کہ جب تک آدمی راز کو چھپائے رکھتا ہے' تب تک اس کے قابو میں ہے اور جب کہہ دیا تو دوسرے کے اختیار میں چلا گیا' میں نے کہا یہ معاملہ باپ بیٹے میں بھی ہوتا ہے انہوں نے کہا نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ تیری زبان راز کے بیان کرنے پر نہ کھلے۔ میں نے معاویہؓ کی خدمت میں جا کر ماجرا بیان کیا' انہوں نے کہا کہ تیرے باپ نے تجھ کو خطا کی غلامی سے آزاد کر دیا۔

راز فاشی فتنے اور ہنگامے کا سبب:

راز پاشی فتنے اور ہنگامے کا سبب ہوتا ہے' ہم دیکھتے ہیں کہ روزمرہ کتنے جھگڑے اور فسادات اس وجہ سے ہوتے ہیں۔ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ کسی کا کوئی بھید آپ کو معلوم ہے تو اس کا چھپانا بھی امانت ہے۔ کسی مجلس میں آپ موجود ہوں اور کچھ باتیں دوسروں کے متعلق وہاں سن لیں تو ان کو اسی مجلس تک محدود رکھنا اور دوسروں تک پہنچا کر فتنہ اور ہنگامہ کا باعث نہ بننا بھی امانت ہے۔ کسی نے آپ سے اپنے کسی جائز کام کے لئے مشورہ مانگا۔ تو اس کو سن کر اپنے تک محدود رکھنا اور اُس کو اپنا جانتے ہوئے صحیح مشورہ دینا بھی امانت ہے۔

امانت کا وسیع مفہوم:

راز چھپانا امانت ہے لیکن اسکے علاوہ امانت کا مفہوم نہایت وسیع ہے۔ ابوالاعلی مودودی آیت یایھا الذین امنو لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا امانتکم اپنی امانتوں سے مراد وہ تمام ذمہ داریاں ہیں جو کسی پر اعتبار کر کے اسکے سپرد کی جائیں۔ خواہ وہ عہد کی ذمہ داریاں ہوں یا اجتماعی معاہدات کی۔ یا جماعت کے رازوں کی۔ یا شخصی و جماعتی اموال کی یا کسی ایسے عہدہ ومنصب کی' جو کسی شخص پر بھروسہ کرتے ہوئے جماعت اس کے حوالے کرے۔

تفصیلات بالا سے یہ بات واضح اور ثابت ہو جاتی ہے کہ کسی کا راز فاش کرنا خیانت ہے جو اسلام کی نظر میں سنگین جرم ہے' جس کی سزا کا تعین حاکم یا جج کی صوابدید پر موقوف ہے۔

Marfat.com

افواہ طرازی

دغا بازی کا ایک اہم ذریعہ افواہ طرازی ہے لوگ مختلف قسم کی غلط افواہوں سے معاشرے میں ہلچل مچا دیتے ہیں۔ یہ افواہیں غلط بیانات اور پروپیگنڈے لوگوں کی ایذارسانی کا سبب ہوا کرتے ہیں۔ افسوس کہ اس قسم کی افواہ طرازی میں بڑا عمل دخل میڈیا کا ہے۔ میڈیا کے حوالے سے تفصیلی بحث آرہی ہے۔ ہمارا میڈیا زیرو سے ہیرو اور ہیرو سے زیرو بنانے کے درپے ہے اوراس کے لئے بے بنیاد پروپیگنڈوں کا ہتھکنڈا استعمال کررہے ہیں یہی وجہ ہے کہ

اسلام نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے کہ ہم ہر سنی سنائی بات کی نقالی نہ کریں۔ جب تک اس کی پوری تحقیق نہ ہوئی ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ[حجرات : ٤]

''اے ایمان والو!اگرتمہارے پاس کوئی فاسق کوئی اہم خبر لائے ،تو اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو۔ مبادا کسی قوم پر نادانی سے جاپڑو پھر تمہیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔''

ان مذکورہ الفاظ میں ہمیں تحقیق کئے بغیر کسی بات پر اعتماد کرنے اوراس کے نتیجے میں رونما ہونے والے اقدامات سے منع کیا گیا ہے۔اسکی وجہ یہی ہے کہ اس برے عمل کی وجہ سے معاشرے میں فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ" (صحیح مسلم)

''کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

Marfat.com

كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ وَّأَنْتَ لَهُ بِهِ كَا
ذِبٌ (سنن ابوداود)

''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات جھوٹی بیان کرے، حالانکہ وہ آپ کو اس بیان میں سچا سمجھتا ہو۔''

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہر سنی سنائی بات دوسروں کی منتقل نہ کریں جب تک اس کی پوری تحقیق نہ کی گئی ہو مختلف قسم کی ایذا رساں افواہیں، غلط بیانات اور زہریلے پروپیگنڈے ہمارے معاشرے میں جو پھیل رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ تحقیق کے بغیر بات آگے نقل کرنا ہے، روز یہی معمول ہے کہ کسی نے اگر دکان، حجرے، راستے یا گاڑی میں کوئی بات سنی تو فوراً اس بات کی اشاعت کرنا شروع کردی۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ جو کچھ ہم بول رہے ہیں یہ واقعی درست ہے یا ہم غلط بات کی اشاعت کرکے جھوٹ جیسے عظیم گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اس سلسلے میں میڈیا کی بھی ایک اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ جو رپورٹ شائع ہوتی ہے اس کی صحیح تحقیق ہونی چاہئے اور تصدیق شدہ رپورٹ کو منظر عام پر لانا چاہیے۔ اس سلسلے میں پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک اور سوشل میڈیا ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کوشش میں لگے ہوئے ہیں' کیا ہمارے مسلمان صحافی بھائی اور اینکرز کبھی اس طرف دھیان دینے کیلئے کچھ وقت نکال لیں گے؟ ہم تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری زارِ پر رحم فرمائے۔ آمین۔

دنیا کی یہ رونق اور سبقت و سابقت کے لمحات تو موت آتے ہی ختم ہو جائیں گے اور جب اللہ کے سامنے جائیں گے تو ہم سب سے اپنی اپنی فیلڈ اور ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (زبان کی شرارتیں:۳۵)

Marfat.com

من گھڑت روایات بیان کرنا

اسلام نے جب عام حالات میں خلاف واقعہ بات بیان کرنا جرم قرار دیا ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی جعلی اور خود ساختہ بات کو آنحضور ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے صاف طور پر فرمایا

من كذب فليستبوأ مقعده من النار (ترمذی ' ج ۱'ص ۹٤)

"جو شخص میرا نام لے کر خلاف واقعہ بات میری طرف منسوب کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ ....
جہنم بنا لے"

یہ اس زمانے کی بات ہے جب تعلیم و تربیت سے تمام لوگ جنت و دوزخ کو ایک حقیقت مانتے اور آخرت کے عذاب کو سب سے بڑی مصیبت گردانتے تھے۔ اس وقت کسی مسلمان کو دوزخ کی وعید سنانا ایک زبردست بات تھی اور اس سے بچنا اسوقت کے انسان کے لئے لازمی تصور ہوتا تھا۔ اسلام پر یقین رکھنا اور دوزخ میں جانے سے نہ ڈرنا دو متضاد باتیں تھیں' یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے حکمت پیغمبرانہ کے تحت حدیث کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں ان کی نقل میں جھوٹ کی آمیزش سے احتراز کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

مذکورہ حدیث کو ترمذی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے

عن ربعی بن حراش عن علی بن ابی طالب قال قال رسو ل الله
لاتكذبوا علی فانه من كذب علی يلج النار (ترمذی ج ۲' ص ۹٤)

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرا نام لے کر جھوٹ نہ بولو کیونکہ جو شخص میرا نام لے کر جھوٹ بولے گا وہ آگ میں داخل ہوگا۔"

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ فضائل اعمال اور سختی معصیت کے بارے میں احادیث کا وضع کرنا درست ہے' ان کا گمان یہ ہے کہ ہمارا مقصود اور نیت درست ہے مگر یہ بہت بڑی خطا ہے کیونکہ وعید یا فضائل وغیرہ کے لئے حدیث کا اتنا ذخیرہ موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے ویسے بھی وضع احادیث کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

کاہنوں اور نجومیوں کی فریب کاریاں

ہماری سوسائٹی میں کاہنوں، نجومیوں، جعلی پیروں اور عاملوں کے کئی گروہ فریب کاریوں اور دغابازیوں میں مصروف عمل ہیں جو مختلف قسم کے جوشیلے بیانات کا اور خوش نما الفاظ کے استعمال سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ قارئین ان لوگوں کے ان دغاباز افعال سے باخبر ہوجائیں، یہی لوگ مختلف شکلوں میں سادہ لوح عوام کو مختلف قسم فراڈی طریقوں سے لوٹ رہے ہیں، استاد محترم مولانا شیر علی شاہ صاحب نے انکے ان دغاباز طور طریقوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا

جعلی پیروں، نجومیوں نے ملک میں لوٹ مار کے نت نئے طریقے اختیار کر رکھے ہیں، بے اولاد جوڑوں کو اولاد اور کبھی غریبوں کو راتوں رات امیر بنانے کا دھوکہ دیتے ہیں۔ کبھی سنگ دل محبوبہ کو قدموں میں لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، کبھی شوہر کو راہ راست پر لانے کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ ایسے عامل نجومی اور پیر پریشانیوں میں گھیری ہوئی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں بھی لوٹ لیتے ہیں۔

(مولانا شیر علی شاہ کی درسگاہ میں، ص ۱۰۷)

کاہنوں کی فریب کاری کے خلاف اعلان جنگ:

کاہنوں اور نجومیوں کی دغابازیوں کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی مختلف قسم کی فریب کاریاں کرتے تھے، غیب کی سابقہ یا آئندہ ہونے والی باتیں جنات کے ذریعہ جاننے کا دعویٰ کرتے تھے، جس طرح آج کل کے عاملوں کا وطیرہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے انکے خلاف اعلان جنگ کیا، اور قرآن نے انکے اس علم غیب کی نفی ان الفاظ میں کی۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

(النمل: ٦٥)

Marfat.com

''کہو اللہ کے سوا زمین اور آسمانوں میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا''

درحقیقت غیب کے علم نہ فرشتے رکھتے ہیں' نہ جن اور نہ انسان۔ آپؐ نے اپنے رب کا یہ فرمان سنایا۔

وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (الاعراف : ۱۸۸)

''اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بڑا خیر جمع کرلیتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچتا' میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائیں''

اور حضرت سلیمان کے جنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ.

اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (سباء : ۱٤)

''اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس رُسوا کن عذاب میں مبتلا نہ رہتے''

لہٰذا جو شخص اس بات کا مدعی ہو کہ حقیقتاً اس کو غیب کا علم ہے وہ اللہ' حقیقت اور لوگ سب کو فریب دینے کی کوشش کرتا ہے۔

کہانت کی تصدیق کلام نبوی کی رو سے:

اسلام نے کہانت کو بری نگاہ سے دیکھا ہے اور کہانت کی تصدیق کو کفر قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

من اتی عرافا فسأله عن شی مصد قه بما قال لم تقبل له صلاة اربعین یوماً

''جو شخص نجومی کے پاس گیا اور سوالات کئے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔'' (مسلم)

ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ

Marfat.com

اِنِّیْ مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (الانعام: ۵۰)

''کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں تو صرف اس کی وحی کی اتباع کرتے ہوں جو مجھ پر کی جاتی ہے''

علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ قرآن کی صریح اور واضح ترین بات کو جاننا کے باوجود اگر ایک مسلمان اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بعض لوگ پردہ ہٹا کر تقدیر کو دیکھ سکتے ہیں اور غیب کے راز ہائے سربستہ معلوم کر سکتے ہیں تو وہ اس ہدایت کے ساتھ کفر کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔

غیب کے دعویدار پیروں کی حقیقت

کاہن او نجومی غیب کا دعویدار ہوتے ہیں' اخبارات اور سنڈے میگزینوں میں بڑے بڑے اشتہارات لگاتے ہیں کے فلاں نجومی یا عامل گارنٹی سے کام کریگا۔ مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگ مصیبتوں سے تنگ اگر ان کا رخ کر لیتے ہیں' وہاں پر جا کر ان سادہ لوح عوام کو لوٹ لیتے ہیں' اور غیب کی خبریں سناتے ہیں حالانکہ غیب کی خبر اللہ کے پیغمبر کو بھی نہیں ہے۔ قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ رسول ﷺ نہ غیب جاننے والے ہیں نہ ساحر ہیں اور نہ کاہن۔ احادیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیب کے علم سے اپنی نفی کی ہے۔

مختلف طریقوں میں رائج کہانت:

ہمارے ملک میں کہانت مختلف شکلوں میں شروع ہے۔ مثلاً نجومی لوگوں کے ہاتھ کو دیکھتے ہیں' اس کے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ آپ کی قسمت میں کیا ہے۔ نیک بخت یا بد بخت کامیابی یا ناکامی' خوشحالی یا پریشانی وغیرہ حال احوال بتا دیتے ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کتاب کھول کر فال نکالتے ہیں۔ اس فال کو کبھی کبھار

Marfat.com

طوطے سے اٹھاتے ہیں۔ پھر اس فال میں جو کچھ لکھا ہو وہی سناتے ہیں کہ آپ کی قسمت میں یہ بات ہوگی' اس کے علاوہ اور بھی کئی طریقے ہیں۔ جو سب کے سب ناجائز اور خلاف شرع ہیں۔ جس کا کرنے والا اور جس کی تصدیق کرنے والا دونوں گناہ گار ہیں۔

تجارت

دغا بازی سے بچنے کے اصول

تجارت میں دغا بازی (دھوکہ دہی) قبیح حرکت اور انسان کش فعل ہے' تجارت کا مقصد صرف نفع کمانا نہیں بلکہ تجارت انسانوں میں باہمی تعاون اور خدمت خلق کی ایک بہترین صورت ہے' جس کے ذریعے تجارت پیشہ افراد لوگوں کو مختلف اشیاء قیمتاً پیش کرکے تعاون باہمی کا ایک نظام قائم کرتے ہیں' جہاں نفع کمانا ثانوی مقصد ہوتا ہے' اور باہمی تعاون' انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق اولین مقصد ہوتا ہے اس لئے تمام معاملات تجارت میں دھوکہ دہی سے بچنا ضروری ہے۔

اگر ہم تعاون کی نیت سے تجارت کریں تو یہ تجارت منافع بھی ہوگا اور ثواب بھی۔ یعنی ہم خرما ہم ثواب بشرطیکہ ہم اس عمل میں دھوکہ دہی سے باز رہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ (مائدہ:۲)

''بھلائی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں ہرگز کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو۔''

لہٰذا ہمیں تجارت میں دھوکہ دہی سے بچنے کیلئے تجارت کے اسلامی اصول سے باخبر رہنا چاہیے اگر ہمیں تجارت کے اسلامی اصول معلوم ہو تو پھر ہم تجارتی دغابازی سے

Marfat.com

محفوظ رہیں گے' تجارت کے چند اسلامی اصول حسب ذیل ہیں۔

معاملہ میں جانبین سے حقیقی رضا کا وجود ضروری ہے۔اضطراری رضا معتبر نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (النساء: ۲۸)

''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ' ہاں اگر تجارت ہو آپس کی رضامندی کے ساتھ۔''

آپس کی رضامندی سے ان تمام صورتوں کو ناجائز کردیا گیا ہے جس میں کسی نوعیت کا دباؤ شامل ہو' یا کوئی دھوکہ یا ایسی چال ہو' جو اگر دوسرے فریق کو معلوم ہو جائے تو وہ اس پر راضی نہ ہو' حضور ﷺ نے جبرواکراہ کی سوداگری کو ناجائز قرار دیا ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے: نهى رسول الله عن بيع المضطر (ابوداؤد ص ۴۸۰)

جو لوگ خرید فروخت کرتے ہوں وہ اہلیت بھی رکھتے ہوں' یعنی عاقل' بالغ اور ممیز ہوں۔اگر کسی نے مجنوں' معتوہ یا بچا سے سودا کیا تو یہ دھوکہ کے زمرے میں شامل ہے۔

معاملہ میں کسی قسم کا دھوکہ' خیانت' اور معصیت کا دخل نہ ہو' یعنی ان اشیاء کا کاروبار نہ ہو' جن کا استعمال شریعت اسلامی نے معصیت اور حرام قرار دیا ہے' (اسلام کا اقتصادی ص ۲۴۵)

کاروبار میں دغا بازی کا شائبہ بھی نہ ہو:

کاروبار میں دھوکہ تو درکنار دھوکے کا شائبہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔اسلامی اصول کے خلاف معاملات کرنا تجارت کے مقصد کو خراب کر دیتا ہے' ان اصول کے خلاف تجارت کرنے کو ناپسندیدہ اور خلاف اسلام سمجھا جائے گا۔ مثلاً نفع کا ایسا معاملہ جس میں باہمی

Marfat.com

تعاون قطعاً مفقود ہو' اور ایک جانب کا فائدہ دوسری جانب کے یقینی نقصان پر مبنی ہو' مثلاً جواء لاٹری اور سٹہ کے بعض انواع واقسام۔

۲۔ حصول نفع کا وہ معاملہ جس میں جانبین سے کسی ایک جانب میں حقیقی رضا نہ پائی جاتی ہو' بلکہ اضطراری اور جبری رضا کو حقیقی رضا کے قائم مقام رکھا گیا ہو' مثلاً سود۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: احل الله البیع وحرم الربوٰ (بقرہ آیت ۲۷۵)

یعنی اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

نھی رسول الله عن بیع المضطر (ابوداؤد' ص ۴۸۰)

رسول اللہ ﷺ نے جبر اور زبردستی کے معاملہ کو منع فرمایا ہے۔ گویا زبردستی کو بھی دھوکے سے تعبیر کیا گیا۔

۳۔ ایسا کاروبار یا خرید وفروخت جو اسلام کی نظر میں گناہ ہو' مثلاً شراب' مردار' بت خنزیر وغیرہ کی خرید وفروخت۔

۴۔ وہ معاملات کہ جن میں جانبین سے عقد ہو جانے کے باوجود بھی نزاع اور مناقشہ کی صورتیں باقی ہوں' مثلاً مبیع یا ثمن یا دونوں میں ابہام رکھا گیا ہو' یعنی تصریح نہ کی گئی ہو کہ کس قیمت میں خریدا ہے یا کس شے کو خریدا ہے معلومات نہ ہونے کی وجہ سے دھوکے کی راہیں کھل جاتی ہے' خریدار ابہام سے فائدہ اٹھا کر ایک اچھے اور قیمتی چیز کا دعوی بھی کر سکے گا' جس نے نزاع اور مناقشہ پیدا ہوگیا' اس باب کے تدارک کیلئے اس قسم کی تجارت کو منع کیا گیا۔

۵۔ وہ معاملہ جس میں دھوکہ اور فریب مضمر ہو' مثلاً ایک شے کی خرید وفروخت منظور ہے' مگر خاص غرض کے ماتحت معاملہ میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا' اور ایک دوسری شے کے ضمن میں اسے لے لیا گیا ہے اس طرح کہ اگر ضمنی شے جو بہت ناقص ہے' یا سب سے بہتر ہے اس معاملہ کے اندر شامل ہوگئی تو معاملہ کرلیا ورنہ معاملہ کی تمام شرائط مکمل ہو جانے کے بعد معاملہ سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے: نهى رسول الله عن بيع الحصاة وبيع الغرر (مسلم، ج۲، ص۲)

''رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینک کر کسی شے کی خریداری کرنے کو اور دھوکے کے معاملہ کو حرام قرار دیا ہے۔''

امام بخاریؒ نے اس حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ان رسول الله نهى عن الملامسة والمزابنة (بخاری، ج۱، ص ۲۶۸)

''کسی چیز کو صرف چھو دینے یا کسی چیز کو صرف فروخت کرنے والے یا خریدنے والے پر ڈال دینے سے خرید وفروخت کا معاملہ کرنے سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے''

ایک روایت میں ہے: نهى رسول الله عن النجش (بخاری ج۱، ص ۲۸۷)

''رسول اللہ ﷺ نے معاملہ یا لین دین میں کھوٹ کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے''

یہ سب کچھ اسلئے ناجائز ہیں کہ اس قسم کے تمام معاملات کی بنیاد فریب اور دھوکہ دہی پر ہے، جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔

دغابازی سے پاک تجارت باعث نجات:

اسلام نے تجارت کے بابرکت پیشہ کو پاکیزہ اور صاف وستھرا رکھنے کیلئے اصول مقرر کئے ہیں اور تجار کو تلقین کی ہے کہ وہ ان ضوابط کی پابندی کر کے دھوکہ دہی سے باز رہیں۔ ورنہ یہ بابرکت پیشہ جس پر ثواب اور نجات کا وعدہ موجود ہے۔ ان کیلئے دنیا میں حرام رزق کا ذریعہ اور آخرت میں رسوائی کا موجب بنے گا، اسلام تاجروں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں جو ہر لحہ ان کے ظاہر و پوشیدہ عمل کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو پھر کیونکر یہ ممکن ہے کہ ایک بھائی کم تول کر یا زیادہ قیمت وصول کر کے اپنے بھائی کو نقصان پہنچائے اور دوسرا کم قیمت دے کر کھرے مال کی قیمت وصول کرے اور یوں اپنے بھائی کا معاشی استحصال کرے۔

ارشاد نبویؐ ہے: لايؤمن احدكم حتى يحب لاخيه مايحب نفسه (بخاری ج۱، ص ۶)

Marfat.com

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ تجارت پیشہ افراد اخلاق حسنہ سے متصف ہوں۔ آنحضور ﷺ نے اوصاف حسنہ سے متصف تجار کیلئے یہ دعا کی ہے۔

''اللہ کی رحمت ہو اس شخص (تاجر) پر جب کبھی بیچے، خریدے اور قرض لینے کا مطالبہ کرے تو نرمی اور درگزر کا معاملہ کرے۔''

تجارت میں دھوکہ دہی کی مذمت احادیث کی روشنی میں:

اسلام تمام معاملات میں اور خصوصاً خرید وفروخت کے معاملے میں دھوکہ دہی کو برداشت نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بیع میں عیب ہو تو اسلام نے اس کا ظاہر کردینا بائع پر واجب قرار دیا ہے۔ چھپانا حرام اور سخت گناہ ہے۔ (قانون شریعت ص ۱۹۴)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن واثله بن الاسقع قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من باع عيبا لم يتنبه لم يزل فى مقت الله اولم تزل الملائكة تلعنه (مشكوٰة ص ٢٦٨)

واثلہ ابن الاسقع روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا، جس کسی نے ایسے عیب کے ساتھ کوئی شے فروخت کی جس پر اس نے (خریدار) کو آگاہ نہیں کیا تھا۔ وہ ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہے گا۔ یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے:

المسلم اخ المسلم ولا يحل لمسلم باع من اخيه بيعاً فيه عيب الا بينه له

Marfat.com

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کیلئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کسی چیز کا سودا اس کا عیب بتائے بغیر کرے۔

احادیث بالا میں ان بدقسمت تاجروں کے لئے درس عبرت ہے جو تجارت جیسے مبارک پیشے کو دھوکہ دہی جیسی قبیح حرکت سے آلودہ کرتے ہیں' اور اپنی اس انسان دشمن اور خلاف اسلام حرکت کو اپنی مہارت اور فرزانگی سمجھ کر خوش ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی انسانوں کو دھوکہ دے کر اپنی اولاد کو حرام کھلا رہے ہیں۔

تجارت میں دھوکہ دہی فقہاء اسلام کی نظر میں :

فقہاء اسلام کی نظر میں اگر بیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے۔ تاکہ دھوکہ کے زمرے میں شامل نہ ہو جائے اس لئے انہوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ خریدار کو اختیار ہے کہ اگر مال میں کوئی عیب ظاہر ہو تو اس سودے کو ختم یا اسے منسوخ کر دے' اگرچہ ایسی شرط معاملے کے وقت نہ رکھی گئی اس کو خیار عیب کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ عیب خود فروخت کنندہ کا پیدا کردہ ہو۔ مثلاً دودھ میں پانی یا شہد میں چینی کی ملاوٹ کر دی گئی ہو۔

اسی طرح جانور کے تھن میں تھیلی کا باندھنا بھی ہے تاکہ دودھ اس کے تھن میں اکٹھا ہو جائے اور تھن بڑا دکھائی دے اور خریدار دھوکے میں آکر اسے خریدے' دوسرے یہ کہ اس مال میں قدرتی عیب ہو۔ (کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ ص ۱۸۸)

تفصیل بالا سے پتہ چلا کہ ملاوٹ یا دھوکہ دہی تمام اشیائے تجارت میں ممنوع ہے اور ناقابل قبول ہے۔ بناء بریں حاکم وقت اس بات کا مجاز بلکہ پابند ہے کہ ایسا کرنے والوں پر کڑی نظر رکھے اور مناسب تعزیری سزا دے۔

Marfat.com

دور حاضر میں تجارت میں دھوکہ دہی کی بے شمار صورتیں دیکھنے میں آئی ہیں' ہر ایک پر بحث مشکل ہے' تاہم مالا یدرک کلہ لایترک کلہ پر عمل کرتے ہوئے چند ایک صورتوں میں اگلے صفحات میں بحث کی جائیگی۔ یاد رہے کہ تجارت میں دھوکہ دہی کی جو بھی صورت یا مثال نظر آئے۔اس کا انسداد اور تدارک اسلامی حکومت کی ذمہ داری اور فرض اولین ہے۔

ملاوٹ

تجارتی دغابازی کا بنیادی عنصر

اشیائے تجارت میں ملاوٹ اوراس سلسلے میں دھوکہ دہی اسلامی قانون میں نہایت قبیح حرکت اورانسانیت سوز عمل قرار دیا گیا ہے' تجارتی کاروبار میں اس قسم کی حرکات کرنے والے کمینہ فطرت تجار کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ نفع کمائیں۔ناقص مال دے کر عمدہ مال کے دام وصول کریں' گویا اپنے بھائیوں کا نقصان کرکے اپنا نفع بڑھائیں اورانہیں دھوکہ دیں۔ غالبًا ان لوگوں کو یہ خبر نہیں کہ اپنی اس انسانیت کش حرکات سے وہ گویا آنحضرتؐ کے امتی ہونے کے اعلیٰ منصب سے بھی محروم ہونے کا خطرہ مول لے رہے ہیں۔اس سلسلے میں امام ترمذی کی نقل کردہ یہ حدیث ملاحظہ کیجئے:۔

عن ابی هريرة ان رسو ل الله مر علی صبرة من طعام فادخل يده فيها فنالت اصابعد بللاً فقال ياصاحب الطعام ماهذا قال اصابته االسماء يارسول الله قال افلا جعلته فوق الطعام حتی يراه الناس ثم قال من غش فليس منا وفی الباب عن ابن عمرو ابی الحمراء وابن عباس و بريده وابی برده بن دينار وحذيفة

Marfat.com

بن السیمان حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح والعمل
علی هذا عند اهل العلم کرهوا الغش وقالو الغش حرام "
(جامع الترمذی۔ باب ماجاء فی کراهة الغش فی البیوع۔ ج ۱' ص ۱۹۲)

''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپؐ نے اپنا دست مبارک اس کے اندر داخل کر دیا تو انگلیوں میں تری لگی۔ آپؐ نے غلہ والے سے فرمایا۔ یہ کیا؟ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! بارش کا پانی اس پر پڑ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب یہ بات تھی تو اس کو اوپر کیوں نہ کر دیا۔ تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیں پھر فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں''

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر عمل ہے وہ سب خرید و فروخت میں دھوکہ اور فریب کو مکروہ اور حرام سمجھتے ہیں۔

مندرجہ بالا روایت کے الفاظ ''من غش فلیس منا'' تو زبان زد عام ہیں، لیکن اس جملے کے آخری جزو ''فلیس منا'' کا مطلب کیا ہے؟ اس کی تشریح کرتے ہوئے خلیل احمد سہارنپوری رقمطراز ہیں۔

لیس منا معناہ لیس سیرتنا ومذهبنا یرید ان من غش اخاه وترك مناصحته فانه قدترك اتباعی والتمسك بسنتی

(بذل المجہود از خلیل احمد سہارنپوریؒ ج ۵' ص ۲۰۳)

''فلیس منا کے معنی ہیں، وہ ہماری سیرت اور طریقے پر چلنے والا نہیں۔ آنحضور ﷺ کی مراد اس سے یہ ہے کہ جو کوئی بھی اپنے بھائی سے دھوکہ کرے یا اسکی خیر خواہی کو نظر انداز کر دے تو گویا اس نے میری تابعداری اور میرے طریقے پر چلنا چھوڑ دیا۔''

ملاوٹ کے انسداد کے لئے نگران کی ضرورت:

اسلامی ریاست میں ملاوٹ کے انسداد کیلئے ایک نگران اور محکمہ کی ضرورت ہوتی ہے، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک گوالے نے دودھ لایا، جس میں پانی ملایا تھا۔ آپ

Marfat.com

نے اس گوالے کا پانی ملا دودھ زمین پر بہادیا

(الشوکانی' نیل الاوطار' ج ۲' بحوالہ اسلام کا قانون تجارت ص ۷۲)

حضرت عمرؓ کے اس عمل سے بظاہر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ ملاوٹ ناپسندیدہ عمل اور حرام ہے۔ لہٰذا جو شخص اس عمل میں ملوث ہوتو حاکم اس کو مذکورہ عمل پر سزا دے سکتا ہے۔

اشیائے تجارت میں ملاوٹ وغیرہ کے انسداد کی آنحضورؐ کیساتھ اتنی فکر دامن گیر تھی کہ بعض روایات کے مطابق آپ نے بازار کی نگرانی کیلئے ایک صحابی کا تقرر کررکھا تھا۔ (نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۱)

آپ کے بعد صحابہ کرامؓ (خلفائے راشدین) بھی آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اشیاء تجارت اور کاروبار تجارت میں غلط کاریوں پر نظر رکھنے کے لئے انہوں نے بھی نگران مقرر کئے۔ اور اس کام کو اتنی اہمیت دی گئی کہ بعض اوقات حضرت عمرؓ خود یہ کارِخیر انجام دیا کرتے تھے۔

بناء بریں اسلامی حکومت کے اہل کاروں کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ کاروبار تجارت میں دھوکہ ختم کرنے کے لئے باقاعدہ انتظامات کریں اور جو بھی اس معلون کاروبار میں ملوث پایا گیا اس کو ایسی تعزیری سزا دیں کہ دیگر اشخاص کیلئے درس عبرت بن جائے۔

اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ کرنا:

فروخت کرنے کی غرض سے اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ اور اس سلسلے میں کسی قسم کی دھوکہ دہی اسلامی قانون کی نظر میں نہایت قبیح حرکت اور انسانیت سوز عمل قرار دیا گیا' اس عمل میں ملوث لوگوں کی نفسیات یہ ہوتی ہیں کہ زیادہ نفع کمائیں اور ناقص مال دے کر عمدہ مال کے دام وصول کریں۔ غالبًا ان لوگوں کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے اس عمل سے دوسرے انسانوں کی زندگی کو داؤ پر لگاتے ہیں۔

کتاب کے دیباچے میں بازار میں فروخت ہونے والے اشیاء خوردونوش میں

Marfat.com

ملاوٹ کی مروجہ چند شکلوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ اس قبیح عمل کے نقصانات کو مدنظر رکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ملاوٹ کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے۔ آپ ؐ کا ارشاد ہے۔

من غش فلیس منا یعنی جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

رائج الوقت قوانین اور ملاوٹ:

اسلامی قانون اور مروجہ پاکستانی قانون کے مطابق ملاوٹ قابل مواخذہ جرم ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۷۲ نے عمل مذکور کو قابل سزا جرم قرار دیا ہے۔

Whoever adulterates any article of food or drink, so as to make such article noxious as food or drink, intending to sell such article as food or drink, or knowing it to be likely that the same will be sold as food or drink, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to six months, or with fine which may extend to one thousand taka, or with both.

جو کوئی شخص کھانے پینے کی اشیاء میں اس طرح ملاوٹ کرے کہ مذکورہ چیز کو کھانے پینے کے لئے مضر بنا دے' اس نیت سے کہ مذکورہ چیز کو یہ جانتے ہوئے کہ اس امر کا امکان ہے کہ اسے کھانے پینے کی چیز کے طور پر فروخت کیا جائے گا یا مذکورہ چیز کو وہ کھانے کی چیز کے طور پر خود فروخت کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے جو چھ ماہ تک ہو سکتی ہے' دی جائے گی یا سزائے جرمانہ کے ساتھ جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتا ہے یا بغیر جرمانہ یا دونوں ایک ساتھ دی جائیں گی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی اور مروجہ قانون دونوں ملاوٹ کو قابل مواخذہ جرم قرار دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے اس عمل سے کہ انہوں نے ایک گوالے کا پانی ملا دودھ زمین پر بہا دیا یہ بات مستنبط کی جا سکتی ہے کہ ملاوٹ کے مرتکب کو سخت تعزیری سزا دینی چاہیے ممکن ہے

Marfat.com

چھ ماہ تک قید کی سزا بمعہ ایک ہزار روپیہ جرمانہ بعض بڑے تجار کے لئے اتنی موثر ثابت نہ ہو سکے۔ یہ سزا قاضی اور حاکم کی صوابدید پر چھوڑ دی جاتی تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔

ملاوٹ نامہ

نیاز سواتی نے طنزیہ انداز میں ملاوٹ کے ان مختلف طریقوں سے پردہ اٹھا کر ملاوٹ نامہ کے نام سے درج ذیل اشعار تحریر کئے ہیں۔ جس سے معاشرے کی موجودہ صورتحال کی صحیح عکاسی ہو جاتی ہے۔

خوردنی اجناس میں پتھر ملا دیتے ہیں لوگ
جانے یہ کس جرم کی ہم کو سزا دیتے ہیں لوگ
یوں صفائی ہاتھ کی ہم کو دکھا دیتے ہیں لوگ
آج کل پیتل کو بھی سونا بنا دیتے ہیں لوگ
آپ کرتے ہیں گلہ چائے میں چھلکوں کا حضور
اب تو آٹے میں ہمیں بھوسا کھلا دیتے ہیں لوگ
سرخ مرچوں میں ملا دیتے ہیں اینٹیں پیس کر
اور آلو ڈال کر گھی میں ملا دیتے ہیں لوگ
مالٹے بھی آج کل خالص نہیں ملتے ہمیں
ریڈ کلر کے ان میں بھی ٹیکے لگا دیتے ہیں لوگ
مانگتے ہیں سوپ جب نوخیز چوزوں کا نیاز
مردہ کوؤں کی ہمیں یخنی پلا دیتے ہیں لوگ

☆☆☆

Marfat.com

ناپ تول میں دھوکہ دہی

ناپ تول میں دھوکہ دہی ایک ایسی لعنت ہے جس میں تجار کے اکثر لوگ پھنسے ہوئے ہیں، خود پورا لینا اور دوسروں کو کم دینا کاروباری لوگوں اور دکانداروں کا مزاج بن گیا ہے۔ یہ گناہ اس قدر عام ہوا ہے کہ لوگ اب اس گناہ کو گناہ تصور نہیں کرتے ہیں۔ اس قبیح عمل کے سدباب کے لئے شریعت نے ناپ تول میں دھوکہ دہی کو حرام قرار دیا ہے بلکہ ہر ایسے فعل کو حرام قرار دیا ہے جو لوگوں کیلئے نقصان کا سبب ہو۔

ناپ تول میں دھوکہ دہی قرآن کی نظر میں:

ناپ تول میں کمی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہے۔ دنیا و آخرت میں بربادی کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ○
وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (المطففین: ۱۔۲)

"خرابی ہے گھٹا کر دینے والوں کیلئے وہ لوگ کہ جب دوسروں سے مال لیں تو پورا پورا لیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔"

خرید و فروخت میں جن چیزوں کو بازار میں تولا جاتا ہے اس کے تول میں کمی گناہ ہے اور جن چیزوں کو ناپا جاتا ہے اس کی ناپ میں کمی کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اہل مکہ اشیاء تول کر فروخت کرتے تھے جبکہ اہل مدینہ ناپ کر فروخت کرتے تھے (کشاف)
یہ سورت ان لوگوں کیلئے سخت عذاب اور دھمکی سنا رہی ہے جو ناپ تول میں کمی کر رہے ہیں۔ ایک مفسر آیت بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں

بدات هذه السورة بو عيد شديد لمن يا خذ لنفسه وافيا ويعطى

Marfat.com

غیرہ ناقصاً

یعنی اس سورت کا آغاز ہی ان لوگوں کیلئے سخت وعید سے ہوا ہے جو خود تو پورا لیں اور دوسروں کو کم دیں

مزید وضاحت کرتے ہوئے یہی مفسر لکھتے ہیں:

هلاك للمطففين الذين اذا اخذوا لانفسهم الكيل من الناس يا خذونه وافياً زايداً واذا كالو هم للناس او وزنوهم لهم ينقصونهم حقهم الواجب اعتداءً عليهم

"گھٹا کر دینے والوں کیلئے ہلاکت ہے وہ اپنے لئے جب لوگوں سے لیتے ہیں تو زیادہ لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو ظلم کرتے ہوئے اُنکے مقررہ حق میں نقصان اور کمی کرتے ہیں۔"

تجارت کے بابرکت پیشہ کو ناپاک اور بے وقار بنانے کی ایک مکروہ سازش اور انسانیت سوز چال ناپ تول میں کمی بیشی ہے ایسا کرنے والے کاروباری لوگ حقیقت میں اپنے بھائیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اُن کے خون پسینے سے کمائے ہوئے دام بٹورنا چاہتے ہیں ۔ بناء برین قرآن مجید نے اس قبیح حرکت پر تنبیہ کرتے ہوئے اسے بڑا جرم بتایا ہے اور اسی پر دنیا اور آخرت کی خرابی اور رسوائی کی وعید سنائی ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو رسول اللہ کی تنبیہ:

مفسر قرآن عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے ان لوگوں کو جو تجارت میں ناپ تول کا کام کرتے ہیں خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔

قال رسول الله لا صحاب الكيل والميزان انكم قد وليتم امرين هلكة فيهما الامم السابقة

Marfat.com

''حضور ﷺ نے ناپ تول والوں کو فرمایا بلاشبہ تمہیں ایسے دو کاموں کی نگرانی سونپی گئی ہے جن میں کوتاہی کی وجہ سے کئی قومیں تم سے پہلے ہلاک ہو گئیں (وہ دو کام ہیں ناپ اور تول)''

ناپ تول میں امم سابقہ کی بددیانتی:

ناپ تول میں دھوکہ دہی ایک ایسی لعنت ہے جس میں بعض اُمم سابقہ کے بد دیانت تاجر بھی مبتلا تھے اور جس قوم کے نبی نے یہ ناپاک حرکت اپنی قوم میں پائی۔ اُس نے ہمیشہ اس کی مذمت کی اور اس سے باز رہنے کی تلقین کی۔ خصوصاً حضرت شعیبؑ جنکا وظیفہ ہی اللہ نے یہی بتایا کہ اُنہیں صرف اس منحوس حرکت سے باز رکھنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ حضرت شعیب کی قوم میں بہت سی بد اخلاقیوں اور نافرمانیوں سے قطع نظر جن قبیح اُمور نے خصوصیت کے ساتھ ان میں رواج پالیا تھا وہ یہ تھے۔

۱۔ بت پرستی اور مشرکانہ رسوم۔

۲۔ خرید وفروخت میں پورا لینا اور کم تولنا۔

۳۔ تمام معاملات میں کھوٹ اور ڈاکہ زنی (قصص القرآن ج ۱ ص ۲۴۶)

حضرت شعیبؑ نے پہلے شرک سے بیزاری کا مسئلہ قوم کے سامنے بیان کیا ساتھ ساتھ قوم کی مخصوص بد اخلاقیوں پر توجہ دلانے اور انکو راہِ راست پر لانے کیلئے انہوں نے اس قانون کو بھی بہت اہمیت دی۔ کہ خرید وفروخت کے معاملے میں ہمیشہ یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ جو جس کا حق ہے وہ پورا پورا اُس کو ملے کہ دینوی معاملات میں یہی ایک ایسی بنیاد ہے جو متزلزل ہو جانے کے بعد ہر قسم کے ظلم وستم، فسق وفجور اور مہلک خرابیوں اور بد اخلاقیوں کا باعث بنتی ہے۔ قرآن مجید نے اس سلسلے میں حضرت شعیبؑ کی تقریر کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ○ وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (ہود:۸۴-۸۵)

''اور ہم نے قبیلہ مدین کی طرف اُس کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا اُس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم خوشحال ہو۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ تم پر عذاب کا ایسا دن نہ آجائے جو سب پر چھا جائے گا اور اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو۔ لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔''

خرید وفروخت میں دوسروں کے حق پورا نہ دینا انسانی زندگی کو ایسا روگ لگا دیتا ہے کہ یہ بد اخلاقی بڑھتے بڑھتے تمام حقوق العباد کے بارے میں حق تلفی کی خصلت پیدا کر دیتی ہے اور اس طرح انسانی شرافت اور باہمی اخوت ومودت کے رشتہ کو منقطع کر کے لالچ، حرص اور خود غرضی جیسے رذائل کا حامل بنا دیتی ہے۔

تطفیف کا وسیع مفہوم:

قرآن نے اوفو الکیل والمیزان بالقسط کہہ کر اس حقیقت کو واضح کیا کہ ناپ تول میں انصاف صرف اشیاء کی خرید وفروخت ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ انسانی کردار کا یہ کمال ہونا چاہیئے۔ کہ خدا اور اُس کے بندوں کے تمام حقوق وفرائض میں اس ایک اصل کو بنیاد کا رہنائے۔ کسی موقعہ اور کسی حالت میں بھی عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور خرید وفروخت میں ناپ تول میں کمی نہ کرنا۔ انصاف برقرار رکھنا

Marfat.com

گویا یہ ایک کسوٹی ہے کہ جو انسان زندگی کے معمولی لین دین میں عدل و انصاف نہیں برتتا۔ اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اہم معاملات دینی و دینوی میں عدل وانصاف کو کام میں لائے گا۔

کسی کا حق مارنا بھی تطفیف ہے:

ناپ تول کی کمی جس کو قرآن میں تطفیف کہا گیا ہے صرف ڈنڈی مارنے اور کم ناپنے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ کسی کے ذمے دوسرے کا جو حق ہے۔ اُس میں کمی کرنا بھی تطفیف میں داخل ہے۔ قرآن و حدیث میں صرف ناپ تول کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے ہوا۔ کہ عام طور پر معاملات کا لین دین انہیں دو طریقوں سے ہوتا ہے انہی کے ذریعے کہا جا سکتا ہے کہ حقدار کا حق ادا ہو گیا یا نہیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ مقصود اس ہر ایک حقدار کا حق پورا پورا دینا ہے اس میں کمی کرنا حرام ہے۔

مختصر یہ کہ تطفیف صرف ناپ تول کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر وہ چیز جس سے کسی کا حق پورا کرنا یا نہ کرنا جانچا جاتا ہے۔ اُس کا یہی حکم ہے خواہ ناپ تول سے ہو یا عدد شماری سے یا کسی اور طریقے سے۔ ہر ایک میں حقدار کے حق سے کم دینا بحکم تطفیف حرام ہے۔

موطاء امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے رکوع وسجود وغیرہ پورے نہیں کرتا۔ جلدی جلدی نماز ختم کر ڈالتا ہے تو اُس سے فرمایا۔

لقد طففت یعنی تو نے اللہ کے حق میں تطفیف کی۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے اس قول کو نقل کر کے امام مالک نے فرمایا۔ لکل شیئی وفاء و تطفیف یعنی پورا حق دینا یا کم کرنا ہر چیز میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو ملازم اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کرتا وقت چراتا ہے یا کام

Marfat.com

میں کوتاہی کرتا ہے وہ کوئی امیر و وزیر ہو یا معمولی ملازم۔ وہ کوئی دفتری کام کرنے والا ہو یا علمی ودینی خدمت، مختصر یہ کہ جس شعبے سے اُس کا تعلق ہو اور جو ڈیوٹی اُس کے ذمے ہو وہ اگر اُس میں کوتاہی کرے تو وہ بھی مطففین میں داخل ہے۔

ناپ تول میں کمی کی قانونی سزا:

اوزان و پیمائش کے حوالے سے رائج الوقت قوانین نے ناپ تول میں کمی اور دھوکہ دہی کو قابل سزا جرم قرار دیا ہے۔

Whoever fraudulently uses any instrument for weighing which he knows to be false, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to one year, or with fine, or with both.

''جوکوئی شخص کوئی جھوٹا وزن یا لمبائی یا حجم کا جھوٹا پیمانہ کسی اور وزن یا پیمانے کے طور پر جو اس سے مختلف ہو فریب سے استعمال کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو ایک سال تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔تقریباً یہی سزائیں جھوٹے اوزان یا پیمانے قبضے میں رکھنے اور جھوٹے وزن یا پیمانے بنانے یا بیچنے کے لئے دفعات نمبر ۲۶۶۔۲۶۷ میں متعین ہیں۔''

Marfat.com

ذخیرہ اندوزی

دولت حاصل کرنے کے غلط طریقوں کو حرام کرنے کے ساتھ اسلام جائز طریقوں سے حاصل شدہ دولت کو بھی جمع کر کے روک رکھنے اور اُسے ذخیرہ کرنے کی سخت مذمت کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں دولت اور سرمایہ داری کے وہ اصول قطعاً ناقابل تسلیم ہیں جن میں احتکار و اکتناز یا ذخیرہ اندوزی کی کوئی بھی ناجائز صورت موجود ہو جس کے باعث دولت پھیلنے اور تقسیم ہونے کی بجائے سمٹ کر خاص حلقوں اور مخصوص طبقوں میں محدود ہو جائے۔

شریعت اسلامیہ کی رو سے ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ یا دیگر اجناس کی بڑی مقدار اس لئے اکٹھا کر لے یا خرید کر ذخیرہ کرلے کہ بازار گراں ہو جائے اور صارفین میں اس چیز کی مانگ کا مرکز صرف وہی بن جائے اور وہ مجبور ہو کر اس ذخیرہ اندوز سے اُس کی شرائط اور مقررہ نرخوں کے مطابق خریدیں۔

واضح رہے کہ اگر بازار میں اس ذخیرہ کی جانیوالی شے یا جنس کی کوئی کمی نہ ہو اور نہ ہی کسی شخص کے کسی شے کو ذخیرہ کرنے کا قیمتوں پر کوئی اثر پڑتا ہو تو فقہاء اسلام نے اس کو ذخیرہ اندوزی نہیں کہا۔ (اسلام کا قانون تجارت' ص ٦٥)

محتکر (ذخیرہ اندوز) دراصل دغابازی اور دھوکہ دہی کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ فلاں چیز کسی بھی جگہ دستیاب نہیں صرف میرے پاس قلیل مقدار میں موجود ہے اور یوں مصنوعی قلت پیدا کر کے اپنی ہوس زور، لالچ اور تکثیر دولت کی تکمیل کرنا چاہتا ہے اُس کے دل میں تعاون، ہمدردی اور جذبہ اخوت کا فقدان ہوتا ہے اور ہر وقت اس انتظار میں رہتا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے لوگوں کو اپنا محتاج اور اپنے آپکو محتاج الیہ ثابت کرے۔ مختصر یہ کہ وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں لوگوں پر محدود اور بند کرنا

Marfat.com

چاہتا ہے جسکی بنیاد دھوکہ دہی بناوٹ اور تصنع ہی پر ہے ایسا تاجر اسلام کی نظر میں ملعون اور خطا کار ہے کیونکہ وہ اپنے غلط مقصد کے حصول کیلئے اپنے بھائیوں کا خون نچوڑنا چاہتا ہے۔ حضورؐ نے مذکورہ صفات سے موصوف تاجر کے بارے میں فرمایا۔

من احتکر فھو خاطی (مشکورۃ باب الاحتکار ص ۲۷۰)

''جس نے ذخیرہ اندوزی کی (اس ارادے سے کہ اس طرح مسلمانوں پر اُس شے کی قیمت چڑھائے) وہ خطار کار ہے۔''

آپؐ نے جائز طریقہ تجارت سے نفع کمانے والے تاجر اور ذخیرہ اندوز میں فرق کرتے ہوئے فرمایا۔ الجالب مرزوق والمحتکر ملعون (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

''سوداگر کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوز لعنتی ہے۔''

ایک حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جو تاجر احتکار (ذخیرہ اندوزی) کا عادی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسکی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔

من احتکر طعاماً اربعین یوما یرید به الغلاء فقد بری من اللّٰہ وبرئ اللّٰہ منه
(مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

''جس نے اشیائے خوردنی کی ذخیرہ اندوزی چالیس دن تک جاری رکھی تو وہ اللہ سے اور اور اللہ اسکی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔''

ذخیرہ اندوز کی تعزیری سزا:

حضرت علیؓ نے ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ (سزا کے طور پر) جلا دیا۔

اس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام نے بھی ذخیرہ اندوزی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا اور ذخیرہ اندوز کو سزا کا مستحق سمجھا۔ یوں حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنے کو مناسب حال سزا دے تا کہ عامۃ الناس کی ضرر رسانی ختم ہو نیز چور بازاری، دھوکہ دہی، بناوٹ اور اشیائے تجارت میں مصنوعی قلت سے پیدا شدہ پریشانی کا سد باب ہو سکے۔

Marfat.com

فقہائے اسلام کی ایک جماعت نے ایسے تجار کا سامان حکومت اسلامیہ کو بازار کے نرخوں پر فروخت کرنے کی اجازت دی ہے اور انہوں نے اپنے فتوی کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے بیان فرمودہ اس قانون کلیہ پر رکھی ہے۔

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام

''یعنی نہ نقصان برداشت کرو اور نہ نقصان کا موجب بنو۔''

فقہائے احناف کا فتوی ھدایہ میں یوں درج ہے۔

واذارفع الی القاضی ھذا الامر یا مرالمحتکر ببیع مافضل عن قوتہ وقوت اھلہ علی اعتبار السعۃ فی ذالک وینھاہ عن الاحتکار فان رفع الیہ مرۃً اُخریٰ حسہ و عزرہٗ علی ما یری زجراً لہ ورفعاً للضرر عن الناس

''جب (ذخیرہ اندوز) یہ مسئلہ قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو قاضی ذخیرہ اندوز کو حکم دیگا کہ وہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کو پوری غذائی ضروریات سے جو کچھ فاضل بچے اُسکو فروخت کر دے اور قاضی اس کو ذخیرہ اندوزی سے منع کر دیگا۔ اگر اسی تاجر کو دوبارہ اسی جرم میں قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تو اُسے قید کر دے گا۔ اور مناسب حال سزا دیگا تا کہ عامۃ الناس کی ضرر رسانی ختم ہو۔

بجٹ سے پہلے ذخیرہ اندوزی ناپسندیدہ عمل:

دورِ حاضر میں مئی کے اواخر یا جون کے اوائل میں بعض تجاران اشیائے استعمال یا اشیائے تجارت کو سٹور کر کے رکھدیتے ہیں جنکے بارے میں اُنہیں تخمینہ اور اندازہ ہوتا ہے کہ بجٹ پیش کرتے وقت یہ چیزیں مہنگی ہو جائیں گی۔ بجٹ پیش کرنے سے قبل خاص طور پر ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے۔ جو دلائلِ مذکورہ کی بناء پر حرام ناپسندیدہ اور قبیح حرکت ہے۔ حکومت کے اہل کاروں کی ذمہ داری ہے کہ اس سلسلے میں ضروری تدابیر کریں اور ذخیرہ اندوزی پر کڑی نظر رکھیں۔

Marfat.com

ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات کیلئے لکھنے والوں کیلئے ایسے مواقع پر بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ وہ بجٹ یا اس جیسے دیگر مواقع پر اشیائے صرف وتجارت کے بارے میں ہرگز تخمینے اور اندازے شائع نہ کریں کیونکہ انہی کی بنیاد پر لوگ ذخیرہ اندوزی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

کن اشیاء میں ذخیرہ اندوزی جائز نہیں:

یہ ایک الگ بحث ہے کہ کن اشیاء میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے اور کن اشیاء میں ناجائز ہے۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> کھانے پینے کی اشیاء میں تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں احتکار جائز نہیں۔ لیکن ان کے علاوہ دسوری اشیاء میں احتکار جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک غذائی اجناب کے علاوہ دوسری اشیاء میں احتکار جائز ہے۔ امام ابویوسفؒ کے نزدیک احتکار ہر ضرورت کی چیز میں ناجائز ہے۔ جو حضرات فقہاء احتکار کو غذائی اجناس کے ساتھ خاص کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ''احتکار'' کا لفظ لغت میں غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی ہی پر دلالت کرتا ہے' دوسری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی پر ''احتکار'' کا لفظ دلالت نہیں کرتا۔ اس لئے صرف غذائی اجناس کے احتکار کی ممانعت ہوگی۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ غذائی اجناس میں احتکار کی ممانعت کی جو علت پائی جارہی ہے وہ یہ کہ لوگوں کو اس چیز کی ضرورت ہے' لیکن محتکر نے لوگوں سے اس کے منہ مانگے دام وصول کرنے کی خاطر اپنے گودام میں اس کا ذخیرہ کیا ہوا ہے' تو یہ علت جس طرح غذائی اجناس میں پائی جاتی ہے اسی طرح دوسری اشیاء میں بھی پائی جاتی ہے' اسلئے تمام ضرورت کی اشیاء میں احتکار ناجائز ہے۔ (تقریر ترمذی ج۱ص۲۰۴)

Marfat.com

دام بڑھانے کیلئے بولی دینا

بولی دینے کا رواج اس قدر عام ہوا ہے کہ ایک معمولی کاروبار اور ایک چھوٹی سی دکان سے لے کر عالمی منڈیوں تک ہر میدان میں بولی دینے کو منافع کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگ معمولی چیز کی فروخت کے لئے بھی بولی لگانے کا اہتمام کرتے ہیں' بولی دینا تو کاروباری طریقہ کار ہے لیکن بسااوقات یہ دھوکہ بازی کا سبب بنتی ہو ہے کیونکہ کاروباری لوگ بولی دینے کیلئے اپنے ساتھ کو ساتھ لا کر بولی کرنے والوں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں' اسکے ذریعے اپنے چیز کا دام بڑھا رہے ہیں۔ شریعت نے اس عمل کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ احادیث میں بولی دینے کیلئے لفظ نجش استعمال ہوا ہے۔ جس کا طلب ہے خرید وفروخت کے وقت مال فروخت کی قیمت میں کوئی شخص بلا قصد خریداری' اضافہ کر کے بولی دے دے تا کہ خریدار دھوکے میں آ کر اس مال کو گراں قیمت خریدے یہ حرکت حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عن ابن عمر ان رسول الله نهى عن بيع النجش

''ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیع النجش سے منع فرمایا ہے''

اب اگر اس سازش میں فروخت کنندہ بھی شریک ہے' جیسا کہ عصر حاضر میں بعض تجار کرتے ہیں' تو وہ دونوں گناہگار ہوں گے' ورنہ صرف وہ شخص گناہگار ہوگا جس نے اس غرض سے دام بڑھانے کیلئے بولی دی تاہم اگر ایسا کرنے سے دام میں اضافہ نہیں ہوتا تو یہ فعل حرام نہ ہوگا۔ حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بولی میں دھوکہ ہے' فریب ہے دغابازی ہے اس لئے آنحضورؐ نے اسی سے منع فرمایا۔ نهى رسول الله عن السوم على سوم اخيه اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر بازار میں سبزی یا دیگر اشیائے استعمال وتجارت میں مذکورہ دھوکہ دہی وغیرہ نہ ہوں تو وہی بولی جائز ہے کیونکہ اس کا مقصد تو صرف صحیح قیمت معلوم کرنا ہے' جس میں ناجائز یا حرام ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اگر اس میں قبائح نظر آئیں تو اصلاح ناگزیر ہوگی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

سٹہ بازی اور سٹاک ایکسچینج

سٹہ بازی دراصل مستقبل کی سودابازی ہے جس میں دو فریق محض تخمین اور اندازے (Speculation) سے قیمتوں کے گھٹنے اور بڑھنے پر معاملہ کرتے ہیں۔ یعنی ایک فریق کا اندازہ آئندہ قیمت بڑھنے کا ہوتا ہے اور دوسرے کا اندازہ آئندہ قیمت گھٹنے کا ہوتا ہے' پھر دونوں اپنے اپنے اندازہ کو بنیاد بنا کر آپس میں ایک معاہدہ کرتے ہیں جس میں نفع و نقصان کا فیصلہ غائب سودے پر قبضہ کئے بغیر کرلیا جاتا ہے چنانچہ مدت گزرنے کے بعد جس شخص کا اندازہ صحیح ثابت ہوتا ہے' اس کو قیمت کے فرق کی نسبت سے نفع ہوتا ہے اور جس کا اندازہ غلط ثابت ہوتا ہے اس کو اسی نسبت سے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

قیمت کے بڑھنے اور گھٹنے کا اندازہ جس طرح اشیاء میں ہوتا ہے اسی طرح حصص اور تمسکات میں بھی ہوتا ہے۔ اشیاء کی صورت یہ ہے مثلاً زید اور بکر کے درمیان یہ طے ہوا کہ تین ماہ بعد زید بکر سے سو من گیہوں ۱۰۰/روپے فی من کے حساب سے خریدے گا۔ مدت گزرنے کے بعد دونوں بازار جاکر صحیح قیمت معلوم کرتے ہیں اگر اس وقت گیہوں کی قیمت بڑھ گئی یعنی ۱۰۰ کی بجائے ۱۰۲ روپے فی من ہوگئی تو زید بکر سے دو روپیہ فی من کے حساب سے وصول کرے گا' اسی طرح دوسرے شخص کے اندازے کے مطابق اگر اس گیہوں کی قیمت گھٹ گئی یعنی ۱۰۰ کی بجائے ۹۸ روپے فی من ہوگی تو زید نقصان میں رہے گا۔ اور اس کو دو روپے فی من کے حساب سے دینا پڑے گا۔

(اسلام اور جدید دور کے مسائل' از: محمد تقی عثمانی ص ۱۳۷)

Speculation: The Purchase (or short sale) of an asset in the hope of making a quick profit from a rise (Fall) in its price

یعنی اس امید کے ساتھ املاک کی خرید وفروخت کی قیمتوں کے بڑھنے یا گرنے سے فوری منافع حاصل ہوسکے گا۔

Marfat.com

Speculator: Someone engaged in speculation i.e who buys (or sells) a commodity of financial asset with the aim of profiting from later selling (or buying) the item at a higher (or lower) price."

یعنی سٹے باز وہ شخص ہے جو اس مقصد کے ساتھ کسی چیز' جنس تجارت یا املاک کی خریداری کرتا ہے یا فروخت کرتا ہے کہ بعد میں ان چیزوں کو زیادہ یا کم قیمت پر فروخت کر کے یا خرید کر نفع حاصل کرے۔

احادیث میں سٹہ کی ممانعت:

حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضورﷺ سے سوال کیا کہ بعض اوقات میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے واپسی چیز کی بیع کا سوال کرتا ہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو میں ایسا کرتا ہوں کہ پہلے وہ چیز بازار سے خریدتا ہوں اور پھر اس کو فروخت کر دیتا ہوں' ان صحابی کے سوال کا منشاء یہ تھا کہ اگرچہ اس وقت وہ چیز میرے پاس موجود نہیں لیکن بازار سے خرید کر اس کو دوں گا تو خریدنے سے پہلے اس سے سودے کا معاملہ کرنا میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟ جواب میں حضورﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں ہے اس کو فروخت مت کرو (ابوداؤد' کتاب البیوع)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز انسان کی ملکیت میں نہ ہو' اس کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

حصص وتمسکات کی صورت:

حصص وتمسکات کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کو اندازہ ہوا کہ یکم جنوری ۲۰۱۵ء سے قیمت بڑھ جائیں گی تو اس نے پہلے حصص وتسکات خرید لئے کہ قیمت بڑھنے کے بعد ان سے زیادہ نفع اٹھایا جائے گا۔اسی طرح یکم جنوری سے قیمت گھٹنے کا اندازہ ہوا تو ۳ ماہ پہلے حصص وتمسکات بیچ دیئے کہ آئندہ پھر سستے داموں خرید کر ان سے نفع اٹھایا جائے گا اندازہ کرنے والے اپنے اندازہ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے عموماً غلط افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں تا کہ آئندہ بازار کا نرخ ان کے موافق ہو جائے مثلاً ایک فریق یہ افواہ پھیلاتا ہے کہ

Marfat.com

حکومت اپنی ضروریات کیلئے اتنا مال خریدنے والی ہے' باہر ملک سے مال نہ آسکے گا' کارخانوں میں ہڑتالیں ہوں گی اوررسد طلب کے مقابلہ میں کم ہوجائے گی۔ نتیجہ میں لازمی طور پر قیمتیں چڑھیں گی یا دوسرا فریق یہ افواہ پھیلاتا ہے کہ باہر سے مال ضرورت سے زیادہ آرہا ہے اور مال کی طلب گھٹ گئی ہے۔ جسکے نتیجہ میں قیمتوں کا گرجانا یقینی ہے۔

(اسلام اور جدید دور کے مسائل' ص ۱۳۸)

سٹاک ایکسچینج کا تعارف:

اسٹاک ایکسچینج اس ادارہ کو کہتے ہیں جو حصص وتمسکات کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا ہے اس کا تعلق مشترکہ سرمایہ کی کمپنی سے ہے۔ مشترکہ سرمایہ کی کمپنی (Joint Stock Company) دراصل بہت سے لوگوں کی ایک انجمن ہوتی ہے' جس میں مشترکہ سرمایہ کاروباری اغراض کے لئے لگایا جاتا ہے اور نفع ونقصان آپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

Stock Market: An organized market Place in which common Stocks are traded

یعنی بازار حصص ایک ایسی منڈی ہے جہاں حصص کا کاروبار ہوتا ہے۔

Stock Market: In general, large corporations donot sell stock directly to the investor. Instead, the investor buys stock on the stock market. One these(...) exchanges (..) the common stocks of thousands of corporations are baught and sold. The price of each common stock fluctuates from day to day, indeed from minute to minute. Basically, the factors responsible for tehse price fluctuations are the shifts in the demand curve and supply curve for each kind of common stockز

یعنی عام طور پر بڑی بڑی کارپوریشنز سرمایہ کار کو بلاواسطہ حصص فروخت نہیں کرتیں بلکہ سرمایہ کار یہ حصص سٹاک ایکسچینج (بازار حصص) میں خریدتا ہے۔ اس قسم کے بازار حصص میں ہزاروں کارپوریشنوں کے حصص کی خرید وفروخت ہوتی ہے حصص کی قیمتوں میں ہرروز بلکہ درحقیقت ہرلمحہ اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ طلب ورسد میں اتار چڑھاؤ ان

Marfat.com

حصص کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کا سبب بنتا ہے۔

سٹے کی خرابیاں:

اس میں شک نہیں کہ موجودہ طریق پیداوار میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے ان کے ذریعے وسیع پیمانے پر کاروبار چلانے کے لئے سرمایہ جمع ہوتا ہے اور صنعت وحرفت نیز تجارت کو فروغ دینے میں بڑی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں' لیکن اس کے ساتھ کمپنی کے موجودہ نظام میں چند خرابیاں (یعنی تزویر وتلبیس) بھی موجود ہیں۔ مثلاً خرید وفروخت کے ذریعے حصوں کا ہر وقت منتقل ہوتے رہنا اس کاوبار کا خاص گر ہے لیکن اس کی منتقلی میں دھوکہ دہی' ناانصافی' اجتماعی مفاد کی قربانی اور ناجائز استحصال وغیرہ قسم کی برائیاں پائی جاتی ہیں۔ پروفیسر ٹاسک لکھتے ہیں:

> ''موجودہ زمانہ کے کارپوریشن یا انجمن سرمایہ مشترک کے حصہ داروں میں مشترکہ اغراض ومقاصد کیلئے اجتماعی مسائل کا احساس بالکلیہ مفقود ہوگیا ہے' ہر شخص محض اپنے ہی ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے اور متوقع نقصان کی صورت میں اس کاروبار سے ہاتھ اٹھالیتا ہے جس طرح ایک چوہا اس ڈوبتے جہاز کو چھوڑ دیتا ہے' جس میں اب تک پناہ لئے ہوئے تھا۔(......) جب کمپنی کے حالات خراب ہوں تو حصے فروخت کردینا اور جب حالات روبہ اصلاح ہوں تو خرید لینا' یہ کاروبار کا خاص گر ہے۔''

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ سٹے کے اندر ایک انسان کے ہاتھ میں اور اس کی ملکیت میں ایک پیسے کا مال نہیں ہوتا' لیکن وہ کروڑوں روپے کا کاروبار کرتا ہے۔ اس کی تباہی کا تماشہ دیکھنا ہو تو کراچی اسٹاک ایکسچینج میں جاکر دیکھ لیں۔ وہاں پر لوگوں کے پاس چھوٹے چھوٹے کیبن ہیں اور اس کے اندر ٹیلی فون رکھا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ وہ صرف ٹیلی فون پر کروڑوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> ''تمسکات کے خریداروں اور فروشندوں کی پوری جماعت ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی تاک میں رہتی ہے۔''

Marfat.com

جعلی کرنسی استعمال میں لانا

جعلی سازی اوردھوکہ بازی انتہا کوپہنچ گئی ہے۔آج معاشرے میں جعلی نوٹوں کی بھرمار ہے جس کی پہچان عام لوگوں کیلئے کیا دکانداروں اور کاروباری لوگوں کیلئے بھی ایک دردسر ہے۔جعلی نوٹوں کی شکل میں لوٹ مار شروع ہے ۔اس قبیح فعل کے سدباب کیلئے شریعت نے اس عمل کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔اسلام کی رو سے جعلی نوٹوں کا استعمال ناقابل برداشت جرم ہے۔تعزیرات پاکستان کی رو سے اس کی سزا دفعہ ۱۳۲ کے تحت سات سال قید اور جرمانہ مقرر ہے۔

Whoever abets the committing of mutiny by an officer, soldier, sailor or airman, in the Army, Navy or Air Force of Bangladesh, shall, if mutiny be committed in consequence of that abetment, be punished with death or with 58[imprisonment] for life, or imprisonment of either description for a term which may extend to ten years, and shall also be liable to fine.

”جوکوئی شخص پاکستانی سکہ کی نقل کرے یا جو اس کی تلبیس کے عمل کا کوئی حصہ (جز) قصداً انجام دے تو اسے عمر قید کی سزا یا کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی۔ جو دس سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا دفعہ ۲۴۱ کے تحت یہ بھی ضروری نہیں کہ جعلی سکہ اس غرض کیلئے بنایا گیا ہو کہ بطور اصلی سکے چلایا جائے' صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اصلی سکے سے جعلی سکے کی مشابہت اس قدر ہو کہ جعلی سکہ بطور اصل چلنے کے قابل ہو۔“

ایسا سکہ چلانا یا ایسا سکہ پاکستان کا چلانا جس کے بارے میں علم ہو کہ وہ جعلی ہے اول الذکر کے لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۳۹ کے تحت پانچ سال قید ارو جرمانہ کی سزا مقرر ہے جبکہ آخر الذکر کو دفعہ ۲۴۰ کے تحت دس سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائیگی جبکہ جعلی سکہ اپنے پاس رکھنے کی سزا دفعہ نمبر ۲۴۲ کے تحت تین سال قید اور جرمانہ مقرر ہے۔مسلمانوں کے مروجہ سکے کو توڑنے یا اس میں کمی کرنے سے آنحضورؐ نے بھی منع فرمایا ہے۔

نھی رسول اللہ ﷺ ان تکسرسکۃ المسلمین الجائزۃ بینھم

Marfat.com

تھن پر تھیلی باندھا ہوا جانور فروخت کرنا

مویشی منڈیوں میں مروج تجارتی طریقہ کار

مویشی منڈیوں میں بھی دن رات دھوکہ بازی کا بازار گرم رہتا ہے۔ جانوروں کے عیوب کو چھپا کر فروخت کرنا عام معمول بن گیا ہے۔ ان تمام عیوب میں سے ایک یہ ہے کہ مویشیوں کے کاروباری لوگ مویشیوں کے تھن سے دو تین دن دودھ نہیں دوہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس جانور کے تھن میں دودھ جمع ہوتا ہے۔ فروخت کے وقت جب خریدنے والا دودھ دیکھتا ہے تو فروخت کنندہ حضرات وہی جمع کردہ دودھ دوہتے ہیں۔ بعد میں جب بھینس اور گائے کو گھر میں لاکر دوہتے ہیں تو اس میں دودھ نہیں ہوتا ہے۔ یہ عمل دغابازی ہے۔ اور اس قسم کے سودا کو فقہ اسلامی کی اصطلاح میں بیع المصراۃ کہتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

لاتصروا الابل والغنم (مشکوۃ ج۱ ص ۲۶۷)
''اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ نہ روکو''

عبدالرحمٰن الجزیری بیع المصراۃ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ

المصراۃ هی ماخوذۃ من التصریة ومعناها مع اللبن وحسبه فی ضریح الحیوان بفعل المبائع لیکبر المضراع فیغتر المشتری بذلك ویتشربها ظنا منه ان عظم الضرع بسبب کثرۃ اللبن کثرۃ طبیعة ویسمی هذا خیار التعزیر الفعلی وهو منهی عنها شرعاً

(کتاب الفقه علی مذاهب الاربعه ج۲ ص ۲۰۰)

Marfat.com

''لفظ مصراۃ (تھن پر تھیلی باندھا ہوا جانور) مصدر تصریہ سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ فروخت کنندہ کسی ترکیب سے جانور کے تھن میں دودھ جمع کرے یا روک لے تاکہ خریدار اس دھوکے میں آجائے کہ اس کا تھن چونکہ بھاری ہے، اس لئے قدرتی طور پر اس کا دودھ زیادہ ہے اوراس خیال سے اسے خریدے اس حرکت کو خیار التعز یر الفعلی (عملی فریب کاری) کہتے ہیں۔جسکی شرعاً ممانعت ہے''

اس بارے میں آنحضرت ؐ کا ایک ارشاد حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ؐ نے ارشاد فرمایا

''یعنی اونٹنی یا بکری کے تھنوں میں (دکھاوے اور فراڈ کے لئے) دودھ جمع نہ کیا کرو۔ اگر اسی حالت میں کوئی اُسے خریدے تو دوہنے کے بعد اختیار ہے کہ چاہے تو اُسے رکھ لے اور چاہے تو ایک صاع کھجور کے ساتھ واپس کر دے۔''

فقہاء کی نظر میں تھن میں دودھ روک لینا:

امام احمد بن حنبل اسی قسم کی واپسی کے خیار کو خیار التدلیس (یعنی بائع کی فریب دہی کی بنیاد پر واپسی کا اختیار) کہتے ہیں۔حنابلہ کا وہی مسلک ہے جو حدیث بالا میں مذکورہ ہے۔ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ جانور کیساتھ اس دودھ کی قیمت دینی چاہیے' مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے مصراۃ جانور خریدا اور اسے دوھ لیا تب بھی اسے واپس کرنے کا حق ہے اورساتھ ہی ایک صاع وہ جنس دی جائے جوشہر میں عام طور پرخوراک میں استعمال کی جاتی ہے'یعنی اُنکے نزدیک یہ شرط نہیں کہ خصوصیت کیساتھ ایک صاع کھجور ہی دی جائے

(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ' ج۲' ص ۲۰۰' ۲۰۱)

Marfat.com

تلقی الجلب کی ممانعت

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے "تلقی البیوع" سے منع فرمادیا ہے۔ تلقی البیوع یا تلقی الجلب کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تاجر باہر سے سامان تجارت شہر کے اندر فروخت کرنے کیلئے لارہا ہے تو دوسرا آدمی اس کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس سے ملاقات کرکے وہ سامان تجارت اس سے خرید لے۔ پیغمبر ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے آنے والے قافلوں سے باہر ہی ملاقات کرنے سے منع فرمایا اور اگر کسی نے ان سے ملاقات کرکے ان سے سامان خریدا تو صاحب سلعہ کو اختیار ہوگا جب کہ وہ خود بازار پہنچ جائے۔ (مسلم، کتاب البیوع)

اس کی ممانعت کی وجہ دھوکہ دہی کا سدباب ہے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تلقی بالجلب میں دھوکہ دہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

عموماً جو لوگ شہر سے باہر جاکر آنے والے تاجر سے سامان تجارت خریدتے ہیں، اکثر و بیشتر وہ آنے والے تاجر کو دھوکہ بھی دیا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ آنے والے تاجر کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بازار میں اس چیز کے کیا دام چل رہے ہیں۔ مثلاً ایک چیز کے بازار میں پچاس روپے ہیں اور اس نے تاجر کو جھوٹ بول دیا کہ بازار میں اس کے دام چالیس روپے ہیں چنانچہ اس تاجر نے وہ چیز چالیس روپے میں فروخت کردی تو اس نے تاجر کو دھوکہ دیا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے تلقی الجلب سے ممانعت فرمادی۔ (تقریر ترمذی جلد اول ص ۷۵)

دھوکے کی صورت میں بائع کو خیار فسخ:

تلقی الجلب میں تو دھوکہ ہے لہٰذا اس دھوکہ دہی کی صورت میں بائع کو خیار فسخ حاصل ہے نہیں اسی مسئلے کی تفصیل میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

Marfat.com

''ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے شہر سے باہر جا کر آنے والے تاجر کو دھوکہ دے کر اور اس کو اس سامان کی غلط قیمت بتا کر اس سے وہ سامان کم داموں میں خرید لیا۔ مثلاً بازار میں اس سامان کے دام پچاس روپے تھے' اس نے چالیس روپے بتا کر اس سے وہ سامان چالیس روپے کے حساب سے خرید لیا لیکن جب باہر سے آنے والا تاجر شہر کے اندر داخل ہوا' تب اس کو معلوم ہوا کہ مشتری نے جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر کم قیمت میں وہ سامان خریدا ہے تو کیا اس صورت میں بائع کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا یا نہیں؟

اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے' ائمہ ثلاثہ کا کہنا یہ ہے کہ ایسی صورت میں بائع کو خیار فسخ حاصل ہوگا' لہٰذا اگر بائع چاہے تو مشتری سے ہے یہ کہہ دے کہ میں وہ بیع فسخ کرتا ہوں' اگر تمہیں خریدنا ہو تو پچاس روپے میں خرید لو اس سے کم پر میں فروخت نہیں کرتا۔

فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں کہ بائع کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوگا' اسلئے کہ ہمارے نزدیک ''خیار مغبون'' حاصل نہیں ہوتا' یعنی اگر کوئی شخص کوئی چیز دھوکہ دے کر فروخت کردے یا دھوکہ دے کر خرید لے تو اس صورت میں دوسرے شخص کو خیال فسخ حاصل نہیں ہوتا اور عقد کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ ''لازم'' ہو اور ''خیار'' ہونا ایک عارض ہے' لہٰذا مثبت خیال کو دلیل کی ضرورت ہے' 'نافی خیار' کو دلیل کی ضرورت نہیں اور چونکہ اس بیع کے اندر غلطی بائع کی ہے کہ اس نے دھوکہ کیوں کھایا؟ اور مشتری کے قول پر اس نے اعتبار کیوں کیا؟ اس کو خود تحقیق کرنی چاہیے تھی کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے یا سچ بول رہا ہے تو چونکہ کوتاہی بائع کی ہے اسلئے بائع ہی اس نقصان کو بھگتے گا اور اس کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ اس بات کی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں' جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی صاف صراحت ہے کہ بائع کو سودے کے فسخ کا اختیار حاصل ہوگا۔'' (تقریر ترمذی ۷۶)

Marfat.com

شہری دیہاتی کا دلال بننے کی ممانعت

اگر کوئی دیہات سے آئے اور شہری اس کو کہے کہ میں آپ کی طرف سے دلال ہوگا تو اس مسئلے کو فقہاء کی اصطلاح میں بیع الحاضر لباد کہتے ہیں۔

بیع الحاضر لباد کی تعبیر دو طرح منقول ہے

(۱) پہلی یہ کہ بازار کا آدمی باہر کے تاجر سے بحیثیت دلال کہے کہ تم اپنا مال آج کے بھاؤ نہ فروخت کرو بلکہ میرے پاس رہنے دو تاکہ میں اس کو بھاؤ چڑھنے پر گراں قیمت پر فروخت کروں۔

(۲) دوسری یہ کہ بازار کا آدمی ضرورت کے باوجود اہل شہر کے ہاتھ غلہ فروخت نہ کرے بلکہ سادہ لوح دیہاتیوں کے ہاتھ گراں قیمت پر فروخت کرے۔

ایک اور روایت میں ہے

لا یبیع حاضر لباد دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم ببعض

''شہر کا آدمی دیہات کے تاجر سے بیع کا معاملہ نہ کرے' لوگوں کو چھوڑ دو اللہ بعض کو بعض کے ذریعے روزی پہنچاتا ہے''

عبداللہ بن عباسؓ نے حدیث مذکور کی وضاحت یوں کی ہے۔

لا یکون لہ سمساراً ''شہر کا آدمی دیہات کے تاجر کا دلال نہ بنے''

''حاضر'' کے معنی ہیں شہری اور ''باد'' کے معنی ہیں دیہاتی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت کرنے کے لئے اس کا وکیل اور دلال نہ بنے۔ مثلاً ایک دیہاتی اپنے دیہات سے کوئی سامان بیچنے کے لئے شہر میں آ رہا ہے اور بازار کی

Marfat.com

طرف جارہا ہے تو ایک شہری نے اس کو کہا کہ تم خود یہ سامان بازار لے جا کر فروخت مت کرو، بلکہ یہ سامان میرے حوالے کردو اور مجھے اپنا وکیل بنا دو، اور پھر جس وقت اس سامان کو فروخت کرنا تمہارے حق میں زیادہ مفید ہوگا اس وقت میں فروخت کردوں گا اگر تم ابھی بازار میں فروخت کردو گے تو زیادہ نفع نہیں ہوگا۔

عدم جواز کی وجہ:

ان مسائل کے عدم جواز کے بارے میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

مندرجہ بالا دونوں مسئلوں یعنی "تلقی الجلب" اور "بیع الحاضر لباد" میں دو عاقل بالغ آدمیوں کے درمیان ایجاب وقبول ہورہا ہے اور آپس کی رضامندی سے معاملہ ہورہا ہے، اس لئے اس میں اصل قاعدہ تو یہ ہے کہ اس میں کسی آدمی کو مداخلت نہ کرنی چاہیے لیکن اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے ایسا معاملہ کرنے سے منع فرمادیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں صرف دو فریقوں کا آپس میں رضامند ہوجانا اس کے جواز کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے کہ اگر ان دونوں کی رضامندی سے معاشرے کو یا ماحول کو، شہر کو یا بستی کو ضرر لاحق ہورہا ہو تو اس صورت میں ان کی رضامندی کے باوجود وہ معاملہ ناجائز ہوگا۔

اسی طرح کسی اور معاملے میں بھی اگر اسلامی حکومت یہ محسوس کرے کہ اس سے لوگوں کو ضرور لاحق ہوگا تو اسلامی حکومت اس پر پابندی عائد کرسکتی ہے، چاہے وہ معاملہ فی نفسہ جائز ہو اور پھر تمام لوگوں پر اس پابندی کو قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا شرعاً بھی واجب ہوگا۔

Marfat.com

تجارتی نام اور ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت

تجارت کی ترقی کے ساتھ تجارتی نام او رتجارتی علامت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ایک تاجر یا ایک تجارتی کمپنی مال تیار کرتی ہے اوراپنے تیار کردہ مال بہت سے لوگوں کو فراہم کرتی ہے اور بہت سے ممالک کو ایکسپورٹ کرتی ہے ایک ہی قسم کی مصنوعات اوصاف کے اختلاف کی بنیاد پر بہت مختلف ہوگئی ہیں اور یہ اوصاف مال تیار کرنے والی کمپنیوں یا افراد کے نام سے جانے جاتے ہیں' جب صارفین دیکھتے ہیں کہ منڈی میں فلاں کمپنی کے تیار کیے ہوئے مال کی اچھی شہرت ہے تو کمپنی کا نام سنتے ہی یا سامان پر اس کا ٹریڈ مارک دیکھتے ہیں ہی اسے خرید لیتے ہیں۔

اس طرح مصنوعات پر تجارتی نام اور ٹریڈ مارک گاہکوں کی زیادہ رغبت یا بے رغبتی کا سبب بن گیا ہے' اس لئے تاجروں کی نظر میں تجارتی نام اور ٹریڈ مارک کی اہمیت ہوگئی' ہر وہ تجارتی نام جس نے لوگوں میں اچھی شہرت ہے،حاصل کرلی اس کے نام سے منڈی میں آئے ہوئے مال کی طرف خریداروں کا جھکاؤ زیادہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے جو تاجر اس نام سے منڈی میں مال لاتا ہے اس کا نفع بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

جب سے یہ بات شروع ہوئی کہ لوگ ان کمپنیوں کے نام کو استعمال کرنے لگے جنہیں صارفین میں اچھی شہرت حاصل ہے تا کہ اس نام سے انکی منصوعات بازار میں کھپ جائیں اوراسکی وجہ سے عامۃ الناس کے دھوکہ کھانے کے مسئلہ پیدا ہوااس وقت سے حکومت کی طرف سے تجارتی ناموں اور ٹریڈ مارکوں کی رجسٹریشن ہونے لگی اور تاجروں یادوسروں کے رجسٹر کرائے ہوئے ناموں اور ٹریڈ مارکوں کو استعمال کرنے سے منع کردیا گیا۔

(فقہی مقالات ج ۱ ص)

Marfat.com

لاٹری کی خرید وفروخت

بازاروں اور دکانوں میں مختلف قسم کے ڈبوں اور پلاسٹکی تھیلوں میں اشیاء بند ہوتی ہیں۔ لوگ اس کو خرید کر قسمت آزمائی کرتے ہیں۔ کسی کے حصے میں زیادہ چیز ملتی ہے تو کسی کے حصے میں کچھ نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی دغا بازی ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں۔

> بازاروں اور نمائشوں میں بند ڈبے فروخت کئے جاتے ہیں' کسی میں ایک پیسے کا مال نہیں ہوتا اور کسی میں زیادہ مال ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قسمت آزمائی سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔ یہ بھی کھلا قمار (جوا) حرام ہے۔ (جواہر الفقہ' ج۲' ص۳۵۰)

یہ سلسلہ اب تو عام ہوگیا مختلف اشیاء جن پر ان انعامی اسکیم کا نام دیا جاتا ہے اور پھر بعض خریداروں کو منافع' جبکہ بعض کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً انعامی چپس آج کل دکانوں میں بہت زیادہ مقدار میں ہیں۔ بچے والدین سے پیسے لے کر دکان کا رُخ کرتے ہیں اور یہ آرزو رکھتے ہیں کہ اس انعامی چپس میں کوئی پیسے وغیرہ نکل جائیں اس کے حصے میں کچھ نہیں ہوتا۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے بچے کے چپس میں دس یا بیس روپے ملتے ہیں' یہ بھی ایک قسم کی دغابازی ہے۔ زیادہ سے زیادہ سیلنگ کے لئے یہ ایک چال استعمال کرتے ہیں' لاٹری بھی اسی طرح دھوکہ دہی کا ایک ذریعہ ہے۔ لاٹری میں بھی تمام لوگ برابر پیسے جمع کرتے ہیں' منافع صرف ایک شخص کو ملتا ہے۔ باقی سب ساتھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس وجہ سے لاٹری حرام اور جوا کی ایک قسم ہے۔

اس کے علاوہ ریس مقابلوں اور دیگر کھیلوں مثلاً کرکٹ' ہاکی' بیڈمنٹن یا بچوں کا اخروٹ کھیلنا وغیرہ ہیں یا ہار جیت کی صورت میں داؤ لگانا بھی جوا ہے اور فراڈ کے زمرے میں شامل ہے۔ مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں ہر قسم کی لاٹری جوئے میں داخل اور حرام ہے۔ جن کی سینکڑوں صورتیں بازاروں اور کارخانوں میں رائج ہے۔

(جواہر الفقہ' ج۲' ص۳۴۹)

Marfat.com

غائب سودا

سوداگروں میں عام طور پر غائب سودا کا یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ متعاقدین ایک دوسرے کے ساتھ غائب چیز پر بغیر دیکھے سودا کر دیتے ہیں' قیمت مقرر کرتے ہیں یا جانبین سے اشیاء کا تبادلہ کرتے ہیں' اور پھر اس کے بعد قبضہ دیتے ہیں چاہے وہ چیز اچھی ہو یا خراب۔
غائب سودا دھوکہ دہی کا ذریعہ ہے بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ غائب سودے کی بنیاد ہی دھوکہ دہی ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ روز معمول کا مشاہدہ ہے کہ کتنے سوداگر ہیں جو غائب سودا میں سادہ لوح عوام کو ورغلا کر ان کو دھوکے دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات جب وہ مبیعہ کو دیکھتے ہیں تو وہ آدھی قیمت کا بھی نہیں ہوتا لیکن سودا ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

غائب سودے کے نقائص اور خرابیاں روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ معاشرے کے ایک آدمی کو بھی اس کا علم ہے کہ غائب سودے کا مقصد ہی دھوکہ دہی ہے تاہم پھر بھی خریدار اور فروخت کنند دونوں میں سے ہر ایک اس تاک میں ہوتا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ منافع کروں۔ اس غرض کے لئے وہ غائب سودا کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔

اسلام نے تجارت کرتے وقت اس بات کو لازمی قرار دیا ہے کہ بائع اور مشتری جب بیع وشراء یعنی خرید وفروخت کرنے لگیں تو قیمت کا تعین باہمی رضامندی کے ساتھ ساتھ بیع یعنی جو چیز فروخت یا خریدی جاتی ہے' کا موجود ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہ ہونے کی صورت میں نزاع اور اختلاف پیدا ہونے کا خطرہ خدشہ یقینی ہے۔ جب آپ نے ایک چیز دیکھی نہیں تو اس کے اچھی یا بری ہونے کا فیصلہ آپ غائبانہ کیسے کر سکتے ہیں؟ لہٰذا دغا بازی' فراڈ اور تلبیس وتزویر سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ غائب سودے سے بچا جائے' ورنہ تو اخوت وبھائی چارے کے مجروح ہونے کا اندیشہ وخدشہ رہے گا اور ہمارا دین ہر اس کام سے ہمیں منع کرتا ہے جس سے ہماری اجتماعیت اور اخوت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ اور خطرہ موجود ہو۔

Marfat.com

راتوں رات امیر بننے کے دغاباز اشتہارات

آج کل دغابازی کی یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ اخباروں اور ماہوار رسالوں میں اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس سوال کو حل کر کے بھیجے اور ساتھ اتنی فیس بھی ارسال کردے تو جن لوگوں کے جواب صحیح ہوں گے ان میں سے انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا نام لاٹری یا قرعہ اندازی کے ذریعے نکل آئے۔ اس میں بعض لوگ بڑے بڑے انعامات بھی مقرر کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام غریب طبقہ کے لوگ بھی یہ سمجھ کر کہ فیس معمولی ہے ایک روپیہ ضائع ہی ہوگیا تو کوئی بھی بڑا نقصان نہیں اور اگر کہیں انعام نکل آیا تو دو لاکھ ہو جائیں گے۔ اس لالچ میں قوم کے ہزاروں لاکھوں افراد معموں کے حل اور ان کے ساتھ ایک ایک روپیہ بھیج دیتے ہیں۔ کھلا ہوا جوا ہے کہ ایک شخص اپنی فیس کا ایک روپیہ اس موہوم طریق پر ڈالتا ہے کہ یا تو یہ روپیہ بھی ضائع ہوگیا اور یا ہزاروں روپیہ لے کر آیا۔ اسی کا نام شرع اسلام میں جوا یا قمار ہے۔

بعض رسالوں میں یہ کاروبار کروڑوں کی حد تک پہنچ جاتا ہے' اس میں اگر وہ کوئی اور بے ایمانی بھی نہ کرے بلکہ وعدہ کے مطابق انعامات تقسیم کردیں تب بھی اس کاروبار والوں کو لاکھوں کروڑوں کی رقم بچ جاتی ہے جو لاکھوں غریبوں کے خون پسینے کی کمائی ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ ان کا خون چوس کر لکھ پتی کروڑ پتی بنتے چلے جائیں۔ قمار کے حرام اور ناجائز ہونے کی ایک یہی وجہ کافی ہے کیونکہ اسلام کے اقتصادی نظام میں اصولی طور پر شدت کے ساتھ اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ دولت عوام کے ہاتھوں سے سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں مقید نہ ہو جائے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ص ۳۵۰)

Marfat.com

مزدوری میں دغا بازی کی مختلف صورتیں

اسلامی تعلیمات کے مطابق محنت ومزدوری کرنا یا کوئی صنعت وحرفت اختیار کرنا شرم کی بات نہیں ہے بلکہ محنت ومزدوری سے روزی کمانا باعث فخر ہے۔آپ ﷺ کاارشاد ہے کہ محنتی اللہ کا دوست ہے۔ اس کا فلسفہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر کسب حلال کا شوق اورلگن پیدا ہوجائے کیونکہ مختلف قسم کی دغابازیوں سے کی گئی کمائی حرام ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ کسی مسلمان کا مال اس کی خوشحالی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی سی دھوکہ دہی سے مزدوری میں ''کسب حلال'' کا مقصود فوت ہوتا' اسلئے ان چندباتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ جومزدوری کے پیشے میں دغابازی سے تصور کی جاتی ہیں۔

(۱) مزدور کو دیانتداری سے کام کرنا چاہئے چاہے مالک موجود ہو یا نہیں،خدا کو حاضر وناظر جان کر کام کرنا چاہئے، ایسا نہیں کہ مالک موجود ہوتو مزدور کام میں لگے رہے لیکن جب وہ آنکھوں سے اوجھل ہوجائے تو مزدور کام چھوڑ کر بیکار بیٹھ جائے ،یہ صریح دغابازی ہے ،آجر چاہتا ہے کہ مزدور سے زیادہ سے زیادہ کام لیاجائے جبکہ مزدور کم سے کم کام پر زیادہ وصول کرنا چاہتا ہے اس سلسلے میں وہ ایک دوسرے کی حق تلفی کرتے ہیں' کام سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے مزدور ،بدیانتی، دھوکہ دہی اورخیانت کا مرتکب ہوتا ہے جو ایک سنگین گناہ ہے۔

(۲) مزدور کو ایسی نوعیت کا کام لینا چاہیے جو اس کی صلاحیت سے بالا تر نہ ہو ورنہ کام میں بگاڑ پیدا ہوگا، بعض اوقات ایک آدمی جعلی ٹیکنیکل سرٹیفیکیٹ لے کر کسی فیکٹری میں ٹیکنیکل پوسٹ پر بھرتی ہوتا ہے چونکہ مشین کا ماہر نہیں ہوتا اسلئے متعلقہ مشین میں خرابی ضرور پیدا ہوگی اور اس کا اثر پیداوار پر بھی پڑے گا۔

Marfat.com

اسی طرح جو لوگ جعلی اسناد اور ڈگریوں کو لے کر ملازمت حاصل کرتے ہیں، یہ بھی ایک سنگین جرم ہے، یہی لوگ مطلوبہ کام کو احسن طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتے ہیں، اس قسم کے لوگ جو اپنی صلاحیت سے بالاتر کاموں کو اپنے ذمہ لیتے ہیں جس شعبہ یا محکمہ میں جاتے ہیں تو اس کا بیڑہ غرق کردیتے ہیں۔اس لئے مزدور جس نوعیت کا کام احسن طریقے سے کرسکتا ہے وہ کرے اور جس کام کا اہل اور مستحق نہ ہو اس کو خواہ مخواہ کرنے کی ضد پر لگے رہنا نقصان کا باعث ہوگا۔

(۳) کام چوری ایک دغاباز خصلت ہے مزدور کا یہ فرض ہے کہ وہ صحیح کام کرے اور کام چوری نہ کرے ، عام طور پر بعض مزدور یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ کام کم کریں اور تنخواہ زیادہ لیں اکثر محکموں کے ملازمین کام چوری کا ارتکاب کرتے ہیں اکثر افسران بالا اپنے فرائض کی ادائیگی سے جان بچا کر تمام بوجھ ماتحت ملازمین کے سر پر ڈال دیتے ہیں، اسی طرح ماتحت ملازمین بھی مختلف طریقوں سے کام چوری اور اپنے فرائض سے غفلت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور بغیر ادائیگی فرائض مفت میں تنخواہ لیتے ہیں' مزدور کو کام چوری سے بچنا چاہئے کیونکہ اس طرح اس کی حلال مزدوری حرام ہو جاتی ہے۔

(۴) مزدور کی ایک ذمہ داری ،امانت داری کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے ،سورۃ قصص کی مذکورہ آیت میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے مزدور کی جن دو اہم خوبیوں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے ایک مزدور کا امین ہونا ہے ۔مزدور جہاں بھی کام کررہا ہو چاہے وہ فیکٹری ہو یا مل، کمپنی ہو یا ٹھکیدار کے ساتھ،سرکاری اداروں میں ہو یا پرائیویٹ سیکٹر میں ہر صورت میں وہاں کی جملہ اشیاء کا محافظ ہوگا کسی بھی چیز کو آجر یا مالک کی اجازت کے بغیر لینا شرعاً جائز نہیں ہے مزدور عام طور پر اس مسئلے میں لا پرواہی کا شکار ہوتے ہیں حالانکہ مزدور کی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مالک کے مال کو اپنا مال سمجھ کر ضائع ہونے سے بچالے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ فراڈ کا مرتکب ہو رہا ہے۔

Marfat.com

تجارت میں دھوکہ دہی کی تمام صورتوں کی ممانعت

عمومی لحاظ سے تجارت میں دھوکہ اور فریب کی تمام شکلوں سے منع کیا گیا ہے۔ روایت میں ہے: نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع الغرر یعنی حضورؐ نے دھوکہ کی سوداگری سے منع کیا ہے۔

غرر کے لفظی معنی ہیں دھوکہ۔ غرر ایک اصطلاح ہے اور فقہ کے بے شمار مسائل اس پر مبنی ہیں، چنانچہ جتنے مسائل غرر کے اندر داخل کئے گئے ہیں ان کے استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عقد کے اندر تین باتوں میں سے ایک بات پائی جائے گی، اس میں غرر دھوکے کی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی۔

☆ بیع کے اندر یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کی بیع ہو رہی ہے۔

☆ جس چیز کو فروخت کر رہا ہے وہ اس کو بالفعل مشتری کے حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو

☆ تیسری صورت تعلیق التملیک علیہ الخمر یعنی تملیک کو کسی ایسے واقعے کے ساتھ معلق کرنا جس کے وجود میں آنے اور نہ آنے دونوں کا احتمال ہو

ضرر کی چند صورتیں:

غرر یعنی دھوکے کے علاوہ ضرر کی بھی چند صورتیں ہیں، جس کی وجہ سے کاروباری سلسلے میں کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ باغ کے پھل اور کھیت کی فصل کو تیار ہونے اور پکنے سے پہلے بیچ دیا جاتا ہے

نہی عن بیع النخل حتی یزھوا وعن النبل حتی یبیض ویھمن العانة

حضور ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ پک جائے، اور بالی کی بیع سے منع کیا یہاں تک کہ وہ سفید ہو جائے اور آفت کا خطرہ نہ رہے۔

۲۔ خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے سے قبل فروخت کر دیا جاتا تھا۔

دوسری صورت کے بارے میں فرمایا من ابتاع طعاما فلا یبیع حتی یستوفیه

Marfat.com

جس شخص نے غلہ خریدا وہ اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے خواہ یہ قبضہ قانوناً ہو عملاً

۳۔ بیع کے ایک معاملے میں دو معاملے کئے جاتے تھے۔ چنانچہ بیچنے والا کہتا ہے کہ میں نے س چیز کو نقد دس روپے میں اور ادھار بیس روپے کے عوض فروخت کیا۔ یا میں نے اپنا باغ ایک ہزار میں اس شرط پر فروخت کیا کہ تم اپنا مکان ۱۰۰ روپے کے عوض فروخت کرو۔ رسول اللہ کی روایت ہے نھی رسول اللہ عن بیعتین فی صفة واحدة

''رسول اللہ نے ایک معاملہ میں دو بیع سے منع فرمایا''

۴۔ بیع کے درمیان ایسی شرطوں کا اضافہ کیا جاتا تھا جن کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا مثلاً خریدار کہتا کہ میں کپڑا اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ تم اس کو کٹا دو یا کٹوا کر سلا دو۔

رسول اللہ کی روایت ہے کہ ولا شرطان فی بیع ''بیع میں دو شرط حلال نہیں''

مذکورہ صورتوں میں چوکہ ایک فریق کو نقصان کا اندیشہ دھوکہ دہی قیمت میں تفاوت' اور ایسی شرطوں کا ضافہ پایا جاتا ہے جن کا معاملہ بیع سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ان سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:

لا ضرر ولاضرار فی الاسلام ''اسلام میں نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا''

منازعہ کی چند صورتیں:

سوداگری اور کاروبار کی وہ صورتیں جس میں خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان جھگڑ ے کا خطرہ ہو اس کی چند صورتیں حسب ذیل ہیں۔

ا۔ ادھار کی بیع ادھار کے بدلے کی جاتی تھی یعنی ایک شخص کسی ادھار چیز کی مدت معینہ پر قیمت ادا نہ کرسکتا تھا تو دوبارہ اسی چیز کو ادھار خرید لیتا تھا۔ اس کو بیع الکالی۔ بالکالی

Marfat.com

یا بیع النیہ بالنیہ کہتے ہیں۔ اس صورت میں دونوں طرف صرف باتیں ہی باتیں ہوتی تھیں۔ بیع اور ثمن دونوں نہ ہوتے۔ نھی رسول اللہ ﷺ الکالی بالکالی

''رسول اللہ ﷺ نے ادھار کے بدلے ادھار کی بیع سے منع فرمایا ہے''

۲۔ جو چیز پاس نہ ہوتی تھی اس کی بیع کرتے پھر وہ چیز بازار سے خرید کر خریدنے والے کے حوالے کی جاتی تھی۔

مالیس عندی رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ میں وہ چیز بیچوں جو میرے پاس نہ ہو۔

۳۔ ایک شخص کوئی چیز خریدتا اور بیچنے والے کو کچھ رقم اس شرط پر ادا کرتا کہ اگر بیع مکمل ہوگئی تو یہ رقم قیمت میں شمار ہوگی اور اگر بیع مکمل نہ ہوئی تو یہ رقم بیچنے والے کی ہو جائے گی اس کو بیع العریان کہتے ہیں۔

نھی رسول اللہ عن بیع العریان ''حضورؐ نے بیع العریان سے منع کیا ہے''

۴۔ جو چیزن اپنے قبضے اور ضمان میں نہ آئے اس پر نفع لیا جاتا تھا یعنی قبضہ سے قبل بیع پر نفع لیا جاتا تھا۔

ولا ربح مالم یضمن ''اس چیز کا نفع حلال نہیں جو قبضے اور ضمان میں نہ ہو''

تمام شکلوں کی ممانعت کی وجہ دھوکہ بازی:

مذکورہ تمام شکلوں کو دھوکہ دہی کی بناء پر ممنوع قرار دیا گیا ہے

اس کے علاوہ دیگر کئی قبائح کا مجموعہ ہے جن میں سے خودغرضی' اجتماعی مفاد کا فقدان' اجارہ داری' ذخیرہ اندوزی' فریب دہی' اصول اخلاق کی پائمالی' طلب ورسد کے قدرتی تناسب میں خلل اندازی' مستقبل کی سودا بازی' جہالت' منازعت' ناجائز استحصال' باہمی تعاون کا فقدان اورغلط اشتہار بازی یا پروپیگنڈا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یہ وجوہات مبادلہ کی جدید یا قدیم جن شکلوں میں پائی گئیں' اسلام میں ان کی ممانعت ہوگی اوران کو دھوکہ بازی کے زمرے میں شمار کیا جائے گا' اگرچہ ان میں کچھ مادی

Marfat.com

فائدے بھی ہوں جیسا کہ قرآن مجید کے درج ذیل ارشاد سے واضح ہے۔

یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما

"وہ تم سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں' لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔"

واضح رہے کہ جس طرح پچھلے صفحات میں عرض کیا جا چکا ہے' اس شک نہیں کہ موجودہ طریق پیداوار میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے ذریعے وسیع پیمانے پر کاروبار چلانے کے لئے زیادہ سرمایہ جمع ہوتا ہے اور صنعت وحرفت نیز تجارت کو فروغ دینے میں بڑی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ کمپنی کے موجودہ نظام میں چند دھوکہ باز پہلو بھی ہیں' جن کی تفصیل عرض کی جا چکی ہے۔

لہٰذا اگر انہی خرابیوں کو دور کیا جائے اور اس نظام کو صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق مرتب کیا جائے۔ مثلاً شرکت اور مضاربت کی بنیادوں پر مشترکہ کمپنیوں کے لئے قواعد وضوابط مقرر کئے جائیں جن میں کسی ایک مسلک کی پیروی ضروری نہیں بلکہ ہر فقہی مسلک اور اصول وکلیات سے استفادہ کرتے ہوئے نیز اجتہاد کے ذریعے قوانین وضع کئے جائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نظریہ ضرورت کو ذہن میں رکھا جائے (جس کے تحت رسول اللہ ﷺ اور فقہائے اسلام نے بعض ان چیزوں کی اجازت دی ہے جن میں قاعدہ کے مطابق بعض خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بیع العرایا' بیع سلم بیع عینیہ' بیع الوفاء وغیرہ) تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اس سسٹم کو ناپاک کہا جائے بلکہ پھر تو صحیح اسلامی تجارت کا حصہ بن کر اسلام کی نظر میں پسندیدہ عمل اور باعث ثواب کام ہوگا۔

ان اصلاحات کے نفاذ میں ابتداً دشواری ہوگی' لیکن رفتہ رفتہ دشواری پر قابو پاکر معاشرتی زندگی کا نقشہ بدلا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہر اصلاحی اور انقلابی تحریک میں ابتداً

Marfat.com

دشواری ہوتی ہے لیکن بعد میں راہیں ہموار ہوجاتی ہیں۔

خیانت

دغا بازی کی بدنما صورت اور نفاق کی علامت

خیانت امانت کی ضد ہے' اسلام اپنے نام لیواؤں کو امانت اور دیانت کی تاکید اور تلقین کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ان اللہ یامرکم ان تودو الامانات الی اھلھا (نساء : ۵۸)

''اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرو۔''

دوسری طرف اسلام نے خیانت کی سختی سے مذمت اور ممانعت کی ہے' کسی فرد کا جو حق دوسرے کے ذمے واجب ہو اس کو ادا کرنے میں ایمانداری نہ برتنا خیانت اور بددیانتی ہے۔ اگر کسی فرد کی کوئی چیز دوسرے کے پاس بطور امانت پڑی ہو' تو اس میں بے جا تصرف کرنا یا مانگنے پر واپس نہ کرنا صریح خیانت ہے' یا کسی کی کوئی پوشیدہ بات کسی دوسرے کو معلوم ہو یا کسی فرد نے دوسرے فرد پر بھروسہ کرکے اپنا کوئی بھید اس کو بتایا ہو تو اسکا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت ہے' اسی طرح جو کام کسی کے سپرد ہو' اس کو وہ دیانتداری کے ساتھ انجام نہ دے' تو یہ بھی خیانت ہے' اسی طرح اپنے ملک' قوم اور متفقہ قومی وملی مصالح کے خلاف قدم اٹھانا بھی ملت سے خیانت اور بددیانتی ہے' دوست ہوکر دوستی نہ نبھانا بھی خیانت ہے۔ دل میں کچھ رکھنا' زباں سے کچھ اور کہنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا بھی خیانت ہے۔

خیانت کی ممانعت قرآن کی رو سے:

Marfat.com

شریعت اسلامیہ میں یہ ساری خیانتیں یکساں ممنوع ہیں۔ ان تمام خیانتوں سے بڑے جامع اور واضح الفاظ میں یوں منع کیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

یاایھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امانتکم تعلمون(سورۃ الانفال: ۲۷)

''اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول ؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو''

علامہ سید سلیمان ندویؒ آیت بالا کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

اللہ تعالیٰ اور رسول ؐ کے ساتھ خیانت یہ ہے کہ اقرار کر کے پورا نہ کیا جائے' ایمانداری سے ان کے حکموں کی تعمیل نہ کی جائے۔ دین وملت کے مصالح کے ساتھ غداری کی جائے اور اللہ تعالیٰ ورسول ؐ اور مسلمانوں کے دشمنوں کو چھپے چوری امداد پہنچائی جائے۔ یا مسلمان کے چھپے راز ان کو بتائے جائیں' اسی طرح آپس کی امانتوں میں خیانت یہ ہے کہ جو چیز جس کے پاس امانت ہو' اس میں وہ ناجائز تصرف کرے اور کسی کا جو راز کسی کو معلوم ہو اس کو دوسروں پر ظاہر کر دے۔

(سیرت النبی ؐ ص ۵۹۶)

خیانت کی تعزیری سزا فقہاء کی نظر میں:

قرآن حکیم کی اس آیت اور دیگر نصوص کے پیش نظر فقہائے بھی امانت میں خیات کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اور اسکا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تعزیری سزا تجویز کی ہے۔ خائن اور غاصب چونکہ مالک مال کے روبرو ارتکاب جرم کرتے ہیں' دھوکے یا فریب سے کام لیتے ہیں یا پھر آنکھوں کے سامنے زبردستی دوسرے کا مال چھین لیتے ہین' جبکہ ان میں

Marfat.com

سے ہر ایک کی شرارت کا سد باب کیا جانا چاہیے' اسی لئے شریعت اسلامیہ نے ایسے لوگوں کی سرزنش کا معاملہ حاکم پر چھوڑ دیا ہے کہ بحسب تقاضائے ماحول اور بغرض قیام امن جو سزا مناسب سمجھ دے دے' علاوہ ازیں ان حالات کے پیش آنے کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی معمولی بات ہو یا کوئی اہم معاملہ ہو' لہٰذا ضروری تھا کہ سزا کی نوعیت کا تعین حاکم پر چھوڑ دیا جائے کہ وہی اس کی مناسب سزا تجویز کرے۔

ومن هذه الايات اخذ الفقهاء حكم الاسلام بتحريم خيانة الامناة وتعتبر لذلك من الجرائم التعزيرية التى على القاضى ان يختار لها حين تعرض عليه العقوبة الملائمة لروع الناس عنها

(اصول النظام الجناتی الاسلی ص ۲۷۲)

یعنی آیات قرآنیہ کی روشنی میں فقہائے اسلام نے خیانت کی حرمت کا حکم دے دیا ہے نیز یہ کہ اس کو تعزیری جرائم میں شمار کیا ہے۔ تاکہ قاضی (جس وقت اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہو۔) اُس کے لئے امن عامہ کے پیش نظر مناسب سزا تجویز کرے۔

خیانت کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا تجویز:

بعض فقہاء نے خیانت اور سرقہ کے لئے ایک ہی سزا تجویز کی ہے ان کا کہنا ہے کہ مال عاریت میں خیانت کرنے پر حد سرقہ واجب ہے اور ایسے شخص کا ہاتھ کاٹا جائے' کیونکہ ان کے نزدیک سرقہ واجب القطع ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ مال مسروقہ زیر حفاظت رہا ہو' چنانچہ امین کا مال امانت سے انکاری ہوجانا بھی سرقہ ہے۔

(کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ' (اردو ترجمہ منظور احمد عباسی) ص ۳۳۵)

ان کی ایک اور دلیل وہ حدیث ہے جو امام مسلم نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے۔

انه (صلى الله عليه وسلم) امر بقطع يد امراءة كانت تستعير المتاع

Marfat.com

وتحجده ای تنکرانه لدیها لئلاتر وه الی اصحابه (......) وقد یقال بناء علی هذا النص ان فی خیانة الامانة عقوبة الحد المقررة لجریمة السرقة وهی قطع الید (فی اصول النظام الجنائی الاسلامی ص ۲۷۲)

حضور ﷺ نے ایک عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا کیونکہ اس کا وتیرہ یہ تھا کہ چیز مانگ کر (عاریتاً) لے جاتی اور پھر دیتے وقت مکر جاتی تھی تاکہ مالک تک نہ پہنچ پائے۔ بناء بریں یہ کہا گیا ہے کہ جس طرح سرقہ میں قطع ید کی سزا ہے اسی طرح امانت کی خیانت میں بھی حد (قطع الید) ہے۔

قطع ید کا فیصلہ اور راجح قول:

تاہم بظاہر راجح قول یہ نظر آتا ہے کہ قطع ید کا فیصلہ خیانت کی نہیں بلکہ سرقہ کی بنیاد پر ہوا تھا۔

غیران الصحیح ان هذه المرء ة سرقت فقطعت یدها وبذلك وردت الروایات فی الصحیحین وذکر فیها احجد المتاع لانه کان من عادة هذه المرء ة (فی اصول النظام الجنائی الاسلامی ص ۲۷۲)

صحیح بات یہ ہے کہ اس عورت کا ہاتھ چوری کی سزا کے طور پر کاٹا گیا تھا جس کے بارے میں بخاری و مسلم میں روایات موجود ہیں۔ انہی روایات میں واپسی میں مکر جانے کی بات بھی مذکور ہے، جو اس عورت کا وتیرہ تھا۔

مطلب یہ کہ اس کو قطع ید کی سزا چوری کرنے پر ملی اور اس واقعے میں ضمناً اس کی خیانت کا تذکرہ آیا ہے لیکن اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اس عورت نے چوری نہیں کی تھی تو حدیث جابر کو مقدم مانا جائے گا اور عاریتاً لی ہوئی چیز سے انکاری ہو جانے پر سزائے قطع کے حکم کو منسوخ تصور کیا جائے گا، اسی طرح اگر یہ خیال کیا جائے کہ ایسے دو

Marfat.com

واقعات پیش آئے ۔آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کو تو صرف عاریتاً لی ہوئی شے سے مکر جانے کے الزام میں اور دوسری کو چوری کی پاداش میں سزائے قطع دی' تب بھی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عاریتی شے میں خیانت پر سزائے قطع منسوخ ہوگئی اورحدیث کی چار کتابوں میں حضرت جابر سے یہ حدیث مروی ہے۔

لیس علی خائن ولا منتھب ولا مختلس قطع

یعنی خیانت کرنے والے لوٹنے والے اور عاریتاً لی ہوئی شے سے مکر جانے والے کو سزائے قطع نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ' ج۵' ص ۳۳۵)

قول راجح کی دلیل:

اس آخری قول اور رائے کے لئے ایک اور وزنی دلیل بھی ہے کہ سرقہ اور خیانت میں واضح فرق ہے' اور وہ یہ کہ سرقہ قابل حد کے دوارکان کا خیانت میں فقدان ہے۔

اما خیانة الامانة فینتفی فیھا رکنان من ارکان السرقة احدھما اخذ المال خفیة (ای بغیر علم صاحبه) والثانی فیه التملك۔

"یعنی خیانت میں وہ دو ارکان مفقود ہیں جو سرقہ قابل حد میں پائے جاتے ہیں ایک صاحب مال سے لاعلمی میں مال لے جانا اور دوسرا نیت تملک"

مذکورہ مسئلے میں قول فیصل:

ان دلائل کی روشنی میں علماء کا جو فیصلہ ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

اما خیانة الامانة فھی جریمة تعزیریة ولیست من جرائم الحدود

یعنی امانت میں خیانت کا جرم تعزیری ہے جو جرائم الحدود میں شامل نہیں' ان کا کہنا ہے کہ اگر امانت دار مال امانت سے انکاری ہوجائے اوراس پر یہ الزام ثابت ہو اور مال امانت

Marfat.com

نصاب سرقہ کے برابر یا زیادہ بھی ہو تو اُسے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہوگی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مال امانت کسی کے سپرد کرنے والے سے پہلے یہ کوتاہی ہوئی کہ اس نے اپنا مال ایسے شخص کے پاس رکھا جس کی بابت یہ اطمینان نہیں تھا کہ وہ مال کو بحفاظت رکھے گا۔ اور صحیح وسالم واپس کردے گا' نیز یہ کہ کتاب وسنت دونوں کی رو سے ہاتھ کاٹنے کی سزا چوری کرنے والے کیلئے ہے اور یہ چوری نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ' ج۵' ص ۳۳۵)

خیانت کی سخت تعزیری سزا:

ان دلائل اور آراء کے ہوتے ہوئے یہ بات طے ہے کہ خیانت کے مرتکب کو سخت تعزیری سزا دی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کی رائے تو پہلے یہ تھی کہ خیانت کے مرتکب کو قتل کیا جائے لیکن حضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ بخاری میں حاطب ابن ابی ملتبعہ کا واقعہ مذکور ہے کہ اُس نے قریش کو حضورؐ کے خفیہ ارادے کے بارے میں اطلاع دی تھی' اس کا علم آنحضور ﷺ کو ہوا۔ آپؐ نے اپنے آدمی اُس کے پیچھے بھیج دیئے' حاضر کر کے لایا گیا تو اُس نے اعتراف واقرار کیا' جس پر حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا:

انه قد خان الله ورسوله والمؤمنين فدعني لاضرب عنقه فقال ﷺ اليس من اهل بدر......الخ (بخاری ج۲' ص ۵۶۷)

''اس نے اللہ اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُسے قتل کردوں۔ فرمایا کیا وہ اہل بدر میں سے نہیں؟''

خیانت نفاق کی علامت:

حضور اکرم ﷺ نے خیانت کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

اية المنافق ثلث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا تمن خان

''منافق کی تین علامات ہیں۔ جب کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے پورا نہ کرے
اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے'' (بخاری ج ا ص ١٠)

امین بن کر خیانت کرنا دراصل عملی جھوٹ ہے' کیونکہ جو امین بنتا ہے وہ گویا یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ اس میں خیانت نہ کرے گا اور جب اس نے اس کے خلاف کیا تو اس نے عملاً جھوٹ بولا اور غالبا یہ بھی ایک وجہ ہے کہ جھوٹ اور خیانت دونوں کو یکجا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ خیانت منافق کی صفت ہے جو کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔
علامہ احمد مصطفیٰ مراغی لکھتے ہیں

والخيانة من صفات المنافقين والامانة صفات المؤمنين

(تفسير مراغى ج٧ ص ١٩٢)

اس سے پتہ چلا کہ خیانت ایسی بری چیز ہے کہ جو اسکا مرتکب ہوتا ہے وہ منافقین کی صفات سے متصف ہوتا ہے اور منافق اللہ کی رحمت سے محروم اور لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ خیانت ایک ایسا برا عمل ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے:

كان عليه السلام يقول اللهم انى اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجيع ومن الخيانة فانها بئست البطانة (نسائی : ص ٣٩٥)

''یعنی حضور جن باتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ الٰہی! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کہ یہ بہت برا اندرونی ساتھی ہے۔''

خیانت مسلمان کے شایان شان نہیں:

خیانت مسلمان کے شایان شان نہیں' مسلمان کی شان ایک حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے

Marfat.com

کہ وہ کبھی بھی خیانت کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

المسلم اخ المسلم لايخونه ولايكف به ولايخذله كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے نہ اس کی تکذیب کرتا ہے' نہ اسے رسوا کرتا ہے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت' مال اور خون حرام ہے۔''

خیانت کرنے والے سے ایمان کی نفی:

خیانت کے مرتکب سے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لاایمان لمن لا امانة له

''جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں''

خیانت کا وسیع دائرہ:

تفصیلات بالا سے پتہ چلا کہ مسلمانوں پر اسلام نے امانت کو فرض اور خیانت کو حرام قرار دیا ہے۔ بناء بریں یہ کہنا بجا ہوگا کہ جو امین ہوگا' وہ اللہ اور رسول کا بھی مطیع ہوگا اور جو خائن ہوگا وہ اللہ اور رسول ﷺ کا بھی نافرمان ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کا ایمان و اسلام مجروح ہو جائے گا۔

افسوس کی بات ہے کہ اس قدر زیادہ اور سخت وعیدات کے بعد بھی ہمارے کلمہ گو بھائی خیانت سے گریز نہیں کرتے۔ ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ خیانت کا مطلب صرف مال و دولت کی امانت میں کمی اور کوتاہی کو خیانت سمجھا جاتا ہے حالانکہ خیانت کا وسیع دائرہ ہے۔ خیانت میں کئی چیزیں شامل ہیں' جن میں سے چند آئندہ صفحات میں پیش کی جارہی ہیں۔

Marfat.com

سفارش یا رشوت پر نا اہل کو اہل قرار دینا

عصر حاضر کا ایک قومی اور معاشرتی المیہ

امانت اور خیانت کا جو مفہوم آج کل عرف عام میں مشہور ہوگیا ہے۔ وہ تو فقط روپے پیسے تک محدود سمجھا جاتا ہے۔ مگر قرآن وسنہ کی اصطلاح میں امانت و خیانت اس سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتی ہے۔ جس طرح گزشتہ صفحات میں عرض کیا جاچکا ہے۔ امانت یا خیانت کا دائرہ صرف روپے پیسے جائیداد یا مالی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ ہر قانونی' مالی اور اخلاقی امانت تک وسیع ہے' لہٰذا ہر صاحب حق کو اس کا پورا پورا حق بغیر کسی تکلیف' سفارش اور نقصان کے دینا امانت ہے۔ اور اسکے برعکس کسی رشتے تعلق یا رشوت کی بنیاد پر نا اہل کو اہل قرار دینا خیانت اور بددیانتی ہے۔

نا اہل کو اہل قرار دینے کی وعید:

حاکم نے اپنی صحیح میں یہ روایت درج کی ہے کہ جس صاحب اقتدار نے مسلمانوں کے کسی کام پر کسی شخص کا تقرر کیا' حالانکہ اس سے زیادہ باصلاحیت شخص موجود تھا تو اس نے خدا' اسکے رسولؐ اور مسلمانوں سے خیانت کی۔ (حاکم)

ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں اگر زیادہ حقدار یا زیادہ اہلیت رکھنے والے کو فراموش کر کے کسی دوسرے شخص کا رشتہ دار ہونے یا ہم مذہب وہم وطن ہونے' ہم مشرب وہم جنس ہونے یا کچھ مال لے لینے یا کسی بھی نفع وغیرہ حاصل کرنے یا اہل اور حقدار سے کینہ وحسد رکھنے یا دشمنی کی وجہ سے تقرر کرلیا جائے۔ تو ایسا کرنے والے نے اللہ تعالیٰ ورسولؐ اور مومنوں سے خیانت کی اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ماتحت آ گیا کہ:

Marfat.com

یاایھا الذین آمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم (الانفال)

نااہل کو اہل قرار دینے کی چند صورتیں:

یہاں ان تمام امور کا تفصیلی تذکرہ مشکل ہے اور تطویل کا باعث بھی ۔تاہم مختصراً اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ ہر وہ عہدہ منصب' کامیابی' سرٹیفیکیٹ' ڈگری' ڈپلومہ' پرچوں کے نمبرات' دولت' جائیداد' پلاٹ' ملازمت' وزارت' ممبرشپ بلکہ ہر وہ عہدہ جس کا حصول اہلیت اور قابلیت پر نہ ہو بلکہ سفارش' رشوت' تعلق یا رشتے کی بنیاد پر ممکن ہو' خیانت کے دائرے میں شامل ہوگا جو اسلام کی نظر میں سنگین جرم ہے۔

سفارش قرآن کی نظر میں

جائز و ناجائز' حلال و حرام اور ثواب وعذاب کا امتیاز اٹھ جانے کی وجہ سے سفارش کرنا اور کروانا ایک فیشن اور رسم و رواج کی شکل اختیار کر گیا' حالانکہ سفارش صرف حق کیلئے جائز ہے۔ بصورت دیگر ناجائز' حرام اور گناہ ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها ومن یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها (سورة نساء)

''جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بری بات کی سفارش کرے اسکو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص کسی شخص کے جائزہ حق ارو جائز کام کے لئے جائز طریقہ پر سفارش کرے تو اس کو ثواب کا حصہ ملے گا اور جو کسی ناجائز کام کے لئے ناجائز طریقہ پر سفارش کرے گا' اس کو عذاب کا حصہ ملے گا۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے۔اس کو سب کچھ معلوم ہے کہ کون کس

Marfat.com

نیت سے سفارش کر رہا ہے کہ محض اللہ کیلئے کسی بھائی کی امداد کرنا مقصود ہے یا کوئی ذاتی غرض بطور رشوت حاصل کرنا ہے'

جائز سفارش کی شرائط :

جائز سفارش کی ایک شرط یہ ہے کہ جس کی سفارش کی جائے اسکا مطالبہ حق اور جائز ہو' دوسرے یہ کہ وہ اپنے مطالبہ کو بوجہ کمزوری بذات خود حکام تک نہیں پہنچا سکتا۔ آپ پہنچا دیں' اس سے معلوم ہوا کہ خلاف حق سفارش کرنا یا دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر مجبور کرنا شفاعت سیئہ یعنی بری سفارش ہے۔ جسکی اسلام میں سخت ممانعت آئی ہے۔

ناجائز سفارش کی ممانعت احادیث کی روشنی میں:

عن عائشةؓ ان قریشا اهمتهم المرء ة المخزومية التی سرقت قالوا من یکلم رسول الله ﷺ ومن یجتری علیه الا اسامة بن زید حب رسول الله فکلم رسول الله فقال اتشفع فی حدمن حدد الله ثم قام لخطب یاایها الناس انما ضل من قبلکم انهم کانوا اذا سرق الشریف ترکوه واذا سرق الضعیف فیهم اقاموا علیه الحدود وایم الله لوان فاطمة بنت محمدؐ سرقت لقطع محمد یدها (بخاری ج ۱' ص ۱۰۰۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت کے متعلق جس نے چوری کی تھی' قبیلہ قریش کو سخت فکر لاحق ہوئی کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہٰذا اہل قریش نے باہم مشورہ کیا کہ اس کے بارے میں حضورؐ کی خدمت میں عرض معروض کیا جائے' سب کے مشورے سے قرار پایا کہ اسامہ بن زیدؓ کے سوا جن کو حضورؐ بہت چاہتے تھے اور کوئی شخص جرات نہیں کر سکتا' لیکن اسامہ کے عرض کرنے پر رسول اللہؐ نے فرمایا : اے اسامہ! اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے

Marfat.com

معاملے میں تم میرے سامنے سفارش لے کر آئے ہو اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے۔ اور خطاب فرمایا۔ اے لوگو! تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کا ارتکاب کرتا تو اس سے درگزر کرتے تھے، اور اگر کوئی معمولی شخص چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے، پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا"

سفارش میں معزز اور غیر معزز دونوں برابر:

اس مسئلے میں اسلام میں معزز اور غیر معزز، اعلیٰ اور ادنیٰ سب برابر ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اسامہؓ کے ساتھ محبت کے باوجود حضورؐ نے ان کی سفارش کو رد فرمایا۔ اور اس پر سخت ناراض ہوئے۔ حضرت اسامہؓ نے یہ خیال کیا کہ ان سے بوجہ سفارش کرنے کی جو خطا سرزد ہوئی ہے اس کی پاداش میں وہ عذاب الٰہی کے مستوجب ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے نبی کریمؐ کے حضور گڑ گڑا کر التجا کی کہ حضورؐ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں مغفرت کی دعا مانگیں۔

رشوت ستانی سوسائٹی کے خلاف غداری:

لغت میں رشوت لفظ "رشاء" سے ماخوذ ہے جس کا اطلاق رسی اور خصوصاً ڈول کی اس رسی پر ہوتا ہے جسکے ذریعے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے۔ چونکہ رشوت بھی ایک مطلوبہ چیز تک پہنچنے اور اسے حاصل کرنے کا واسطہ اور ذریعہ بنتی ہے۔ اس لئے اسکو رشوت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے

الرشوة مايعطيه الرجل للحاكم اوغيره ليحكم له اويحمله به علىٰ مايريد

"یعنی رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے

Marfat.com

دیتا ہے کہ وہ اسکے حق میں فیصلہ کردے یا وہ اسکو مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھہرا دے۔"

آسان الفاظ میں رشوت وہ ناجائز مفاد ہے جو اپنے اعزاز' منصب یا عہدے کی بناء پر بلا استحقاق جائز حاصل کیا جاتا ہے' جس کا بلا عہدہ حاصل ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ یا وہ معاوضہ ہے جو کسی فرض منصبی یا واجب کام کی انجام دہی میں ناحق' ناواجب اور ناجائز کام کے صلے میں نقد' قیمتی اشیاء یا حسین لڑکیوں کی شکل میں وصول کیا جاتا ہے۔

(منشی عبدالرحمٰن خان' بازار رشوت' کتب خانہ قاسمی دیوبند' ص ۱۳)

رشوت ستانی کی مذمت:

رشوت ستانی ایک قابل مواخذہ جرم ہے۔ اسلام نے رشوت ستانی کی مذمت کی ہے۔ قرآن و سنت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے جس قسم کے اخلاق و کردار کا مطالبہ کرتا ہے وہ اکل حلال کے بغیر ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اکل حلال کو عمل صالح پر مقدم رکھا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

یاایھا الرسل کلوامن الطیبت واعملوا صالحا (المومنون: ۵۱)

"اے ہمارے رسولو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں۔"

دوسری طرف اسلام نے ناجائز اور حرام کی کمائی کی سختی سے مذمت کی ہے۔ سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہودی علماء واحبار کی عادات رذیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اکلون للسحت یعنی حرام کے زیادہ کھانے والے ہیں۔

بعض مفسرین نے یہاں خاص طور پر "سحت" سے رشوت مراد لیا ہے۔

والمرادبه ھھنا علی المشھورالرشوۃ فی الحکم (روح المعانی ج٦' ص ١٤٠)

رشوت کی ممانعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ارشادہ فرمایا

Marfat.com

ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بها الی الحکام لتأ کلوا فریقا من اموال الناس وانتم تعلمون (بقرہ : ۱۶۸)

''اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھاجاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے اور تم کو معلوم ہے۔''

روح المعانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

لاتلقوا بعضها الی حکام السوء علی وجه الرشوة

''یعنی بطور رشوت اپنے بعض مال حکام تک نہ پہنچاؤ''

رشوت کی حرمت پر علماء کا متفقہ فیصلہ:

رشوت کی حرمت پر علماء اسلام کا ایک متفقہ فیصلہ سن لیجئے:

''اسلاف کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ کسی کا حق مارنا یا کسی امر پر رشوت لینا حرام ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جب حاکم نے رشوت لی وہ اسی وقت معزول متصور ہوگا۔ اور اسکے بعد وہ جو بھی فیصلہ کریگا وہ باطل ہوگا۔''

(مجمع الزوائد بحوالہ جریمۃ الرشوۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ ص ۱۰۳)

رشوت احادیث کی رو سے:

احادیث کا بھی ایک بہت بڑا ذخیرہ رشوت کی حرمت پر موجود ہے۔ یہاں صرف دو احادیث بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

روی البزاز بسنده عن عبدالرحمن بن عوف قال قال رسول الله ﷺ الراشی والمرتشی فی النار (الجامع لاحکام القرآن، ج ٦، ص ۱۸۳)

''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے''

ان رسول الله ﷺ قال لعن الله الراشی والمرتشی فی الحکم

''حضورؐ اقدس نے فرمایا فیصلہ کرتے وقت رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے'' (ترمذی ج ۱، ص ۲۴۸)

Marfat.com

وکلاء کی پیشہ ورانہ خیانت

قانون کی رو سے وکلاء افسران عدالت میں شمار ہوتے ہیں اور انکا فرض منصبی یہ ہوتا ہے کہ وہ عدالت کو صحیح نتیجے پر پہنچنے میں مدد فراہم کریں اور کسی سے بے انصافی نہ ہونے دیں۔ یہی وجہ ہے کہ انکو معاشرے میں اعلیٰ اور عزت شرف کا مقام حاصل ہے تاہم ان میں سے بعض اس مقام کو داغدار کرنے کے درپے ہیں۔

۱۔ وکالت حق جو سچے اور حقدار کی طرف سے کی جائے۔

۲۔ وکالت مال: جو محض فیس کے حصول کیلئے کی جائے اور اس میں سچے جھوٹے، حقدار یا ناحق کا کوئی خیال نہ رکھا جائے۔ اس لئے بعض وکلاء جو محض اپنی فیس اور شہرت کی خاطر اپنی قانون دانی، سخن سازی، اثر و رسوخ یا ناجائز رسائی کے ذریعے حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور اس پر فخر و ناز بھی کرتے ہیں۔ ان سب کو " ولا تاکلو اموالکم بینکم بالباطل" کا حکم قرآن مطالم کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر وہ اسی بالباطل کی تعریف میں آتے ہیں' اسی طرح وہ وکلاء بھی اس زمرے میں آتے ہیں جو اپنے مقدمہ کی کامیابی کیلئے حکام کی خوشامد کرتے ہیں۔ رشوت پہنچاتے ہیں اور اسے ذریعہ روزگار بناتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ مقدمہ کمزور ہے۔ اسکی کامیابی کی کوئی امید نہیں یا قانونا ناقابل رفت ہے۔ صاحب غرض کو محض حصول فیس کیلئے غلط مشورہ دیتے ہیں اور اسے سبز باغ دکھلا کر مقدمہ بازی کو فروغ دیتے ہیں۔

یہ ایک پیشہ ورانہ خیانت ہے۔ شریعت کی رو سے ایسا کرنا خیانت اور سنگین جرم ہے کیونکہ جو کسی سے مشورہ مانگتا ہے وہ اسے نیک نیتی سے امین سمجھتا ہے۔ اس لئے ہر حال میں صحیح مشورہ دینا چاہیے اور صحیح رہنمائی کرنی چاہیے خواہ اس سے خود اسے کتنا بھی نقصان کیوں نہ پہنچے۔

Marfat.com

تدریسی پیشے میں خیانت علمی کے پہلو

تدریسی پیغمبری پیشہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام پیشے اختیار کیے لیکن فخر صرف تدریس پر کیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ" میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" گویا بعثت کا مقصد ہی تدریس و تعلیم ہے۔اسلئے اس پیشے سے منسلک لوگوں اس پیشے کی قدر کرنی چاہیے اور اس پیشے سے متعلق مختلف قسم کی فریب کاریوں اور علمی خیانتوں سے بچنا چاہیے مثلاً بعض اساتذہ اور پروفیسرز حضرات نے بھی علم فروشی کی دکانیں کھول رکھی ہیں۔ سکول ، کالج یا یونیورسٹی میں بے توجہی سے پڑھا کر یا دیگر ناجائز طریقے اپنا کر "ٹیوشن" میں کشش پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً امتحان میں کامیابی کی ضمانت دیتے ہیں وغیرہ اور ٹیوشن پڑھنے والوں کو خاص طور پر ایسے سوالات حل کرا دیتے ہیں جن کا امتحان میں آنا تقریباً یقینی ہوتا ہے۔

اس لئے طلباء زیادہ تر ٹیوشن پر انحصار کرتے ہیں۔ جو صرف بعض اساتذہ کی اداروں میں بے توجہی اور مفاد پرستی کا نتیجہ ہے۔ پھر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ٹیوشن پڑھنے والے طلباء تو نمایاں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور غریب و نادار طلباء ناکامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اٹھانا ہے۔ جو خیانت ہی کا ایک شعبہ ہے۔ جو دلائل شرعیہ کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے۔ یاد رہے کہ اگر بعض طلباء محض اپنے شوق سے تعلیمی معیار کو مزید بلند کرنے کی خاطر کسی استاد یا پروفیسر سے ٹیوشن پڑھنا شروع کر دیں اور اساتذہ سکول اور کالج میں پورے شوق اور لگن سے پڑھائیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹرز کی پیشہ ورانہ دغابازی

طب کا پیشہ نہایت اہم پیشہ ہے' دیانتداری کا پیشہ ہے لیکن اسکے باوجود بعض ڈاکٹر حضرات مریضوں کو جتنی توجہ سے پرائیوٹ کلینک اور گھر پر دیکھتے ہیں۔ ہسپتال میں اتنی توجہ سے معائنہ نہیں کرتے کیونکہ کلینک یا گھر میں مریض کو دیکھنے کی فیس ملتی ہے۔ جو ہسپتال یا او۔پی۔ڈی میں نہیں ملتی۔ اور یوں یہ لوگ خدمت خلق کی بجائے فرد کشی کو مقصود بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض ڈاکٹرز پوسٹ مارٹم کا معقول معاوضہ کے عوض غلط رپورٹ دیتے ہیں یا خفیف ضربات اور معمولی زخم کو شدید بنا دیتے ہیں۔

جو لوگ سرکاری یا پرائیویٹ محکموں میں کام کرتے ہیں تو چھٹی کی ضرورت پڑنے پر ان کو میڈیکل سٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے' بعض ڈاکٹرز حضرات بلاچوں و چرا پیسوں کے عوض' سفارش کے بدلے یا ویسے احسان مندی کرنے کی وجہ سے ان کو سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں' یہ حقیقت میں شہادت اور گواہی ہے' ظاہری اعتبار سے یہ ایک کاغذ اور سرٹیفکیٹ ہے لیکن باطنی اعتبار سے یہ ایک امانت ہے جس کا صحیح استعمال اطبا کی ذمہ داری ہے۔

ڈاکٹر کی ایک خیانت یہ ہے کہ ان کے کلینکوں میں ان کی غیر موجودگی میں عام قسم کے لوگ ان کی سیٹوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے آپ کو ماہر ڈاکٹر کی شکل میں پیش کر کے لوگوں کی جیبوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی بجائے ڈاکٹر نما حضرت کو لوگوں کی صحت سے کھیلنا اتنی خطرناک دغابازی ہے' جس کا تدارک نہایت ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تمام امور اپنے پیشے سے خیانت، بے وفائی اور عملاً جھوٹ ہے جو مضمون ہذا میں مختلف مقامات پر مذکور دلائل کی روشنی میں حرام اور قابل تعزیر جرم ہے اب یہ حکومت اور ارکان حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان تلبیسی امور کے انسداد کیلئے بروقت انتظامات کریں۔

Marfat.com

دیگر پیشہ ورانہ دغابازیاں

دنیا میں سینکڑوں اور ہزاروں پیشے ہیں' ہر پیشے میں دغابازی کا کوئی نہ کوئی پہلو موجودہ ہے۔ مثلاً طلبہ کی پیشہ ورانہ دغابازیاں' ٹریفک کے دغاباز پہلو'پولیس کی چالبازیاں' جعلی پیروں کی دھوکہ دہیاں' اہل علم کی علمی خیانتیں' مصالحتی جرگوں کے مشران کی بعض فریب کاریاں وغیرہ' ہر میدان میں دغابازی کی گنجائش ہے' یہ علیحدہ بات ہے کہ اس میدان سے متعلق لوگ وہ دغابازی کرتے ہیں یا نہیں۔

اس وجہ سے چند پیشے بطور نمونہ ذکر کئے گئے اور تمام پیشوں پر دغابازی سے متعلق تفصیل سے بات کرنا ناممکن ہے' بناء بریں ان چند مباحث کو مدنظر رکھ کر قارئین خود ہی فیصلہ کریں اور سوچ لیں کہ ہر میدان میں کہاں اور کس قسم کی دغابازی ہو رہی ہے یہ اس دور کے اہل علم' اہل قلم اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی فریب کاریوں کا ادراک کریں اور لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کروائیں۔

امام محمدؒ جو فقیہہ حنفی کے عظیم محسنوں میں شمار ہوتے ہیں اکثر بازاروں میں چکر لگاتے' دکانداروں میں بیٹھتے' تاجروں کی خرید و فروخت پر نظر رکھتے تاکہ یہ معلوم کریں کہ کس قسم کا کاروبار جائز ہے اور کس قسم کا ناجائز۔ فرمایا کرتے تھے:

من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل

''جو عالم اپنے زمانے کے حالات سے باخبر نہ ہو وہ جاہل ہے۔''

اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ اہل علم اور اہل علم اس قسم کے دغابازیوں پر نظر رکھ کر عوام کو باخبر رکھیں اور اس سے بچنے کی تلقین کریں۔

Marfat.com

بغیر پیشگی اطلاع کے معاہدہ صلح ختم کرنا

بغیر پیشگی اطلاع کے معاہدہ صلح ختم کرنا بھی خیانت ہے۔قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو جنگ وصلح کے قانون کی ایک اہم دفعہ بتلائی گئی ہے جس میں معاہدہ کی پابندی کی خاص اہمیت کے ساتھ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی وقت معاہدہ کے دوسرے فریق کی طرف سے خیانت کا خطرہ پیدا ہوجائے تو یہ ضروری نہیں کہ معاہدہ کی پابندی بدستور قائم رکھی جائے۔ لیکن یہ بھی جائز نہیں کہ معاہدہ کو صاف طور پر ختم کردینے سے قبل ان کے خلاف کوئی اقدام کیا جائے بلکہ صحیح صورت یہ ہے کہ ان کو اطمینان وفرصت کی حالت میں اس سے آگاہ کیا جائے۔ کہ تمہاری بدنیتی یا خلاف ورزی ہم پر ظاہر ہوچکی ہے یا یہ کہ تمہارے معاملات مشتبہ نظر آتے ہیں۔اس لئے ہم آئندہ اس معاہدہ کے پابند نہیں رہیں گے، تم کو بھی ہر طرح اختیار ہے کہ ہمارے خلاف جوکاروائی چاہو کرو۔آیت کے الفاظ یہ ہیں

واما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان الله لایحب الخائنین (الانفال۵۸)

''اگر آپ کو کسی معاہدے سے خیانت اور عہد شکنی کا اندیشہ پیدا ہوجائے تو ان کا عہد ان کی طرف اسی صورت سے واپس کردیں کہ آپ اور وہ برابر ہوجائیں۔ کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

Marfat.com

صلح کی حالت میں جنگی اقدام خیانت:

مطلب یہ کہ جس قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو چکا ہے' تو اس کے مقابلے میں کوئی جنگی اقدام کرنا خیانت ہے' اور اللہ ایسے لوگوں کو ناپسند کرتا ہے۔ البتہ اگر دوسری طرف سے عہد شکنی کا خطرہ ہو جائے تو ایسا کیا جا سکتا ہے کہ کھلے طور پر ان کو اعلان کے ساتھ آگاہ کر دیں کہ ہم آئندہ معاہدہ کے پابند نہیں رہیں گے۔

خیانت سے بچنے کے لئے صحابہ کی کمال احتیاط:

ابوداؤد' ترمذی وغیرہ میں سلیم بن عامر کی روایت سے نقل کیا گیا کہ معاویہؓ کا ایک قوم کے ساتھ ایک میعاد کیلئے التوائے جنگ کا معاہدہ تھا۔ معاویہ نے ارادہ کیا کہ اس معاہدہ کے ایام میں لشکر اور سامان جنگ اس قوم کے قریب پہنچا دیں تا کہ معاہدہ کی معیاد ختم ہوتے ہی وہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں مگر عین اس وقت جبکہ معاویہؓ اس طرف روانہ ہو رہے تھے یہ دیکھا گیا کہ ایک معمر آدمی گھوڑے پر سوار بڑے زور سے یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ وفاءً لاغدراً

یعنی نعرہ تکبیر کے ساتھ یہ کہا کہ ہم کو معاہدہ پورا کرنا چاہیے۔

اس کی خلاف ورزی نہ کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قوم سے کوئی صلح یا ترک جنگ کا معاہدہ ہو جائے تو چاہیے کہ انکے خلاف نہ کوئی گرہ کھولیں اور نہ باندھیں۔ معاویہؓ کو اس کی خبر کی گئی ۔ دیکھا تو کہنے والے بزرگ حضرت عمر بن عنسہ صحابی تھے۔ حضرت معاویہؓ نے فوراً اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا تا کہ التوائے جنگ کی میعاد میں لشکر کشی پر اقدام کر کے خیانت میں داخل نہ ہو جائیں۔ (ابوداؤد ص ۳۷۹)

Marfat.com

حدیث کی سند کے عیب کو چھپانے کی خیانت

حدیث کی سند کے عیب کو چھپانے کے لئے محدثین تدلیس کا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

تدلیس کے لغوی معنی ہیں ''چھپانا'' عام طور پر اگر حدیث کے رواۃ ثقہ یا مشہور ہیں تو رواۃ کی ثقاہت کی وجہ سے روایت پر اعتماد بھی زیادہ ہوجاتا ہے اور اگر رواۃ غیر مشہور اور غیر ثقہ ہیں تو روایت پر اعتماد بھی کمزور اور ضعیف ہوگا۔ خود رواۃ سماع حدیث کی نسبت مشہور اور معروف مشائخ کی طرف کرتے ہیں اور اسے اپنے لئے بہت بڑا شرف سمجھتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات درمیان سے اپنے اصل شیخ کو حذف کرکے استاد الاستاد سے سماع حدیث کے موسم الفاظ عنعنہ سے مروایت کرتے ہیں۔ اسی نوعیت کی تدلیس انتہائی معیوب' ناپسندیدہ اور بہت بڑا جرم ہے جو خیانت فی العلم کے زمرے میں شامل ہے۔

(حقائق السنن ج ۱' ص ۱۰۰)

مطلب اس کا یہ ہوا کہ مدلس وہ حدیث ہے جس کی سند کے عیب کو چھپا کر بظاہر سنوار کر پیش کیا جائے۔ اس کے اسی وصف کو تدلیس کہتے ہیں

حدیث مدلس کی قسمیں:

بنیادی دو قسمیں ہین۔ ۱: مدلس الاسناد ۲: مدلس الشیوخ

۱۔ مدلس الاسناد وہ حدیث ہے جسے راوی اپنے استاد سے سنے بغیر اس کی طرف نسبت کرکے ایسے الفاظ سے نقل کرے جن سے براہ راست سننے کا گمان ہو۔ یعنی ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو صراحت کے ساتھ براہ راست سننے کو بتاتے ہوں کہ جھوٹا کہلائے' اس صورت میں چھوڑے ہوئے راوی ایک سے زائد بھی ہوسکتے ہیں۔

Marfat.com

تدلیس میں الفاظ ادا:

(۱) قال جیسے قال قال (۲) عن جیسے عن فلاں (۳) ان حدثنا فلان ان فلانا (۴) شیخ کے نام سے پہلے جو الفاظ لائے جاتے ہیں، ان کو ذکر کیے بغیر شیخ کا نام لینا مثلاً الزہری عن فلاں

تدلیس کی مثال:

حاکم نے علی بن حشرم سے روایت کی ہے کہ ہم سے ابن عینہ نے بیان کیا عن الزہری۔ تو اُن سے پوچھا گیا کیا آپ نے براہ راست زہری سے سنا ہے۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ نہ میں نے ان سے سنا اور نہ ان کے سننے والوں میں سے کسی سے سنا۔ بلکہ مجھ سے عبدالرزاق نے بواسطہ معمر زہری سے نقل کیا ہے۔ (علوم الحدیث ص ۱۴۳)

مدلس الاسناد کی صورتیں:

مدلس الاسناد کی پانچ صورتیں منقول ہیں جن میں سے سب سے اہم مدلس السویہ ہے، اسی لئے اسے اکثر حضرات نے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ مختصر توضیح اس کی یہ ہے کہ راوی اپنے استاد سے روایت نقل کرے مگر آگے سند میں آنے والے دو ایسے ثقات جن کی ملاقات ثابت ہو، ان کے درمیان آنے والے کسی کم درجہ راوی کو گرا دے، خواہ اس کے ضعف کی وجہ سے یا کم عمری کی بناء پر اور ایسے الفاظ استعمال کرے کہ جن سے براہ راست سننے کا گمان ہو۔ اور بظاہر یہ سمجھا جائے کہ کوئی معتمد راوی معتمد سے ہی روایت کر رہا ہے۔ مثلاً راوی کا استاد ثقہ ومعتمد ہے اور استاد کے استاد کا استاد بھی ثقہ ومعتمد ہے اور دونوں کے درمیان ملاقات بھی ثابت ہے مگر استاد کے استاد ضعیف یا کم عمر ہیں۔ راوی نقل روایت میں یہ کرے کہ اپنے استاد کے بعد بجائے اپنے استاد کے استاد کا ذکر کرنے کے اُن کے استاد کے استاذ کو ذکر کرے اور مہمل الفاظ استعمال کرے۔ مثلاً عن بقية حدثنی ابو وھب الاسدی عن ابی عمر الحدیث

Marfat.com

ابوحاتم کا بیان ہے کہ اس حدیث میں ایسی خامی ہے جسے کم ہی لوگ سمجھتے ہیں اس حدیث کو ابو وھب الاسدی (جن کا نام عبیداللہ بن عمر ہے) نے بواسطہ اسحٰق بن ابی فروہ حضرت نافع سے روایت کیا ہے' بقیہ جس سے اسحٰق بن راھویہ نے روایت لی ہے' اس نے یہ کیا ہے کہ اسحٰق بن ابی فروہ کو درمیان سے چھوڑ دیا ہے اور اپنی اس حرکت پر پردہ ڈالنے کے لئے عبداللہ بن عمر کے نام کی بجائے جس سے وہ معروف تھے' ان کی کیفیت اور خاندانی نسبت ذکر کی ہے جو ان کے حق میں معروف نہ تھی تاکہ جو لوگ ان رواۃ کے حال سے واقف ہیں وہ بقیہ کے اس جرم کو سمجھ نہ سکیں۔ (علوم الحدیث ص ۱۴۳)

تدلیس جھوٹ کی نظیر:

علماء نے اس عمل کو نہایت مکروہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء محدثین نے اسے جھوٹ کا بھائی قرار دیا ہے۔ التدلیس اخ الکذب وجہ اس کی یہ ہے کہ ایسا کرنے میں بڑا دھوکہ اور خیانت ہے' عام آدمی ظاہر حال کو دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ معتمد روات کی روایت ہے اور اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔

بعض علماء محدثین کا کہنا ہے کہ مدلس حضورؐ کے اس قول من غشنا فلیس منا (یعنی جس نے ملاوٹ کی وہ ہمیں میں سے نہیں) میں داخل ہے کیونکہ سندِ حدیث میں انقطاع کے ہوتے ہوئے وہ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ حدیث متصل ہے۔

تدلیس کی دوسری قسم مدلس الشیوخ:

وہ حدیث جسے راوی اپنے استاد سے نقل کرتے ہوئے اس کیلئے کوئی غیر معروف نام' لقب' کنیت یا نسب ذکر کرے تاکہ اسے پہچانا نہ جاسکے مثلاً ابوبکر بن مجاہد جو ائمہ قراء میں شمار کئے جاتے ہیں' ان کا قول ہے: حدثنا عبداللہ بن ابی عبداللہ انہوں نے اس سے ابوبکر بن ابوداؤد سجستانی کو مراد لیا ہے جو عبداللہ بن ابی عبداللہ سے معروف نہیں ہیں۔ ایسا کرنا

Marfat.com

بھی ٹھیک نہیں کیونکہ راوی کا غیر معروف نام ذکر کرنے سے سننے والے الجھن ودشواری میں پڑتے ہیں۔ راوی کی حیثیت عرفی متاثر ہوتی ہے۔

علم حدیث میں خیانت کا واقعہ:

علم حدیث میں دھوکہ دہی، وہم دہی اور خیانت کے سلسلے میں ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔

> بغداد میں ایک طالب حدیث داخل ہوا، وہ شیخ کو لے جا کر رقہ میں بٹھلاتا تھا یعنی اسے اس باغ میں جو دجلہ کے دونوں کنارے چلا گیا تھا اور شیخ کو حدیث سناتا تھا اور پھر اپنے مجموعہ میں یوں لکھتا کہ مجھ سے رقہ میں فلاں فلاں شیخ نے یہ حدیث بیان فرمائی ں سے وہ لوگوں کو وہم میں ڈالتا کہ رقہ سے مراد وہ شہر ہے جو ملک شام کی طرف ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس محدث نے طلب حدیث کے لئے دور دراز سفر کیا۔ اسی طرح اپنے شیخ کو لے جا کر نہر عیسیٰ وفرات کے درمیان بٹھلا کر حدیث سناتا۔ اور مجموعہ لکھتا کہ مجھ سے فلاں شیخ نے وراء النہر میں یہ حدیث بیان کی تاکہ لوگ وہم میں پڑ جائیں کہ اس نے طلب حدیث میں خراسان کے پار ہو کر ماوراء النہر میں یہ حدیث سنی۔ اور یوں لکھتا کہ مجھ کو فلاں نے میرے سفر دوم میں اور فلاں نے میرے سفر سوم میں حدیث بیان فرمائی۔ تاکہ لوگ جانیں کہ طلب علم میں اس نے کس قدر تعب اٹھایا ہے لیکن اس طالب علم کو برکت حاصل نہ ہوئی بلکہ طالب علمی کے زمانے میں مرگیا (تلبیس ابلیس از ابن جوزی ص ۱۵۷)

☆☆☆

Marfat.com

سیاست اور فراڈ

عصر حاضر میں اکثر لوگوں کا یہ تصور ہے کہ سیاست فراڈ کا دوسرا نام ہے' جب کوئی نیک آدمی سیاسی مشاغل میں حصہ لیتا ہے تو لوگ اس کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آپ کا میدان نہیں۔ سیاست تو گندے لوگوں کا کام ہے۔ نیک لوگوں کا اس میں شامل ہونا اپنے آپ کو بدنام کرنے اور اپنے اوپر لوگوں کے اعتماد کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیاست کوئی برا کام نہیں ملک وسلطنت کو چلانے کے لئے سیاسی نظام درکار ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ملک میں سیاسی فضاء، دغابازیوں اور سیاسی پروپیگنڈوں کی وجہ سے اس قدر خراب ہوچکی ہے کہ اب لوگ اس کو ایک اچھے اور ضروری کام کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک دھوکہ دہ فعل سے جانتے ہیں۔

اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی حوالے سے جو دھوکہ دہیاں ہوتی ہیں اس پر قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی بات ہوجائے اگر ایک شخص نے بھی اس سے نصیحت حاصل کی تو اس کی آخرت سنور جائے گی۔

سیاست کے معنی اور مفہوم:

سیاست بروزن امارت ساس یسوس بروزن قال یقول سے مصدر کا صیغہ ہے۔

اس لغوی مفہوم کی مناسبت سے یہ لفظ ریاست' حکومت اور تدبیر مملکت کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے' اسلئے کہ حکومت اور ریاست کا مقصد بھی عوام کی حالت سنوارنا اور اصلاح کرنا ہوتا ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والسیاسة القیام علی الشئی بما یصلحه والسیاسة فعل

Marfat.com

السائس(......) ورجل ساس من قوم ساسة وسواس ۔

''سیاست کسی چیز کی اصلاح کیلئے کمر بستہ اور کھڑے ہوجانے کو کہاجاتا ہے' اور سیاست ایک مدبر اور قائد کا کام ہے' سائس اس شخص کو کہاجاتا ہے جو سرداروں اور قائدین کی قوم میں سے ہو'' (لسان العرب ج ۶ ص ۱۰۸)

اسماعیل بن حماد الجوہری نے لفظ سیاست کی جو وضاحت کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے:

سست الرعیة سیاسة وسوس الرجل امور الناس علی مالم یسم فاعله اذا ملك امرهم دیروی قول الحطیئة لقد سوست امر بینك حتی ترکتهم ادق من الطحین۔

''میں اپنی رعایا کا حکمران بنایا گیا ہوں ۔اُس آدمی کو لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ اس وقت کہاجاتا ہے جب کسی شخص کو لوگوں کا حکمران و بادشاہ بنایا جاتا ہے'' (اسماعیل بن حماد الجوہری)

امام غزالیؒ نے اسکی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

استصلاح الخلق وارشادهم الی الطریق المستقیم المنجی فی الدنیا الاخرة

''سیاست مخلوق کی اصلاح کرنا ہے' اور رہنمائی کرنا ہے' اس سیدھے راستے کی طرف جو دنیا اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہو'' (احیاء علوم الدین)

سید سلیمان ندوی اس کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: '' آبادی و مملکت جن کا قانونی نام مدینہ ہے' اس کی حفاظت کے قوانین کا نام سیاست ہے۔

(سید سلیمان ندوی' سیرت النبی)

اقتباسات بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاست وہ فن اور حکمت ہے جس کا موضوع فرائض حکومت اور ریاست کا نظم ونسق ہے اور جس کی غرض و غایت مصالح کی حفاظت کرنا اور شہریوں کے باہمی ربط وتعلق کو قاعدے اور قانون کے ذریعے کنٹرول کرنا ہے ۔

بناء بریں یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ سیاست کے معنی مکروفریب' دھوکہ دہی وفراڈ یا

Marfat.com

لڑانا نہیں بلکہ اس حکمت کا نام سیاست ہے جو اخوت و محبت اور اتفاق و اتحاد پیدا کرتی ہے اور حقیقی سیاستدان وہ ہوتا ہے جو بہترین مدبر و منتظم ہونے کے ساتھ ساتھ مصلح اور معلم اخلاق بھی ہو۔

پالٹکس اور مفکرین کی آراء:

عربی زبان کا لفظ ''سیاست'' انگریزی لفظ Politics کا ہم معنی نہیں ہے، عربی کے لفظ ''سیاست'' کا مفہوم عام ہے، اصلاح نفس، خاندانی سیاست، تعزیری سیاست اور مطلق اصلاحی کام سب اس کے مفہوم میں شامل ہیں لیکن Politics کا انگریزی لفظ صرف ملکی، قومی اور بین الاقوامی سیاست کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس کا عربی مرادف السیاسۃ المدینہ ہے۔
تیرھویں صدی سے ارتقاء کرتے ہوئے Politics صرف فن حکومت کیلئے استعمال ہونے لگا ہے:

فن حکم الدولة او دراسة المبادی التی تقوم علیها الحکومات والتی تحدد علاقاتها بالمواطنین وبالدول الاخرای

(حسن صعب، ڈاکٹر، علم السیاسة، فصل اول، طبع بیروت، ۱۹۷۰ء ص ۲۰)

''سیاست ریاست پر حکومت کرنیکا ایک فن ہے۔ بالفاظ دیگر یہ ان بنیادی اصول کا علم ہے جن پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں اور قواعد وضوابط کا علم ہے جن سے حکومت اور شہریوں کے تعلقات اور بیرونی ریاستوں کیساتھ روابط کی حدود مقرر کی جاتی ہیں۔''

بعض مفکرین سیاست کو ریاست کا علم قرار دیتے ہیں مثلاً Slunschill کا کہنا ہے کہ علم السیاست کا تعلق ریاست سے ہے یہ اسکی تمام بنیادی اقدار کو سمجھنے کے قابل بناتا ہے اور اس کی ہیئت، قسموں اور نشوونما کا جائزہ پیش کرتا ہے۔

The science which is concerned with the state ,which endeavours to understand and comprehend the state in its fundamnetal conditions in its essential nature its various forms of manifestation its development. (بحوالہ فاروق اختر' سیاست و ریاست)

Marfat.com

کچھ اورلوگ سیاست کو ریاست اور حکومت دونوں کا علم قرار دیتے ہیں مثلا Pauj Janet اورGilchrist کے خیال میں سیاست معاشرتی علوم کا وہ حصہ ہے جو ریاست کی بنیاد اور حکومت کے اصولوں سے بحث کرتا ہے۔

The parts of social science which treats of the foundaations of the state and the principles of the Government. (بحوالہ فاروق اختر' سیاست و ریاست)

سیاست اصلاح کا ذریعہ

سیاست حقیقت میں وہ عمل ہے جس کے ذریعے لوگوں کے ظاہرو باطن کی اصلاح ہوسکے یہ سیاست شریعت کی حفاظت کرتی ہے نیکی کا حکم کرتی ہے برائیوں سے روکتی ہے ،حقوق دلواتی ہے مظالم کا انسداد کرتی ہے ، یہ سیاست گھریلو اور ملکی نظم ونسق ،عدل وانصاف کیساتھ چلاتی ہے بالفاظ دیگر یہ سیاست قوم وملت کے داخلی اورخارجی حالات اورنظم وقوانین کی اصلاح وتعمیر کیلئے اقدامات بروئے کار لاتی ہے جن سے افراد و جماعت کا امن پیدا ہوتا ہے اورجن میں انکے مصالح کی رعایت ملحوظ ہوتی ہے،اسلام اس سیاست کا علمبردار ہے اوراسی سیاست پر وہ اپنے اصول کی تعمیر کرتا ہے۔

سیاست دین کا اہم شعبہ ہے:

قال ابوحازم قاعدت اباهريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبى ﷺ قال كانت بنواسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبى خلفه نبى وانه لانبى بعدى

(بخاری، کتاب الانبیاء ج ۱۔ص ۴۹۱)

''ابوحازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال تک ابوھریرہؓ کی مجلس میں شریک رہاہوں میں نے ان سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بنی اسرائیل کی سیاست ان کے

Marfat.com

انبیاء کے ہاتھ میں ہوتی تھی جب ایک نبی کا انتقال ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا تھا اور میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

حدیث بالا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیاست فریضہ انبیاء ہے جس کی ذمہ داری ختم نبوت کے بعد شریعت سے باخبر لوگوں پر ڈالی گئی ہے ظاہر ہے کہ جو کام انبیاء کے فرائض میں شامل ہوں وہ اسلام کا ایک شعبہ ہوتا ہے انبیاءؑ اور خلفائے انبیاءؑ کا فرض منصبی اقامت دین ہے پس جو کام دین سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ نبی کا کام نہیں ہوسکتا۔ بعض لوگ دور حاضر کے سیاسی حالات کو دیکھ کر لفظ سیاست سے متنفر ہوجاتے ہیں حالانکہ ایک سیاستدان کی خود غرضی اور بدکرداری سے اصولی طور پر لفظ سیاست سے متنفر ہوجانا عقلمندی نہیں ہے جس طرح علم کی دو قسمیں ہیں علم نافع اور علم غیر نافع اسی طرح سیاست بھی دو قسم کی ہوتی ہے یعنی سیاست شرعیہ اور سیاست غیر شرعیہ۔

امام ابن قیمؒ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولانقول ان السیاسة العادلة مخالفة للشریعة الکاملة بل هی جزء من اجزاء ها وباب من ابوابها وتسمیتها سیاسة امر اصطلاحی والافاذا کانت عدلاً فهی من الشرع (اعلام الموقعین ج٤، ص٤٦٢)

''ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سیاست عادلہ، شریعت کاملہ کے خلاف ہے بلکہ یہ شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور اس کے ابواب میں سے ایک باب ہے، اس کو سیاست کہنا صرف ایک اصطلاح ہے ورنہ اگر یہ عدل وانصاف پر مبنی ہو۔ تو شریعت ہی کا ایک حصہ ہے۔''

اب جبکہ مبنی بر عدالت سیاست شریعت ہی کا ایک حصہ اور جزء ہے لہذا وہ فعل جس کا ارتکاب شریعت میں ممنوع قرار دیا گیا ہو (مثلاً دھوکہ، فریب یا تلبیس وتزویر وغیرہ) سیاست میں بھی ناقابل برداشت جرم تصور کیا جائیگا۔

Marfat.com

سیاست کے بنیادی اصول

قرآن وسنت کے آئینہ میں

اسلام نے جس طرح سیاست کو دین کا ایک اہم شعبہ قرار دیا ہے اسی طرح اس ُل کو صحیح نہج پر چلانے کیلیئے کچھ اصول وقواعد بھی مقرر کیئے ہیں۔ ریاست چلانے میں سیاست تو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' اگر کسی ملک کا سیاسی نظام غلط ہوتو اس ملک کا انتظام والصرام بھی خراب ہوگا' اسلیئے قرآن وسنت کی روشنی میں سیاست کے بنیادی اصول ذکر کیئے جاتے ہیں۔

(۱) حاکمیت اعلیٰ :

اسلامی سیاست کا سنگ بنیاد یہ قاعدہ ہے کہ حکم دینے اور قانون بنانے کے اختیارات تمام انسانوں سے فرداً فرداً اور مجتمعاً سلب کرلئے گئے ہیں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حکم دے اور دوسرے اس کی اطاعت کریں وہ قانون بنائے اور دوسرے اس کی پابندی کریں یہ اختیار صرف اللہ کو ہے۔ ارشاد باری ہے:

(۱) ان الحکم الا للہ امر ان لاتعبدو الا ایاہ ذلک الدین القیم (یوسف ٤٠)

''حکم سوائے اللہ کے کسی اور کا نہیں اس کا فرمان ہے کہ اسکے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو یہی صحیح دین ہے''

(۲) یقولون ھل لنا من الامر من شئی قل ان الامر کلہ للہ

''وہ پوچھتے ہیں کہ اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے کہو کہ اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔'' (عمران:۱۵۴)

Marfat.com

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الکفرون (المائدہ: ٤٤)
''جو خدا کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی دراصل کافر ہیں۔''

اس نظریہ کے مطابق حاکمیت صرف خدا کی ہے قانون ساز صرف خدا ہے۔ کوئی انسان خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو بذات خود حکم دینے اور منع کرنے کا حقدار نہیں، نبی خود بھی اللہ کے حکم ہی کا پیرو ہے۔ عام انسان نبی کی اطاعت پر صرف اس لئے مامور ہیں کہ وہ اپنا نہیں بلکہ خدا کا حکم بیان کرتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذ ن اللہ یعنی ہم نے جو رسول بھیجا ہے اسلئے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن کے تحت اس کی اطاعت کی جائے'' (اسلامی ریاست از ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

(۲) شوریٰ:

اسلامی ریاست یا نظام حکومت کا دوسرا بنیادی اصول ہے۔ الشوریٰ یعنی سربراہ مملکت کا تقرر بھی مسلمانوں کے معتمد نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ کریگی اور تقرر کے بعد تمام اہم فیصلے بھی مجلس شوریٰ کی منظوری سے کئے جائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضو
امن حولك فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا
عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتو کلین (آل عمران ١٥٩)

''پس یہ اللہ کی رحمت ہی ہے کہ تو نرم دل ہوگیا ہے، ان کو اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو متفرق ہوجائے تمہارے پاس سے، پس ان کو معاف کردو اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت مانگو اور ان سے ہر معاملہ میں مشورہ کرتے رہو، پھر مشورہ کے بعد اگر تم نے عزم و ارادہ کرلیا تو اللہ پر بھروسہ کرو، اللہ محبت کرتا ہے اس پر بھروسہ کرنے والوں سے۔''

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے نبیؐ! حکومت کے معاملات میں اور کسی اہم واقعے میں اپنے صحابہؓ سے مشورہ کرتے رہو، مفسرین کی ایک کثیر تعداد نے اپنی تفاسیر میں لکھا ہے

Marfat.com

کہ رسول اللہﷺ کو مشورہ لینے کا حکم اسلئے دیا گیا ہے کہ امت کیلئے شورائیت کی سنت قائم ہوجائے تاکہ آئندہ امت آمریت کے راستے پر نہ چلے۔ مشورہ کی اہمیت سے متعلق احادیث کا بھی وافر ذخیرہ موجود ہے یہاں صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جو حضرت علیؓ سے منقول ہے۔

عن علی قال قلت یا رسول اللهﷺ ان نزل بنا امر لیس فیه بیان امر ولا نهی فما تامرنی قال شاوروا فیه الفقهاء العابدین ولا تمضوا فیه برای خاصة (مجمع الزوائد، ج۱ ص ۱۷۸)

"حضرت علی نے پوچھا کہ یارسول اللہﷺ اگر ہمارے درمیان کوئی واقعہ پیش ہوجائے جس کے بارے میں نہ کوئی امر ہو اور نہ نہی تو ایسے واقعہ کے مطابق آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا اس کے بارے میں عبادت گزار اور دیانت دار ماہرین شریعت سے مشورہ کرلیا کرو اور انفرادی رائے اختیار نہ کرو۔"

عصر حاضر کی اسمبلی اور سینٹ پر مجلس شوریٰ کا اطلاق ہوسکتا ہے لہذا ارکانِ حکومت کو ان کی رائے کا احترام کرنا چاہیئے تاہم یہ ضروری ہے کہ ان کی بات اور رائے موافق شریعت ہو اور ان میں ایمان، فقاہت، عدالت ودیانت اور عقل جیسے اوصاف حمیدہ موجود ہوں۔

(۳) خلیفہ کا انتخاب:

اسلامی سیاست یا ریاست شرعیہ کا تیسرا بنیادی اصول سربراہ مملکت کا انتخاب ہے اسلامی ریاست کا خلیفہ (صدر یا وزیر اعظم) مسلمانوں کا معتمد علیہ ہونا چاہیئے، موروثی بادشاہت، آمریت اور ڈکٹیٹر شب کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں کیونکہ قرآن کریم میں امت مسلمہ کو تنفیذ احکام اور اقامت دین کا مکلّف قرار دیا گیا ہے اور خلیفہ یا سربراہ مملکت (امت کے وکیل کی حیثیت سے یہ فرض انجام دیتا ہے ظاہر ہے کہ وکیل یا نائب کا منصب نہ تو میراث میں مل سکتا ہے اور نہ جبراً یعنی زبردستی حاصل کیا جاتا ہے، بلکہ موکل کی آزاد مرضی

Marfat.com

ہی سے مل سکتا ہے، مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کا طریقہ اسلام میں بیعت الامام ہے یعنی عوام کی جانب سے حکمران کے ساتھ معاہدہ اطاعت اور امیر کی جانب سے معاہدہ خدمت ہوتا ہے۔ ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں لکھتے ہیں:

"ان من اتفق المسلمون علی امامته و بیعته وجبت معونة

(ابن قدامه المغنی ج۸، ۱۹۶۹ء ص۵۲٦)

"جس کی حکومت پر مسلمانوں نے اتفاق کرلیا ہو اور انہوں نے اس کی بیعت کرلی ہو تو اس کی حکومت قائم ہوجائیگی اور اسکی مدد واجب ہوجائیگی۔"

موجودہ دور میں بیعت کی عملی شکل بیلٹ پیپر ہے ووٹر اپنا ووٹ کسی کے حق میں استعمال کرتا ہے تو یہ اسکی جانب سے اظہار اعتماد اور عہد اطاعت کی ایک نشانی ہوتی ہے، اور منتخب شدہ شخص جب حلف اٹھاتا ہے تو یہ اسکی طرف سے قانون کی پابندی اور فرائض کی ادائیگی کا عہد و پیمان ہوتا ہے۔

بناء بریں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ استبدادی بادشاہت، آمریت اور ڈکٹیٹر شپ ناپسندیدہ چیزیں ہیں جنہیں اسلامی کہنا جائز نہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

من تامر منکم من غیر مشورة من المسلمین فاقتلوه

(مطبع الکتب الاسلامی ص ب ۳۷۷ بیروت لبنان ج۵ ص ۴۸۱)

"جو شخص مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر امیر بن گیا تو اسے قتل کرو۔"

ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

ان الامرة ما او تمر فیها وان الملک ماغلب علیه بالسیف

(ابن سعد الطبقات الکبریٰ ج۴، ص۱۱۳)

"اسلامی حکومت وہ ہے جو مشورے سے بنائی گئی ہو اور بادشاہت وہ ہے جو تلوار کے زور سے حاصل کی گئی ہو۔

Marfat.com

(۴) باصلاحیت سربراہ کا انتخاب:

اسلامی ریاست کا چوتھا اصول یہ ہے کہ ریاست کا سربراہ یعنی خلیفہ اپنے علم وعمل ،عدالت ودیانت اور قابلیت کے اعتبار سے امت مسلمہ کا ممتاز فرد ہو اسلامی ریاست اپنے مزاج کے اعتبار سے ایک اصولی اور نظریاتی ریاست ہوتی ہے اس لئے شرعاً وعقلاً لازمی ہے کہ اس کا سربراہ اسلام کا عملی نمونہ ہو یا کم ازکم ایک مومن صالح کی بنیادی شرائط پر پورا اترتا ہو ،علماء نے شرعی دلائل کی روشنی میں یہ اوصاف وشرائط بیان کی ہیں:مسلمان ہو،مرد ہو،عادل اورصالح ہو،علوم شریعت سے باخبر ہو ،بالغ اورآزاد ہو ،عاقل ہو،سلیم الاعضاء ہو،معاملہ فہم اورذی رائے ہو،دلیر اورشجاع ہو (تفصیلات کیلئے دیکھئے الماوردی کی الاحکام السلطانیہ ص۶)

(۵) عدل وانصاف اور قانونی مساوات:

اسلامی سیاست کا پانچواں اصول ہے عدل وانصاف کا قیام اورقانونی مساوات ،قرآن کریم میں اس اصول کا ذکر مختلف آیات میں ہوا ہے چند ایک آیات بطورنمونہ درج ذیل ہیں:

ان اللہ یأمرکم ان تؤدو الامانٰت إلی اھلھا وإذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل الخ (سورۃ النساء آیت۵۸)

"بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔"

ابن تیمیہ نے اپنا "رسالہ السیاسۃ الشرعیۃ فی الراعی والرعیۃ" اس آیت کی شرح وتفسیر میں لکھا ہے :ایک جگہ لکھتے ہیں کہ سیاست شرعیہ کے دواساسی اصول ہیں اداء الامانات إلی اھلھا یعنی ذمہ داریاں اورمناصب اہل لوگوں کے سپرد کرنا اور حکم بالعدل یعنی انصاف کیساتھ فیصلہ کرنا۔ (دیکھئے اسلامی ریاست ص۱۱۵)

Marfat.com

سیاسی دغابازیاں

ڈکٹیٹرشپ' دھاندلی' ہارس ٹریڈنگ اور بے بنیاد پروپیگنڈے

آج کل لوگ جس طرح ہر میدان میں دغابازی کا سہارا لیتے ہیں' اسی طرح میدان سیاست میں بھی مختلف طریقوں سے دھوکہ دہیاں شروع ہیں' انتخابات کے دوران ہر پارٹی لیڈر دھاندلی کی شکایت کرتا ہے۔ اخبارات میں ایک دوسرے پر لگائے گئے الزمات کا ہم مشاہدہ کررہے ہیں جب ایک ریاست میں انتخابی عمل دھاندلی سے پاک نہ ہوتو اس ملک کے انتخابی عمل میں شفافیت کہاں سے آئے گی۔

انتخابات میں مختلف پارٹیوں کا ایک دوسرے کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنا ڈپلومیسی کا کمال سمجھا جاتا ہے' حالانکہ اس عمل کو قرآن وسنت نے گناہ کا عمل قرار دیا ہے۔ اخلاقی طور پر یہ عمل نہایت قبیح عمل ہے' اس پروپیگنڈوں میں اپنے مخالفین کی عزت لوٹنا کوئی اہم بات نہیں ہوتی' اخبارات' رسائل وجرائد' ٹی وی کے مختلف چینلوں اور جلسے جلسوں میں اپنے مخالفین پر جملے کسنا انتخابی عمل کا حصہ گردانا جاتا ہے۔

سیاسی رشوتیں بھی انتخابی عمل میں کامیابی کی راہ تصور کی جاتی ہے۔ بھاری بھاری رقوم قوم میں تقسیم کی جاتی ہیں کہ ووٹ کے ذریعے ان کا پلڑا بھاری ہوجائے بلکہ بعض اوقات یہی سیاسی لوگ ووٹ کے لالچ پر اپنے مسلمان بھائی کو گولی مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

جب انتخابات کا عمل مکمل ہوجائے اور ایک دوسال کیلئے حکومت کی سرگرمیاں جاری رہتی تو کسی فوجی آمر کی طرف سے مارشل لاء کی مصیبت جمہوری لوگوں پر برپا ہوجاتی ہے۔ مختصر یہ کہ سیاسی عمل میں کئی تلبیسی جرائم ہیں' جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

Marfat.com

ڈکٹیٹرشپ : فرعون امریت کی بھیانک تصویر

استبدادی بادشاہت یا غاصبانہ آمریت: آمریت' استبدادی بادشاہت یا ڈکٹیٹرشپ کی بھیانک تصویر فرعون مصر تھا۔ جس کے پاس حضرت موسیٰ ؑ توحید کی دعوت لے کر گئے تھے' قرآن کریم کی آیات اور قصہ موسیٰ وفرعون کے مطالعے سے ملوکیت اور استبدادی بادشاہت یا آمریت کے جو سیاسی اصول او رلائحہ عمل معلوم ہوتا ہے' وہ دنیا کے تقریباً ہر آمرانہ نظام کا اصول اور طریقہ کار رہا ہے۔

یہاں مختصراً ان فرعونی اصول کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن سے بعد میں یہ بات بھی سامنے آجائے گی کہ اسلام نے پوری تاکید کے ساتھ ان اصولوں کی مخالفت کی اوران کو سنگین جرائم قرار دے کر اپنے پیغمبران جرائم کو ختم کرنے کے لئے مبعوث فرمائے۔

ربوبیت کا دعویٰ:

فقال انا ربکم الاعلی (سورۃ النازعات ' ۲۳)

''فرعون نے کہا' میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔''

یاایھا الملأ ما علمت لکم من الہ غیری (سورۃ القصص ۔۳۸)

''اے درباریو! میں تمہارے لئے کسی حاکم کونہیں جانتا۔سوائے میری اپنی ذات کے''

عربی زبان میں رب اور الٰہ حاکم کے معنوں میں بھی آتے ہیں ۔فرعون کے دعوائے ربوبیت اور الوہیت کا مطلب یہ تھا کہ حاکم اعلیٰ' مقتدر اعلیٰ او رماخذ قانون میں ہوں ۔ میرے حکم اور قانون پر تنقید کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔اپنی رعیت کا مالک اور آقا بھی ہوں اور پوجا و پرستش بھی میرا حق ہے۔ (اسلامی سیاست ص ۶۱)

Marfat.com

۲۔ عوام کو غلام سمجھنا:

انؤمن لبشرین مثلنا وقومهما لنا عابدین (المؤمنون ٤٧)

''کیا ہم ان دونوں کی بات مان لیں' جو ہم جیسے انسان ہیں اوران کی قوم ہماری غلامی کرتی ہے''

اس آیت میں ملوکیت اور آمریت کا دوسرا اصول بیان ہوا ہے کہ عوام کی حیثیت بادشاہ کے غلاموں کی ہے اور بادشہ کی حیثیت مالک و آقا کی ہے۔

۳: سرمائے اور دولت کو معیارِ شرافت سمجھنا:

ونادی فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملك مصر و هذه الانهار

(الزخرف ۔۵۱)

اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں ۔ بولا ۔ اے میری قوم ! بھلا کیا میرے ہاتھ میں نہیں۔حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے۔

۴: سیاسی قتل وقتال:

واذ نجینکم من ال عمران یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم ویستحیون نساء کم (الشعراء ٤١۔٤٢)

''اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ رہائی دی تھی ہم نے تم کو فرعون کی قوم سے جو تم پر ظلم کرتے تھے' یعنی تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے' اور زندہ چھوڑتے تمہاری بیٹیوں کو۔''

یہ فرعون ازم کا چوتھا اصول تھا کہ حکمران طبقے کے علاوہ باقی لوگوں کو دبایا جائے۔ پیسا جائے اور ان کی قوت کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ بادشاہت کو بچانے کے لئے ہر قسم کی خونریزی' ظلم وتشدد اور قتل وقتال اسی نظریہ سیاست کی دستوری اساس تھی۔

Marfat.com

۵: سیاسی رشوتیں دینا اور لوگوں کے ضمیر خریدنا۔

فلما جاء السحرة قالو الفرعون ءَ ان لنا لاجراً ان کنا نحن الغالبین ـقال نعم وانکم لمن المقربین (الشعراء ـ ۴۱ـ۴۲)

''پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے ۔ اگر ہم غالب رہے ۔ بولا فرعون۔ ہاں اور تم اس وقت مقربین میں سے ہوں گے''

یہ طمع و لالچ کا ہتھیار ہے ۔ جو آمریت میں عام طور پر استعمال ہورہا ہے' فرعون نے بھی موسیٰ ؑ کے مقابلے میں جادوگروں کو رشوت دے کر ان کے ضمیر خرید لئے۔ لیکن عین مقابلے کے وقت اللہ نے ان کو ایمان کی توفیق دے دی۔ اور وہ شاہ پرستی سے تائب ہوکر خدا پرست بن گئے۔

فرعونی اصول امریت اور عصر حاضر کی سیاست :

جب ہم فرعون کی آمرانہ حکومت اور عصر حاضر کے سیاسی نظام کا موازانہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ فرعون کی ڈکٹیٹر شپ کے اصولوں اور موجود سیاسی طرز عمل میں کوئی نمایاں فرق نہیں مثلاً فرعون کی حکومت میں دولت کو معیار شرافت سمجھا جاتا تھا اور اب بھی سرمایہ اور دولت وجاگیر کو معیار شرافت وفضیلت سمجھا جاتا ہے' صرف حکمران طبقہ نہیں بلکہ آج تو عوام بھی ان لوگوں کو شریف اور باوقار سمجھتے ہیں۔ جن کے پاس پیسے ہوں۔

جہاں تک سیاسی قتل وقتال کی بات ہے تو فرعون نے ایک مخصوص وقت میں بنی اسرائیل کو قتل کیا' جس کا ذکر پچھلے صفحات میں ہوا۔ اور اب تو ہمارے ملک کی رعیت

Marfat.com

اور حکمران روز قتل ہو رہے ہیں اور ایک نہ رکنے والا سلسلہ جاری ہے۔ اس بنیاد پر موجود دور میں قتل وقتال کا سلسلہ فرعون کی حکومت کے سیاسی قتل وقتال سے بڑھ کر ہے۔

فرعون کی حکومت میں جس طرح سیاسی رشوتوں کی بات ہوئی تو عصر حاضر کی سیاست میں رشوت پر ووٹ لینا اور عوامی رائے خریدنا ایک معمول بن گیا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں وہی لوگ سیاست کر سکتے ہیں جو اپنے ووٹوں کو پیسوں کے بدلے میں خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جو لوگ عوام کو پیسے دے کر ووٹ لیتے ہیں' وہی لوگ وزیر اعلیٰ' وزیر اعظم اور سینیٹر کو ووٹ دے کر بھاری رقوم وصول کرتے ہیں۔ گویا سیاسی رشوت کا یہ عمل ایک عام ووٹر سے لے کر وزیر اعظم تک تمام لوگ اس کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

فرعونی اصول امریت اور عصر حاضر کی سیاست کا موازنہ ہم مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہم مسلمانی دعویدار ہیں۔ اسلامی ریاست کے دعویدار ہیں حالانکہ یہاں کے اصول سیاست اور فرعون کے اصول سیاست میں کچھ فرق نہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ

وضع میں تم ہو ہنود اور تمدن میں یہود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

☆☆☆

Marfat.com

پارٹی منشور سے انحراف

عوام سے کئے گئے وعدوں سے انحراف بھی دھوکہ دہی

پارٹی منشور یا جلسوں میں عوام سے کئے گئے وعدوں سے انحراف سیاست میں تزویر او رخیانت کے مترادف ہے۔اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں میں بدعہدی او رخیانت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا۔ (سورة بنی اسرائیل ۔۳٤)

''عہد کی پابندی کرو۔ بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔''

آیت مذکورہ کی یہ دفعہ صرف انفرادی اخلاقیات ہی کی ایک دفعہ نہ تھی بلکہ جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تواس کو پوری قوم کی داخلی اور خارجی سیاست کا سنگ بنیاد ٹھہرایا گیا (تفسیر تفہیم القرآن' ج۲' ص ۶۱۶)

سورۃ النحل میں ارشاد ہے:

واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ان الله يعلم ما تفعلون (النمل : ۹۱)

''اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو' اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ اللہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے۔''

یہاں اوراس کے بعد والی آیات میں خصوصیت کیساتھ عہد شکنی کی اس بدترین قسم پر ملامت کی گئی ہے جو دنیا میں سب سے بڑھ کر موجب فساد ہوتی ہے اور جسے بڑے بڑے اونچے درجے کے بعض لوگ بھی کارثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنی قوم سے داد پاتے ہیں۔

قوموں او رگروہوں کی سیاسی معاشی او رمذہبی کشمکش میں یہ آئے دن ہوتا رہتا ہے کہ ایک قوم کا لیڈر ایک وقت میں اپنی قوم سے ایک معاہدہ کرتا ہے' اور دوسرے وقت

Marfat.com

میں محض اپنے مفاد کی خاطر یا تو اسے علانیہ توڑ دیتا ہے یا درپردہ اس کی خلاف ورزی کر کے اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے' اور اس طرح کی چالبازیوں کو ڈپلومیسی کا کمال سمجھا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر متنبہ فرماتا ہے۔ کہ معاہدہ دراصل معاہدہ کرنے والے شخص اور قوم کے اخلاق و دیانت کی آزمائش ہے اور جو لوگ اس آزمائش میں ناکام ہوں گے وہ اللہ کی عدالت میں مواخذہ سے نہ بچ سکیں گے۔

مختصر یہ کہ زندگی کے ہر شعبے میں خواہ وہ سیاست ہو' یا عام قسم کا قول و قرار خواہ وہ انتخابی یا سیاسی منشور کی صورت میں ہو' یا تقریر کی صورت میں' کسی سے جو بھی وعدہ کر لیا جائے اس کو پورا کرنا حکم الٰہی اور راست باز کا شعار ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت بار بار فرمایا۔

ان اللہ لا یخلف المعیاد (سورۃ روم : ۱)

ومن اوفی بعھدہ من اللہ (سورۃ الرعد: ٤) وغیرہ

جس طرح اللہ اپنے وعدے کا سچا اور اپنے عہد کا پکا ہے اسی طرح اس کے بندوں کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ وہ کسی سے جو وعدہ کریں' وہ پورا کریں۔ اور جو قول و قرار کریں اس کے پابند رہیں۔ سمندر اپنا رخ پھیر دے تو پھیر دے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ٹل جائے مگر کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ منہ سے جو کہے اس کو پورا نہ کرے اور کسی سے جو قول و قرار کرے اس کا پابند نہ رہے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی ایک مشہور حدیث میں فرمایا ہے اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ ہر خطبہ میں اس کو ضرور فرمایا کرتے تھے۔ لادین لمن لا عھد لہ ۔ یعنی جس میں عہد نہیں اس میں دین نہیں۔

مختصر یہ کہ ''قول و قرار'' کو جو بندہ خدا سے کرتا ہے یا بندہ بندے سے کرتا ہے' پورا کرنا حق اللہ اور حق العباد کو ادا کرنا ہے جس کے مجموعے کا نام دین ہے۔ اب جو اس عہد کو پورا نہیں کرتا وہ دین کی روح سے محروم ہے۔ (سیرۃ النبی' ج ٦' ص ٤٥٥)

Marfat.com

سیاسی پروپیگنڈہ

سیاست کے میدان میں اترنے کے بعد بعض حضرات اپنی کامیابی کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ ان میں سے ایک حربہ غلط پروپیگنڈہ ہے۔ پروپیگنڈہ دراصل ایسے جھوٹے سچے خیالات کی اشاعت ہے، جنہیں لوگوں سے قبول کروانا مقصود ہو۔ یہ عوام کے سامنے ایسے حقائق اوران کے نتائج و تجزیئے کو پیش کرنا ہے جن سے رائے عامہ کا رُخ کسی خاص سمت موڑا جاسکے۔

عام سیاستدانوں کے علاوہ آمرانہ حکومتیں اس کے بل بوتے پر ہی زندہ رہتی ہیں، وہ عوام کو یہ کامیاب تاثر دیتی ہیں کہ ان کا نظام عین جمہوری، اسلامی اور فائدہ عوام کے لئے ہے۔

واضح رہے کہ پروپیگنڈہ کرنے کے دو طریقوں میں سے ایک طریقہ (جس کو مثبت پروپیگنڈہ یا تشہیر کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے صرف اپنا پروگرام، منشور، نظریات ومقاصد عوام تک پہنچائے جاتے ہیں) جائز بلکہ بظاہر مستحسن ہے، تاہم یہاں پروپیگنڈے کا منفی طریقہ (جس کے ذریعے اپنا پروگرام بیان کرنے کی بجائے فریق مخالف کی خامیاں پیش کر کے عوام کی نگاہوں سے گرایا جاتا ہے) زیر بحث ہے۔ اس قسم کے پروپیگنڈے میں جھوٹ کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ گواس کی بنیاد نازی ڈاکٹر گوبلز کے قول پر ہوتی ہے کہ جھوٹ اتنا مسلسل بولا کر کہ لوگ اسے سچ جاننے لگیں۔

بے بنیاد پروپیگنڈے کے منکرات:

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ انتخابات کا ہنگامہ ہمارے معاشرے میں بے شمار گناہوں اور بدعنوانیوں کا ایسا طوفان لے کر آتا ہے جس کی ظلمت پورے ماحول پر چھاتی جاتی ہے۔ اوراس میں شریعت، اخلاق شرافت اور مروت کی بنیادوں

Marfat.com

پر متواتر ضربیں لگتی ہیں کہ پورا ملک لرز کر رہ جاتا ہے۔ان گناہوں اور بدعنوانیوں کا انتہائی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دلوں سے ان گناہوں کے گناہ ہونے کا احساس مٹتا جارہا ہے اور اقتدار طلبی کی اس اندھی دوڑ میں سب کچھ شیر مادر بن کر رہ گیا ہے۔ اور چونکہ معاشرے میں ان برائیوں کا چلن کسی روک ٹوک کے بغیر اتنا عام ہوگیا ہے کہ اب کوئی ان برائیوں کے خلاف بولتا بھی نہیں۔ اس لئے ایسے حضرات کوان کے برا یا گناہ ہونے کا خیال ہی نہیں آتا جن کی نیت جان بوجھ کر برائی کرنے کی نہیں ہوتی (مقالات ج۲ص۲۹۶)

لہٰذا اس کتاب میں ایسی برائیوں اور منکرات کا ذکر اس جذبے سے کیا جارہا ہے کہ جواللہ کا بندہ ان گناہوں سے بچ سکے وہ بچ جائے اوردیگر لوگوں کے دلوں میں کم ازکم ان کے گناہ اور برائی کا احساس پیدا ہوجائے۔بے بنیاد پروپیگنڈے کے چند منکرات حسب ذیل ہیں:

۱: فریق مخالف کے لئے نفرت کی فضاء پیدا کرنا:

عام طور پر پروپیگنڈہ کرنے والے کچھ نفسیاتی حربے بھی استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے حق میں کچھ زیادہ بہتر نتائج حاصل کرسکیں۔ فریق مخالف کیلئے نفرت کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں، جس کیلئے عجیب عجیب اصطلاحات اختیار کرتے ہیں، مثلاً اسے وطن دشمن، غدار، اقتدار کا بھوکا، سرمایہ دار اور کمیونسٹ وغیرہ کہا جاتا ہے۔

۲: عوام میں اپنی ہمدردی کے جذبات ابھارنا:

اپنے لئے عوام میں ہمدردی کے جذبات پیدا کرنا چاہتے ہیں، جس کیلئے وہ آزادی امن وانصاف، انقلاب، مساوات اور جمہوریت وغیرہ کے داعی اور محافظ بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

Marfat.com

۳: حقائق کو مسخ کرنا:

تنقیدی ذہن کے حامل لوگوں کی تنقید سے بچنے کے لئے حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نئے اور ہنگامی قسم کے مسائل چھیڑ دیتے ہیں۔

۴: عوامی نفسیات کو دھوکہ دینا:

عوامی نفسیات کو دھوکہ دینے کیلئے بعض اوقات یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جاتا ہے کہ عوام اس کے ساتھ ہیں یہ عوام کی آواز ہے۔ ۹۰ فیصد عوام کا مطالبہ وغیرہ' پھر اس تاثر کو مزید گہرا کرنے کے لئے جعلی انجمنوں کی طرف سے تائیدی بیانات آنے لگتے ہیں۔

۵: اپنی پذیرائی کے لئے محترم اشخاص کا نام استعمال کرنا

کسی وقت پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے عوام کی کسی محترم شخصیت کے نام کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ فلاں قائد کے مشن کی تکمیل کی جارہی ہے وغیرہ

ظاہر ہے ایسا کرنا اسلامی قانون کی روشنی میں حرام اور تلبیسی جرائم میں شامل ہے' کیونکہ اسکی بنیاد میں جھوٹ' دھوکہ' غیبت اور ریاکاری جیسے ناپسندیدہ اور قبیح امور شامل ہیں جو کسی بھی صورت میں قابل عمل اور قابل احترام نہیں۔دل کی ان بیماروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولئک الذین یعلم اللہ مافی قلوبھم (النساء: ۹)

''یہ وہ ہیں جن کے دل کا حال اللہ جانتا ہے''

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

ان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عنداللہ کذابا (بخاری۔ج ۱' ص ۹۰۰)

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ دوزخ کی طرف لے

Marfat.com

جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

ارشاد باری ہے: ان الله لا یهدی من هو کذب کفار (الزمر-۱)

''بیشک اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہا' اور احسان نہیں مانتا۔''

۶: ریا کاری:

پروپیگنڈے کا ایک جزو ریا کاری ہے' یعنی جو نہیں ہے' اپنے کو وہ دکھانے کی کوشش کرنا۔ یہ عملاً جھوٹ ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر پوچھا کہ

یارسول الله 'ان لی جارة تعنی ضرة هل علی جناح ان تشبعت لها بسالم یعط زوجی قال التشبع بما لهم یعط کلابس ثوبی زور (ابوداؤد'ص ۲۸۲)

''یارسول اللہ' میری ایک پڑوسن (سوتن) ہے کیا اگر میں یہ ظاہر کروں کہ مجھے شوہر نے یہ دیا' یہ دیا' اور واقعہ ایسا نہ ہو بلکہ صرف اسے جلانا مقصود ہو' تو کیا یہ بھی گناہ ہے۔ فرمایا جو جتنا نہیں دیا گیا' اتنے کا دکھاوا کرنے والے جھوٹ کے دو جامے پہنے والے کی طرح ہے۔''

۷: بہتان طرازی:

پروپیگنڈے کا ایک جز بہتان ہے' بہتان یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو مجرم ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف ناکردہ گناہ یا برائی منسوب کی جائے یہ بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے جو شرافت کے خلاف ہے۔

کسی مسلمان کو معمولی تکلیف پہنچانا بھی بری بات ہے' پھر ناحق اس پر جھوٹا الزام رکھ کر اس کو دلی تکلیف پہنچانا کتنی بری بات ہے۔ ارشاد ہے:

''اور جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بن کئے (تہمت لگا کر) تکلیف پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لادا'' (الاحزاب:۷۰)

۸: غیبت اور بدگوئی:

پروپیگنڈے کا ایک اور جز' غیبت اور بدگوئی ہے' جو سراسر اسلام کے خلاف ہے' کیونکہ

Marfat.com

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی عزت و آبرو محفوظ رہے اور ان کے باہمی تعلقات خوشگوار ہیں۔ اس بناء پر جن بداخلاقیوں سے مسلمانوں کی عزت و آبرو کو صدمہ پہنچتا ہے اوران کے تعلقات میں ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ شریعت نے ان کی ممانعت کی ہے۔

ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم (الحجرات : ۲)

"اور تم میں سے کوئی کسی کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ بات گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے اور اللہ سے تقویٰ کرو۔ بے شک اللہ رجوع کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

ایک حدیث میں ہے کہ شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے' اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا' یہ کون لوگ ہیں' بولے یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت و آبرو لیتے تھے' ایک بار سخت بدبو پھیلی تو حضور ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں (سیرت النبیؐ جلد ۶' ص ۶۱۹)

ایک حدیث میں ایک نکتہ ہے اور وہ یہ کہ غیبت کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دوسرے کے عیوب کی تشہیر و تفضیح کی جائے' اس لئے جس طرح غیبت کرنے والے لوگوں کے عیوب کو عام طور پر پھیلاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے اس عمل کی نجاست اور گندگی کی بو بھی دنیا میں پھیل کر ان سے متنفر کرتی ہے۔ اس نکتہ کو آپؐ نے دوسری حدیث میں بلاتشبیہ و تمثیل نہایت واضح طور پر بیان کیا اور فرمایا کہ

اے لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو' لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے' نہ مسلمانوں کی غیبت کرو' نہ ان کے عیوب تلاش کرو' کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا' اللہ بھی اس کے عیوب تلاش کرے گا۔ اور خدا جس کے عیوب کی تلاش کرے گا خود اس کے گھر کے اندر اسے رسوا کردے گا

(ابوداؤد' کتاب الادب' باب فی الغیبه)

Marfat.com

دھاندلی

دھاندلی حددرجہ قبیح فعل ہے اس کو اگر جسم فرض کیا جائے تو خیانت' دھوکہ اورغصب اس کے اعضائے رئیسہ ہوں گے۔ یہ ناقابل معافی اور سنگین جرم ہے' کیونکہ یہ پوری قوم کے ساتھ بددیانتی کے علاوہ انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے کے مترادف ہے اسلام نے تقویٰ انصاف اورحسن سلوک کا سبق دیا ہے۔جبکہ دھاندلی بالکل اس کی ضد ہے۔

قرآن کے جامع احکامات میں سے ایک یہ ہے کہ

ان اللہ یامرکم ان تؤدوالا مانت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل الآیہ (النساء۔۵۸)

''مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کردو' اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو' تو عدل کیساتھ کرو۔''

امانت کا دائرہ بہت وسیع ہے' اہلِ تفسیر کی تصریحات کے مطابق اس کی وسعت میں وہ امانت الہیٰ بھی داخل ہے۔جس کا نام عدل وانصاف ہے اور جو حاکموں کو اپنی رعایا کے حقوق کو ادا کرنے پر مجبور کرتا ہے اور وہ تمام امانات بھی اس میں داخل ہیں جن کو ان کے مالکوں کے سپرد کرنا ضروری ہے۔ (سیرۃ النبی ج ۶' ص ۴۱۲)

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ امانت کا دائرہ صرف روپے پیسے اور مالی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ ہرسیاسی' قانونی' انتخابی اور اخلاقی امانت تک وسیع ہے۔

ووٹ ایک قومی امانت ہے' اس کا صحیح استعمال ووٹ دینے والے کا فریضہ ہے' لیکن اس

Marfat.com

کے مطابق فیصلہ کرنا ارکان حکومت کا کام ہوتا ہے۔ اب امانت میں خیانت (جس کو عرف عام میں دھاندلی کہا جاتا ہے) گویا پوری قوم کیساتھ خیانت ہے جو آیت بالا کی رو سے حرام اور ناجائز ہے۔ سورہ بقرہ میں واضح حکم ہے:

فلیؤد الذی اؤتمن امانته و لیتق الله ربه (سورۃ البقرہ۔ ۳۹)

''جو امین بنایا گیا اس کو چاہیے کہ اپنی امانت ادا کرے اور چاہیے کہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرے۔''

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی امانت دی جائے مثلاً الیکشن میں ووٹ وغیرہ تو چاہیے کہ اس میں مکروفریب' حیلے حوالے' دھوکہ دہی' تلبیس و تزویر سے کام نہ لیا جائے یا اس میں بلااجازت کوئی تصرف نہ کیا جائے' کیونکہ ایسا کرنے کا نام خیانت ہے جس کی ممانعت اسلام نے برملا کی ہے۔

لا تخونوا امانا تکم وانتم تعلمون (سورۃ الانفال ۔ ۳)

''اور اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو۔''

تفصیل بالا کی روشنی میں اب یہ بات طے ہے کہ دھاندلی خیانت ہے او رخیانت اسلام کی نظر میں ممنوع اور گھناؤنا جرم ہے۔ بناء بریں ایسا کرنے والے کے لئے سبق آموز تعزیری سزا کی ضرورت ہے۔ جس کو دیکھ کر باقی لوگ اس جیسے تلبیسی جرائم کے ارتکاب سے رک سکیں۔

Marfat.com

ہارس ٹریڈنگ

سیاسی جرائم میں سے ایک جرم یہ ہے کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز سینیٹروں پر اپنا ووٹ بیچ دیتے ہیں۔اس عمل کے لئے ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح متعارف ہوئی۔ ووٹ ایک رائے ہے' ایک شہادت ہے' اس کو بیچنا اور اس پر پیسے لینا حرام ہے۔ چاہے وہ ایک عام آدمی کیلئے ہو یا کسی بڑے لیڈر کے لئے ۔ شرعی نقطہ نظر سے ضرورت کے موقع پر شہادت چھپانا حرام ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولا تکتمو الشهادة ومن یکتمها فانه اثم قلبه

''اور تم نہ چھپاؤ اور جو شخص گواہی کو چھپائے اس کا دل گناہ گار ہے''

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کتم شهادة اذا دعی الیها کان کمن شهد بالزور (طبرانی' ج۱' ص۶۲)

''جس کسی کو شہادت کیلئے بلایا جائے' پھر وہ اسے چھپائے تو وہ ایسا ہے جیسے جھوٹی گواہی دینے والا۔''

ان واضح ارشادات سے یہ بات واضح ہوئی کہ ووٹ گواہی ہے۔ اس کا چھپانا اور اس کو بیچنا حرام ہے' ان احکامات کی روشنی میں سیاسی منڈیوں میں بڑے بڑے لیڈروں کی خرید وفروخت (جسے ہم ہارس ٹریڈنگ کہتے ہیں) نہایت قبیح عمل ہے۔ افسوس کہ ہمارے وہ نمائندے جن کو لوگ منتخب کر کے پارلیمنٹ بھیجتے ہیں' وہی لوگ اپنی عزت کو پیسوں کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔ گویا وہ ایک ووٹ نہیں بلکہ جتنے لوگوں نے ان کو ووٹ دیا ہے' وہ سب کے سب اس میں شامل ہیں۔صوبہ خیبر پختونخوا کے مشہور خطیب اور مقرر حضرت مولانا محمد امیر (المعروف مولانا بجلی گھر) فرمایا کرتے تھے کہ سیاسی منڈیوں میں قوم کے معززین کی خرید وفروخت قوم کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے' خرید وفروخت تو مویشی منڈیوں میں بڑے بڑے بیلوں کی ہوا کرتی ہے' بڑے بڑے انسانوں اور قوم کے لیڈروں کا بیچنا انسانیت نہیں حیوانیت ہے۔انسان کی آزادی کا مقصد یہی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے آزاد ہوگا' چاہے سیاسی لحاظ سے یا سماجی لحاظ سے۔ پارلیمنٹ میں جب انسانوں کی خرید وفروخت کا یہ سلسلہ جاری ہوجائے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

Marfat.com

عصر حاضر کی سیاست نبوی سیاست کے آئینے میں

اسلام ہماری انفرادی زندگی کی طرح اجتماعی زندگی کا بھی دین ہے۔حضورﷺ نے ۲۳سال کی مدت میں خالص اسلامی طرز سیاست کی بنیاد پر پوری قوم کو نہ صرف یہ کہ ''بنیان مرصوص'' بنادیا بلکہ صدیوں سے پرورش پانے والے اسباب نزاع و اختلاف بھی ختم کردیئے۔ ظاہری وحدت کے ساتھ باطنی عقائد و نظریات میں ہم آہنگی پوری انسانیت کے لئے اتحاد و تنظیم کا ایک نمونہ و پیغام اور محشر بانی کے مقام سے واقعات کی دنیا میں جہاں بانی کے مقام تک پہنچا دیا۔ حضورﷺ ہی کی تربیت یافتہ قوم نے بلا استثناء دنیا کی قوموں کو سیاست اور جہاں بانی کا درس دیا۔

نسلی لسانی اور جغرافیائی سیاست:

اسلامی سیاست کی ترویج اور انسانیت کی وحدت کی تشکیل میں نبوی سیاسی طریقہ کار یہ تھا کہ آپؐ نے نہ تو مروجہ عالمی طرز سیاست کی طرح قومی' نسلی' لسانی اور جغرافیائی تعصّبات سے کوئی فائدہ اٹھایا' اور نہ کسی بڑے واقعی یا فرضی دشمنی کے ہوّے سے لوگوں کو ڈرایا۔

آج دنیا میں جتنے بھی ممالک ہیں' چھوٹے یا بڑے' یا جتنے مدبر اور سیاستدان ہیں ان میں سے اکثر اپنے مقاصد کے حصول اور سیاسی منصوبوں کی تکمیل میں انہی نسلی لسانی اور جغرافیائی محرکات سے کام لے رہے ہیں۔مگر حضورؐ نے ان چیزوں سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کی بجائے انہیں ایک فتنہ قرار دیا۔اور اپنے عمل سے اس کی کامیاب بیخ کنی فرمائی۔ اور اس کے مقابلے میں امت کو صرف خدا کی بندگی و اطاعت' عالمگیر انسانی اخوت' ہمہ گیر عدل و انصاف اور خوف آخرت کے محرکات کو جگایا۔ان پاکیزہ اور اعلیٰ محرکات اور مساعی جمیلہ سے ایک بہترین امت ظہور میں آگئی' جسے قرآن کریم میں خیر الامم قرار دیا گیا۔

Marfat.com

اصول کی سیاست:

حضورﷺ کی سیاست کا ایک اہم اور امتیازی پہلو یہ تھا کہ آپ جن اصولوں کے داعی بن کر اٹھے' وہ اصول فرد و معاشرہ اور قوم کی ساری زندگی پر حاوی تھے' لیکن آپؐ نے اپنے اصولوں کے مقابلہ میں کبھی بھی دوست و دشمن کا فرق کئے بغیر کوئی لچک قبول نہیں فرمائی۔ سختی' مصیبت یا کسی بھی ابتلاء سے دب کر کسی بھی اصول کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ کرنا گوارا نہ فرمایا۔ کوئی پیش کش' کوئی لالچ اور کوئی چیلنج آپ کو اپنے کسی بھی موقف سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

دغابازی سے پاک سیاست:

حضورﷺ کی سیاست پوری دنیا کے لئے ایک نمونہ اور مثال تھی۔ عبادت کی طرح آپ کی سیاست بھی ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک تھی۔ مروجہ سیاست میں وہ بہت سی چیزیں مباح اور مستحسن سمجھی جاتی ہیں۔ جو شخصی زندگی میں مکروہ' قبیح یا حرام ہوتی ہیں' روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ معاشرہ میں ذاتی غرض کے لئے جھوٹ بولنا' چالبازیاں کرنا' عہد شکنیاں' فریب دہی' حقوق کا غصب معیوب قرار دیا جاتا ہے۔ مگر بعض لوگ اسے سیاست کے میدان میں اپنا کمال اور سیاست کا حصہ سمجھتے ہیں حالانکہ حضورﷺ نے ایک عام شخص کے مقابلے میں ایک صاحب اقتدار اور بادشاہ کے جھوٹ کو کہیں زیادہ سنگین قرار دیا ہے۔ حضورﷺ بھی ان تمام مراحل سے گزرے جن سے ایک مدبر اور سیاستدان کو گزرنا پڑتا ہے' آپؐ نے طویل عرصہ مظلومیت اور مہاجرت میں گزارا۔ اور کم و بیش اتنا ہی عرصہ اقتدار اور حکومت کا گزارا۔ حریفوں اور حلیفوں سے سیاسی قومی اور تجارتی معاہدے کئے۔ وفود سے ملاقاتیں' سیاستدانوں سے مذاکرات اور مختلف حکومتوں سے معاملات طے فرمائے۔ مگر سب جانتے ہیں کہ آپؐ نے کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کیا۔ کسی بات کی غلط تاویل

Marfat.com

کرنے کی کوشش نہیں کی کوئی بات کہہ چکنے کے بعد انکار نہیں کیا۔ دشمنوں کے ساتھ بدترین حالات میں بھی انصاف کیا، مگر اس سب کچھ کے باوجود حضورؐ کو اپنی سیاست میں کبھی بھی ناکامی کا تجربہ نہیں ہوا۔

خالص اسلامی سیاست کی برکت:

یہ خالص اسلامی سیاست، نبوی تعلیمات اور دیانت کا اعجاز تھا کہ عرب کے ہر گوشہ میں عدل وانصاف کی حکومت قائم ہوئی۔ اپنے سے کئی گناہ بڑی سیاسی طاقت کفار ومشرکین کا زور توڑا کہ فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے فی الواقع گھٹنے ٹیک دیئے۔

سیاسی رجال کار کی تربیت:

آپؐ کے تدبر اور سیاست کا بنیادی ہدف رجالِ کار کی تربیت اور عالمی قیادت کے لئے ایک جماعت کا تیار کرنا تھا، جو آپ کے برپا کردہ انقلاب کو آپؐ ہی کے نہج پر آگے بڑھانے، مستحکم کرنے اور سیاسی اور اجتماعی زندگی میں اس کے مقتضیات کو بروئے کار لانے کے لئے ہر طرح اہل ہو۔ چنانچہ آپؐ کی رحلت کے بعد آپؐ کے نظام اورانقلابی کام نے تین براعظموں میں اپنی جڑیں مضبوط کیں۔

☆☆☆

Marfat.com

ناجائز حیلے اور دغا بازی

حیلہ کے لغوی معنی ہیں مکر، تدبیر، بہانہ۔

شرعی مفہوم: شریعت میں اسکا مفہوم کچھ یوں ہے کسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوئی پوشیدہ راستہ اختیار کرنا۔ عرف عام میں حیلہ سے مراد یہ ہے کہ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کیا جائے۔ خواہ وہ مقصد شریعت میں ناجائز ہو، یا عقل و عادت اس کو ناجائز سمجھتی ہو، جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے، فلاں شخص حیلہ ساز یعنی مکار ہے اور فلاں آدمی لوگوں کو حیلے یعنی تدبیریں سکھاتا ہے۔

حیلہ کی قسمیں:

حیلہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جائز حیلے (۲) ناجائز حیلے

دراصل حیلہ کے جائز یا ناجائز ہونے کا تعلق مقاصد سے ہے کیونکہ مقصد بھی دو قسم کا ہوتا ہے جائز اور ناجائز مقصد۔ تو جائز مقصد حاصل کرنے کے لئے جو راستے اختیار کئے جاتے ہیں تو یہی راستے حیلے ہیں۔ اور یہ جائز ہیں بلکہ کبھی کبھار جواز کی حد سے بڑھ کر وجوب یعنی ضرورت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی پر حج بیت اللہ فرض ہو جائے تو اس کیلئے سفر اختیار کرنا ضروری ہے۔ اسی طریقہ سے میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا فرائض میں سے ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حج کیلئے سفر اختیار کرنا اور احرام باندھنا اسباب اور حیلے ہیں مگر یہ جائز بھی ہیں اور ضروری بھی۔

اسی طریقہ سے روزمرہ کی زندگی میں لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں، گوکہ یہ بھی اہم ترین مقاصد میں سے ایک ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ

Marfat.com

خریدنے والا پیسے دے اور بیچنے والا مبیعہ یعنی وہی چیز حوالے کرے جو اس نے فروخت کی ہے یہ اسباب اور حیلے ہیں جن سے ہم روزہ مرہ کی زندگی میں اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں، لیکن شریعت میں یہ حیلے جائز بلکہ مستحسن ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حیلہ کا اطلاق جائز و ناجائز دونوں پر ہوتا ہے۔ مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے عوام کے نزدیک حیلے کا اطلاق عموماً اس صورت پر ہوتا ہے جو کسی ناجائز مقصد کے حصول کیلئے اختیار کیا جائے۔

مطلق حیلے کا اطلاق ناجائز حیلے پر:

فقہاء بھی اکثر مقامات پر حیلے کا اطلاق اس حیلے پر کرتے ہیں جو ناجائز اور مذموم ہیں۔

غلب استعمال الحیل فی عرف الفقهاء علی ا لنوع المذموم۔

(اعلام الموقعین ج۳، ص ۳۰۴)

اس کی دلیل حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے

قال النبی ﷺ لا ترتکبوا مارتکبت الیهود فستحلوا محارم الله بادنی الحیل

(اعلام الموقعین ج۳، ص ۳۰۵)

"تم ان راستوں اور اعمال کو اختیار مت کرو جو یہود نے اختیار کر لئے تھے، کہ تم بھی معمولی حیلوں بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال سمجھو۔"

حدیث بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام کو حلال بنانے کے لئے جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا ہے۔ اسی حدیث کو سامنے رکھ کر فقہاء عام طور پر ماسوائے چند صورتوں کے حیلے کو مذموم اور ممنوع حیلے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

جائز حیلے سے فائدہ نہ لینا اور ناجائز سے لینا مذموم:

یہاں ایک ضروری بات یاد رکھنے کی ہے کہ جس طرح شریعت یا عرف اس شخص

Marfat.com

کی مذمت کرتا ہے جو مذموم اور ناجائز حیلے استعمال کرتے ہوئے اپنے مقصد کے حصول کیلئے سرگرداں ہے' اسی طرح وہ شخص بھی قابل مذمت ہے جو اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی جائز حیلہ اور راستہ استعمال نہیں کرتا اور اس طرح وہ اپنا جائز مقصد حاصل کرنے سے بھی رہ جاتا ہے' اور جس طرح اس شخص کو جو ناجائز حیلے استعمال کرتا ہے مکار اور حیلہ باز یا دھوکہ باز کہا جاتا ہے' اسی طرح اس دوسرے شخص کو بیکار سمجھا جاتا ہے۔

ناجائز حیلے اسلامی قانون کی روشنی میں:

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ اسلامی قانون میں ناجائز حیلوں کی حیثیت کیا ہے' اگر شریعت کے ان دلائل پر جو مسلمہ اور متفقہ ہیں۔ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بلاشک وشبہ ناجائز حیلے ناجائز اور حرام ہیں۔ جس کے لئے شریعت اسلامیہ میں دلائل موجود ہیں۔ قرآن وسنت اور اجماع وعقل چاروں ہی ناجائز حیلوں کی حرمت کے قائل ہیں۔ انہی دلائل کا آئندہ چند صفحات میں مختصراً تذکرہ ہوگا۔

(۱) قرآن مجید میں ناجائز حیلوں کی حرمت کے واضح دلائل موجود ہیں۔ سورہ مدثر میں ہے کہ

ولا تمنن تستكثر ''کسی کے ساتھ ایسا احسان نہ کرنا کہ تم زیادتی کے طلبگار ہو''

قال المفسرون من السلف ومن بعدهم لاتعط عطاء تطلب اكثر منه وهوا ان تهدى يهدئ اليك اكثرمن هديتك (اعلام الموقعين ج۳' ص ۲۲۲)

''یعنی متقدمین اور متاخرین مفسرین نے اس آیت کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ آپ کسی کو ایسا ہدیہ پیش نہ کریں کہ آپ اس سے زیادہ کی توقع رکھتے ہوں کہ آپ اسکو کوئی تحفہ پیش کریں اور پھر اس سے زیادہ اور بہتر کی توقع رکھتے ہوں۔''

قرآن حکیم نے صیغہ نہی سے اس فعل کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ بہتر اور زیادہ

Marfat.com

کے حصول کے لئے ایک حیلہ ہے' اس حیلے کے عدم جواز کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے' اس میں تعاون اور ہمدردی کا جذبہ مفقود ہے' نیز یہ کہ اس میں مقصد کا حصول لالچ اور دھوکے سے ہی ممکن ہے۔

قرآن کریم کی دیگر چند ایک آیات سے بھی حیل کی حرمت واضح ہے اس حرمت کی طرف جابجا مفسرین نے اشارہ کیا ہے۔ تفسیر روح المانی نے آیت ولقد علمتم الذین اعتدوامنکم فی السبت سے حیل کی حرمت پر استدلال نقل کیا ہے۔

واستدل بهذه الاية على تحريم الحيل فى الامور التى لم تشرع كاالرباء (روح المعانی ج۱'ص۲۸۲)

حرمت حیلہ حدیث کی رو سے : احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ حیل کی حرمت پر موجود ہے اس سلسلے میں ابن قیم الجوزی رقمطراز ہیں :

ومما يدل على تحريم الحيل قوله ﷺ صيد البر لكم حلال مالم تصيدوه اويصاد لكم

"یعنی ان دلائل میں سے جو حیلوں اور بہانوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں' حضورؐ کا یہ ارشاد بھی ہے' خشکی کا شکار تمہارے لئے حلال ہے' جبتک کہ تم اسے شکار نہ کرو یا تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے۔"

یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر حاجی احرام کی حالت میں شکار کرے تو اس شکار کا گوشت اس کے لئے حرام ہے لیکن حدیث کا یہ حصہ کہ

اویصیدلکم یااویصاد لکم "یعنی کہ تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے۔"

اس کا مطلب محدثین یوں بیان کرتے ہین کہ شکار حاجی کے حکم پر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ محرم کے لئے شکار کی طرف دلالت اور اشارہ دونوں ایسے ہی حرام ہیں' جیسا کہ خود شکار کرنا اس کے لئے ممنوع ہے۔ دلالت سے مراد یہ ہے کہ شکاری کو یہ بتایا

Marfat.com

جائے کہ فلاں جگہ جا کر شکار موجود ہے' اس کو شکار کرو اور اشارہ سے مراد یہ ہے کہ سامنے دکھلا کر بتا دے کہ اس کو پکڑ لو۔

حدیث کے اس مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ محرم کی دلالت اور اشارے پر شکار کرنا ایسا ہے' جیسا کہ خود اس نے شکار کیا ہو' وجہ صاف ظاہر ہے کہ محرم نے شکار کے لئے ایک ایسا حیلہ استعمال کیا ہے جو بہر صورت درست نہیں۔

حرمت حیل پر اقوال صحابہ:

وذکر حرب عن ابن عباس اذا اسلفت رجلاً سلفاً فلاتا خذمنه هدية ولا رعاية رکوب دابة (اعلام الموقعين' ج۳' ص ۲۲۱)

''حرب سے ابن عباس روایت کرتے ہیں: جب تم نے کسی شخص کو قرض دیا' تو اس سے کوئی تحفہ قبول مت کرو اور نہ اس سے سواری مانگو۔

یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ اسلام میں تحفہ دینا اور لینا جائز ہے' لیکن ابن عباس نے اس لئے منع کیا کہ ابھی تک قرض ادا نہیں ہوا تو قرضدار اگر صاحب حق کو کوئی تحفہ پیش کرے تو اس سے سود کا راستہ کھلتا ہے' لہٰذا ابن عباس نے اس قسم کے حیلے سے منع کیا ہے اگرچہ صاحب حق اور قرضدار کے درمیان سود کا معاہدہ نہیں ہوا۔ لیکن یہ سود کا ایک راستہ اور حیلہ ہے جس کا سد باب ضروری ہے۔

حرمت حیل اور اجماع صحابہ:

دمما یدل علی التحریم ان اصحاب رسول الله اجمعوا علی تحریم هذه الحیل وابطالها واجماعهم حجة قاطعة (اعلام الموقعین' ص ۲۲۲)

''ناجائز حیلوں کے حرام ہونے پر حضورؐ کے صحابہ کا اتفاق ہے اور ان کا اتفاق ایک

Marfat.com

مضبوط دلیل ہے۔"

یعنی اگر کوئی مسلمان عورت کو تین طلاق دے' تو اس سے عورت مغلظہ بن جاتی ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے یہ عورت کسی اور کے نکاح میں چلی جائے اور یہ دوسرا شوہر اس کے ساتھ ہم بستری کرے اور پھر وہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے' تب وہ پہلے خاوند اس عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ یہ ہے وہ جائز طریقہ جو اسلام نے بتایا ہے لیکن اس عورت کو اگر اس شرط پر دوسرے خاوند کے نکاح میں دیا جائے' کہ وہ اس کے ساتھ نکاح اور جماع کر کے فوراً طلاق دے دے گا تاکہ وہ پہلا خاوند اس کے ساتھ نکاح کر سکے۔ تو یہ حیلہ حرام اور ناپسندیدہ ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لعن اللہ المحلل والمحلل له (ابوداؤد' ص ۲۸۴)

یعنی حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جاتا ہے' دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ کیونکہ یہ نکاح مسنون کے لئے ایک حرام حیلہ اور بہانہ ہے۔

صحابہ کرامؓ جو مرجع خلائق تھے' اور جن کے فتاویٰ اور اقوال کے سامنے ہر مسلمان سر تسلیم خم کر دیا کرتا ہے' ان میں سے کبھی کسی نے حیلے کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ بلکہ انہوں نے لوگوں کو اس قسم کے حیلوں سے سختی سے منع کیا ہے۔

حرمت حیل اور فقہا:

فقہاء نے بھی اس سلسلے میں صحابہؓ کے قدم پر قدم رکھا۔ وہ بھی ناجائز حیلوں کے عدم جواز پر تقریباً متفق ہیں۔ (اعلام الموقعین' ج ۳' ص ۲۲۴)

فان الفقہاء السبعة وغیرهم من فقها ء المدینة الذین اخذ واعن زید بن ثابت وغیرهم متفقون علی ابطال الحیل وکذلك اصحاب عبداللہ بن مسعودمن اهل الکوفة وکذلك اصحاب فقهاء البصرة کابوب وابی الشعثاء والحسن وابن سیرینو کذلك اصحاب ابن عباس

Marfat.com

''پس مدینہ کے سات فقہاء اور دیگر علماء جنہوں نے زید بن ثابت اور دوسرے علماء سے علم حدیث حاصل کیا ہے' وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حیلے باطل ہیں اسی طرح کوفہ کے علماء میں سے عبداللہ بن مسعود کے ساتھی۔ بصرہ کے فقہاء مثلاً ایوب' ابو شعثاء حسن اورابن سیرین وغیرہ۔

قال الامام احمد فی روایۃ موسیٰ بن سعید الزندانی لایجوز شیئی من الحیل (اعلام الموقعین' ج۳'ص ۲۲۵)

امام احمد موسیٰ بن سعید زندانی کی روایت میں فرماتے ہیں' کسی قسم کے حیلے جائز نہیں۔ ایک اور روایت جو عبدالخالق بن منصور کی ہے کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔

من کانہ عندہ کتاب الحیل فی بیتہ یفتی بہ فھو کافر بما انزل اللہ علیٰ محمد ﷺ

حیلے عقل کی نظر میں:

عقل سلیم یا فطرت سلیم بھی ناجائز حیلوں کی مذمت کرتی ہے اوراسے دین میں ناجائز تصرف خیال کرتی ہے:بیان کردہ تفصیل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''فرائض اور واجبات سے جان خلاصی کی خاطر جو حیلے اپنائے جاتے ہیں انہیں نہ کوئی قلب سلیم قبول کرتا ہے نہ کوئی مسلمان عاقل' کیونکہ فرائض و واجبات تو اسلئے ہیں کہ انکو ادا کیا جائے نہ یہ کہ ان احکام الہیٰ میں اپنی مرضی سے (تمسخر بنا کر) تصرف کیا جائے'' (روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام من القرآن' ج۲' ص ۴۳۶۔۴۳۷)

حیل کی حرمت کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی قبولیت کا دارومدار اخلاص نیت پر ہے' یہی وجہ ہے کہ اکثر کتب حدیث کی ابتداء اس حدیث سے ہوئی ہے۔

انما الاعمال بالنیات وانما کل امری مانوی الخ

موضوع زیر بحث پر ایک نظر: حیلہ سازوں کی کارستانیوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ دین اسلام میں ناجائز حیلوں کی پیوندکاری کر کے خالق اور مخلوق کو دھوکہ دینا چاہتے

Marfat.com

ہیں اور یہ منافق کی صفت ہے۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ حیلہ ساز دین میں حیلوں کی پیوندکاری اپنی طرف سے کر کے اس کی نسبت دین اسلام کی طرف کرتے ہیں جو اللہ اور اسکے رسولؐ پر صریح جھوٹ ہے اور یہ بھی منافق کی مذموم صفات میں سے ایک ہے۔

حیلہ سازوں کی دلیل:

جو حضرات اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کیلئے حیلہ سازی کرتے ہیں وہ بھی اس کے جواز کیلئے کسی نہ کسی طریقے سے دلائل پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان دھوکے میں پڑ جائیں۔

قصہ یوسف سے استدلال:

مثلاً یہ کہ جب حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے مطالبہ کیا کہ آئندہ جب بھی آپ لوگوں کا میرا پاس آنا ہو تو اپنے ساتھ اپنے بھائی کو بھی لے آنا۔ بھائیوں نے ایسا ہی کیا۔ بھائی (بنیامین) جب حاضر ہوا تو یوسفؑ نے اس کو اپنے ہاں ٹھہرانا چاہا جس کے لئے انہوں نے ایک ترکیب سوجھی۔ جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية فی رحل اخيه ثم اذن مؤذن
ايتها العير انكم لسارقون (سورة یوسف' آیت ۷۰)

''پھر جب تیار کر دیا' ان کے واسطے سامان ان کا' رکھ دیا پینے کا پیالہ اسباب میں اپنے بھائی کے' پھر پکارا پکارنے والا' اے قافلہ والو' تم البتہ چور ہو۔''

اسی طرح آیت نمبر ۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

كذالك كدنا ليوسف ''یوں داؤ بتایا ہم نے یوسفؑ کو''

جواب! اس آیت میں واضح طور پر اس تدبیر یا حیلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا

Marfat.com

ہے اور جب یہ امور بامر خداوندی ہوئے تو ان کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہے اور نہ اس سے ناجائز حیلہ کے جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہوگی جیسے حضرت خضرؑ کا کشتی کو توڑنا' لڑکے کو قتل کرنا وغیرہ (تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۱۰۵) جو اگرچہ بظاہر درست نہ تھے مگر بعد میں پتہ چلا کہ حضرت خضرؑ یہ سب کچھ باذن خداوندی خاص مصالح کے تحت کر رہے تھے'۔ ہاں کذلک کدنا لیوسف سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شرعی مصلحت کی بناء پر معاملہ کی صورت میں کوئی ایسا حیلہ اختیار کرنا جس کو فقہاء کی اصطلاح میں حیلہ شرعیہ کہا جاتا ہے شرعاً جائز ہے اور اس پر فقہاء نے جا بجا تصریح بھی کی ہے۔ احناف اس قسم کے حیلوں کے جواز اور اس پر عملدرآمد کرنے میں مشہور ہیں۔

اس قسم (حیلہ شرعیہ) کے حیل کے لئے شرط یہ ہے کہ ان سے شرعی احکام کا ابطال لازم نہ آتا ہو ورنہ ایسے حیلے بھی ناجائز اور حرام ہوں گے۔ جیسے زکوٰۃ سے بچنے کا حیلہ وغیرہ یا رمضان سے پہلے کوئی غیر ضروری سفر اس لئے اختیار کرنا کہ روزہ نہ رکھنے کی گنجائش نکل آئے ایسے ہی حیلے کرنے پر تو بعض اقوام سابقہ پر عذاب الٰہی نازل ہوا ہے

یاد رہے کہ ناجائز حیلوں سے کوئی ناجائز کام جائز نہیں ہو جاتا بلکہ دوہرا گناہ لازم آتا ہے ایک تو اصل ناجائز کام کا گناہ' دوسرے ناجائز حیلہ پر عمل درآمد کا جو ایک حیثیت سے اللہ اور اس کے رسولؐ کیساتھ چالبازی کا مترادف ہے اس قسم کے حیلوں کے عدم جواز پر امام بخاری نے اپنی کتاب ''البخاری'' میں کتاب الحیل کے عنوان کے تحت تصریح کی ہے (دیکھئے بخاری' ج ۲' کتاب الحیل' ص ۱۰۲۸)

حرمت حیل اور عہد سابق:

قرآن کریم پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حیلے صرف دور حاضر میں حرام نہیں بلکہ سابقہ اقوام و امم کے لئے بھی حرام اور ممنوع تھے۔ بنی اسرائیل کیلئے ہفتہ کا دن معظم اور عبادت کے لئے خاص تھا' یہاں تک کہ

Marfat.com

مچھلی کا شکار بھی اس دن ممنوع تھا۔ یہ لوگ سمندر کے کنارے آباد تھے' اور مچھلیوں کے شکاری اور شوقین تھے' انہوں نے صاف طور پر حکم شرعی کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ ایسے حیلے اور طریقے اختیار کر لئے تھے جن سے حکم شرعی کا ابطال لازم آتا تھا' مثلاً ہفتہ کے دن مچھلی کی دم میں ایک ڈور کا پھندا لگا کر دریا میں چھوڑ دیا اور یہ ڈور زمین پر کسی چیز سے باندھ دی پھر اتوار کے دن اس کو پکڑ کر کھا لیا (معارف القرآن ج۱ ص۲۴۲)

یہ ایک حیلہ انہوں نے ایجاد کر کے اپنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی اس سرکش قوم کی ایسی سرزنش کی کہ نہ بنی اسرائیل سے پہلے کسی قوم کو یہ سزا ملی' اور نہ بعد میں آج تک کوئی ایسی سزا کا مستحق ہوا۔اس قوم پر مسخ صورت کا عذاب نازل ہوا' عذاب نازل ہونے کے تین دن بعد سب ہلاک ہوگئے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو بڑے بلیغ انداز میں یوں بیان کیا ہے:

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃً خاسئین فجعلنھا نکالا لما بین یدیھا وما خلفھما و موعظۃ للمتقین (بقرہ : ٦٥-٦٦)

''اور تم خوب جان چکے ہو ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی' ہفتہ کے دن' تو ہم نے کہا ان سے کہ ہو جاؤ بندر ذلیل' پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت ان لوگوں کیلئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے' اور یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کے واسطے۔''

آیت بالا سے ثابت ہے کہ حیلہ سازی یہود کی بدعت ہے۔

عصر حاضر کے حیل:

مسلمانوں میں سے جن اہل ہوا نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر اسلامی احکامات میں ردوبدل کرنے کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کئے ان میں حیلہ سازی اور جعل سازی سرفہرست ہے۔ اگلے صفحات میں ایسے ہی چند حیلوں کا تذکرہ ہوگا۔

Marfat.com

رشوت کو تحفے سے موسوم کرنا

رشوت کو تحفے کی صورت میں پیش کرنے کی حیلہ سازیاں اس دور کی ایک رسم بن گئی ہے۔ حکمران طبقے اور سرکاری افسروں کے صاحبزادوں کی شادیوں، منگنیوں اور دیگر خوشی کی تقریبات خوشحالیوں میں لوگ بڑے بڑے قیمتی تحائف پیش کرتے ہیں، یہ حقیقت تحائف نہیں بلکہ رشوت ہے۔ شریعت نے اس کی تعریف رشوت سے کی ہے۔

الرشوة مایعطیه الشخص لحاکم اوغیره لیحکم له اویحمله به علی مایرید

''رشوت اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اسکے حق میں فیصلہ کرے یا وہ اسے اسکی مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھہرائے''

(جریمۃ الرشوۃ فی الشریعہ الاسلامیۃ، ص ۵۱)

بعض عوام اور حکام کا خیال یہ ہے کہ نقدی کی صورت میں اگر کچھ لیا دیا جائے تو وہ رشوت ہے، بصورت دیگر رشوت نہیں۔ بناء بریں حکام اپنے ماتحتوں اور عوام کو اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادی پر مدعو کر کے گراں قدر تحائف، زیور، کپڑے، ٹی وی سیٹ، بکرے اور پھلوں کے ٹوکرے وغیرہ وصول کر لیتے ہیں۔ اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں یہ تحائف رشوت کے زمرے میں تو نہیں آتے اور یہ بھی نہیں دیکھا جاتا کہ اگر وہ حاکم نہ ہوتے تو کیا پھر بھی یہ تحائف بھیجے جاتے۔

حضورؐ کا سرکاری اہلکاروں کو تنبیہ:

حضورؐ نے سرکاری اہل کاروں کو سختی سے تنبیہ دی کہ وہ سرکاری عہدے پر ہو کر تحفے تحائف قبول نہ کریں۔ ایک موقع پر آنحضورﷺ نے ابن اللتبیہ کو صدقات کی وصولی کیلئے بھیجا۔ جب واپس آئے تو کہنے لگے۔ یہ مال آپ کیلئے اور یہ مال مجھے بطور تحفہ ہدیہ

Marfat.com

دے دیا گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

''عاملوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اُنہیں عامل بنا کر بھیجتے ہیں تو وہ واپس آ کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ھدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھتا تا کہ یہ دیکھ لے کہ اُسے ھدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔'' (بحوالہ جریمۃ الرشوۃ صفحہ ۷۶)

پیغمبرﷺ نے اس قسم کے تحفے تحائف کو خیانت میں شمار کیا ہے۔ روایت میں ہے:

ان النبی ﷺ قال ھدایا الامراء غلول

حضورﷺ نے فرمایا کہ امراء کے تحفے قبول کرنا امانت میں خیانت ہے۔ (بحوالہ جریمۃ الرشوۃ صفحہ ۷۰)

اس سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ رشوت لینے اور دینے کیلئے حیلہ سازی اور جعل سازی حرام ہے رشوت کیلئے جو بھی نام رکھا جائے یا اُس کو جس لباس میں بھی ملبوس کیا جائے۔ اُس کا حکم وہی رہے گا۔ جو قرآن وسنت میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جاننے والا اور عالم الغیب ہے لہٰذا یہ جعل ساز اللہ کی گرفت اور سزا سے نہیں بچ سکیں گے اور یہ حیلے اور بہانے میدان حشر میں کام نہیں آئیں گے۔

حیلہ سازیوں کے بارے میں آنحضرتؐ کی پیشنگوئی:

آنحضورؐ نے ایسی ہی جعل سازیوں کی پیشنگوئی اوران کی حرمت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے

یأتی علی الناس الخ (ابوداؤد، ص۵۱۹)

''مطلب یہ کہ لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا جس میں وہ پانچ چیزوں کو حلال سمجھیں گے شراب کا نام اپنی طرف سے گھڑ کر حلال سمجھیں گے۔

رشوت کا نام ہدیہ یا تحفہ رکھ کر، قتل کا نام رھبہ، زنا کا نام نکاح رکھ کر اور سود کو بیع کہہ کر حلال سمجھیں گے۔ مطلب یہ کہ حیلہ ساز احکامات الٰہی سے صاف انکار تو نہیں کرینگے مگر تمام مہنیات کے جواز کیلئے کوئی نہ کوئی شکل اور نام رکھیں گے جس کے بہانے وہ اپنی غلط خواہشات کو پورا کرینگے۔

Marfat.com

فوٹو چینج کا حیلہ

آجکل لوگ اپنی معاشی حالت بہتر بنانے کیلئے مختلف طریقے اپنائے ہوئے ہیں اسی خاطر لوگ بیرونی دنیا خصوصاً یورپ اور خلیج وغیرہ کا رُخ اختیار کرتے ہیں جس کے لئے انہی ممالک کے جائز ویزے حاصل کیے جاتے ہیں۔ لیکن بعض لوگوں کو جائز طریقے سے ویزا حاصل کرنے میں جب دشواریاں پیش آتی ہیں تو اسکے لئے ناجائز طریقے اپنا لیتے ہیں مثلاً کسی شخص کا پاسپورٹ (جس پر ویزا ہوتا ہے اور جس کی معیاد ابھی ختم نہیں ہوئی) حاصل کر لیتے ہیں۔ اس پاسپورٹ سے اصل تصویر ہٹا کر اپنی تصویر چسپاں کردیتے ہیں جس کے لئے ماہر افراد کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں پھر اسی طریقے سے یہی بعض حضرات بیرونی ممالک میں داخل ہوجاتے ہیں۔

تعلیمی میدان میں بھی اکثر طلبہ فوٹو چینج کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ایک طالبعلم اپنے فارم میں کسی اور کا فوٹو چسپاں کرتا ہے' پھر اس کو اپنی جگہ بٹھا دیتے ہیں' اور اس کے ذریعے اپنا امتحان پاس کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تعلیمی بورڈز اور یونیورسٹیوں نے بروقت ادراک کرتے ہوئے طلبہ کے DMCs پر تصاویر جاری کیئے۔ جس سے اس مشکل کا حل سامنے آگیا۔

Marfat.com

اقربا پروری اور کرپشن بنام اثر ورسوخ

اقربا پروری اور کرپشن نے ہمارے معاشرے میں اثرورسوخ اور اپروچ کے نام سے ایسا نفوذ کیا ہے کہ اب اس نے ایک سرطان اور ناسور کی حیثیت اختیار کی ہے' جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایسا فساد پیدا ہوگیا ہے۔ جس کی اصلاح انتہائی مشکل اور ناممکن ہے۔ یہ دونوں لعنتیں بظاہر تو صرف دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کا ارتکاب کئی برائیوں کے لئے متضمن ہے۔ جس شخص کو امور مملکت میں کوئی عہدہ تفویض کیا جائے تو چاہیے کہ وہ اپنے عہدے کے ساتھ انصاف کرے اور اپنے امور اور فرائض کی بجاآوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اگر وہ کسی ادارے کا مسؤل اور سربراہ ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماتحتوں پر بھرپور نظر رکھے ان کی نگرانی کرے' تاکہ ان سے ایسا عمل سرزد نہ ہوجائے جس سے ملک و ملت قوم اور عوام کو نقصان ہو اور خود بھی وہ اس طریقے سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہے جوکہ دوسروں کیلئے نمونہ ہو' اس کے اس دیانتدارانہ عمل سے اس کے ماتحت ضرور متاثر ہوں گے۔ اور وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کی بجا آوری میں تساہل اور سہل انگاری سے کام نہیں لیں گے۔

حیلوں سے کسی کی حق تلفی مذموم فعل:

اسلامی تعلیمات میں یہ بات انتہائی اہم اور خصوصیت کی حامل ہے کہ کسی حقدار کی حق تلفی اس طرح کی حیلہ سازیوں سے نہ ہو کسی مستحق کی جگہ غیر مستحق کو اس کا حق نہ دیا جائے اور جو شخص جس کام کا اہل ہو وہ ہی اس کے سپرد کردیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کسی غیر اہل کو ایک عہدہ یا ذمہ داری و منصب سونپا جائے۔ تو پھر قیامت کا انتظار کریں یعنی وہ شخص وہ کام کما حقہ طریقہ سے ادا نہیں کرے گا تو اس سے اس محکمہ میں افراتفری پھیلے گی اور اس کام اور اسی طرح مفوضہ امور میں گڑ بڑ پیدا ہوگی۔ فساد کے ساتھ ساتھ یہ بدترین خیانت بھی ہے' جھوٹ بھی ہے اور دوسرے مسلمان بھائی یا کسی

Marfat.com

بھی مستحق شخص کی حق تلفی بھی' یہ تمام چیزیں انتہائی مذموم اور قبیح افعال ہیں قرآن و حدیث میں ان اوصاف ذمیمہ کی بہت مذمت آئی ہے۔

اقربا پروری ملک وملت کے لئے باعث نقصان:

کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص کو مثلاً کسی ادارے کا سربراہ بنایا گیا۔ یا اس کو اس میں اختیار دیا گیا تو اس نے اہلیت اور میریٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اللہ اور رسول کے قانون اور اسی طرح اخلاقیات کو بالائے طاق رکھ کر اپنے رشتہ داروں بھائی بیٹے باپ اور دوسرے قرابت داروں کو ایسے مناصب پر براجمان کیا جوان کے اہل نہ تھے محض اس وجہ سے کہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں قرابت داروں اور دوستوں کو فائدہ پہنچے اس کو اس سے غرض نہیں کہ اس کے اس کام سے ملک و ملت اور قوم اور عوام کا کتنا نقصان ہوگا۔ اس کے اس عمل سے اللہ ناراض ہوجائے گا اس کو اس بات کی بھی پروانہیں کہ میرا یہ کام کس قدر ظلم اور ناانصافی پر مبنی ہے، اس کو صرف اور صرف اپنا مفاد عزیز ہے۔

شرائط پر پورا ہوکر عہدے کا مطالبہ کرنا:

جوامیدوار شرائط پر پورا ہو' وہ عہدے کا مطالبہ کرسکتا ہے اوراس کا حق ہے کہ اس کو میرٹ کی بنیاد پرحق دیا جائے' اس حوالے سے قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم ۔ یعنی مجھے ملک مصر کی وزارت خزانہ تفویض کی جائے اور میں اس عہدہ کے مطالبہ میں حق بجانب ہوں' کیونکہ وزارت خزانہ توانتہائی اہم حساس اور ذمہ دارانہ عہدہ ہے اس کے لئے جوشرائط چاہیے وہ مجھ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یعنی حفاظت اور اس میں تصرف کا علم۔ ان دونوں اوصاف اور شرائط میں سے اگر ایک بھی شرط مفقود ہوجائے تو پھر وہ اس اہم عہدہ سے عہدہ برآ ہونے میں ناکام ہوگا۔ مثلاً وہ اس میں تصرف کرنے کا علم رکھتا تو ہولیکن وہ اس کی حفاظت نہیں

Marfat.com

کرسکتا۔ اسکی عدم حفاظت کی کئی صورتیں ہیں مگر بہر صورت وہ پھر اس عہدے کا اہل نہیں۔ اوراگر حفاظت تو کرسکتا ہو۔اس میں خیانت نہیں کرتا امین ہے لیکن اس کے تصرف پر قادر نہیں اس کے مصارف اس کو معلوم نہیں تو بھی ایسے شخص کو یہ عہدہ سپرد کرنا قوم کے ساتھ مذاق ہے اسلئے آپ نے بطور علت کے یہ جملہ کہا کہ میں حفیظ اور علیم ہو۔ یہ نہیں کہا کہ انی حسین و جمیل کہ میں حسن و جمال میں یکتا ہوں۔ اس لئے مجھے یہ عہدہ دیا جائے۔ اسلئے کہ حسن و جمال کے ساتھ اس عہدے کا تعلق نہیں۔ اب رہی یہ بات کہ آپ نے کیوں اپنے لئے یہ عہدہ مانگا۔ حالانکہ شریعت میں اس کی ممانعت ہے لاتزکوا انفسکم تو علماء حضرات فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں اپنے آپ کو کسی عہدے کے لئے پیش کرنا جائز ہے کہ کسی شخص کو معلوم ہو کہ میں اس کام میں ماہر ہوں یا مجھ جیسا تجربہ کسی کو اس کام میں نہیں اور واقعتاً بھی ایسا ہے۔

میرٹ کے خلاف ورزی خیانت ہے:

میرٹ کی خلاف ورزی خیانت اور گناہ ہے' اقرباپروری سے نااہل لوگوں کو عہدے تفویض کرنے کی تمام تر ذمہ داری اس افسر پر ہوگی جس نے یہ کام کیا۔ ابویعلی نے سیدنا حذیفہ سے مرفوع سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ جس شخص نے دس آدمیوں پر کسی شخص کو کارگزار بنایا اور اسے معلوم ہے کہ اس گروہ میں اس سے بہتر بھی کوئی شخص ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور جماعت مسلمین کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا۔ (الدرایہ فی تخریج الھدایہ ۱۶۵/۲)

دغاباز حکمران پر جنت حرام ہے:

حکمران کو اس دنیا میں اختیارات دیئے گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ آخرت کی ذمہ داری بھی نہایت بھاری ہے۔حضرت امام بخاری نے حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت نقل کی ہے سرکار دوعالم نے ارشاد فرمایا ہر وہ والی جو مسلمانوں کی جماعت کی نگہداشت کرتا ہے۔ اگر وہ اس حال میں مرے کہ اس نے لوگوں کے ساتھ دھوکہ اور

Marfat.com

فریب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے (فتح الباری: ج ۱۶، ص ۲۴۶)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی ہو پھر اس نے کسی شخص کو باہم دوستی یا قرابت داری کی بنیاد پر کسی عہدہ یا منصب پر فائز کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور عام مسلمانوں کیساتھ خیانت کی (السیاسۃ الشرعیہ لابن تیمیہ ص ۱۰)

نااہل کو عہدہ تفویض کرنا قومی خزانے کا ضیاع:

نا اہل شخص کو کوئی عہدہ تفویض کرنا جہاں ایک طرف انتہائی نازیبا حرکت ہے تو دوسری طرف یہ قومی خزانے کا ضیاع بھی ہے کیونکہ وہ حکومت سے تنخواہ لیتا ہے اور اس کیلئے حکومت نے حق الخدمت مقرر کیا ہے ظاہر ہے وہ جب نااہل ہے اور عہدے کے تقاضے کے مطابق اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتا تو وہ جو تنخواہ قومی خزانے سے وصول کرتا ہے وہ حرام اور ناجائز ہے حالانکہ قومی خزانے کی حفاظت کی بہت زیادہ تاکیدات ذخیرہ احادیث میں موجود ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں آج ہم پر یہ بلا جو مسلط ہے کہ اگر کسی کا سرکاری دفتر میں کوئی کام پڑ جائے تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے اس کا کام آسانی سے نہیں ہوتا۔ بار بار دفتروں کے چکر لگانے پڑتے ہیں کبھی افسر صاحب سیٹ پر موجود نہیں ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ آج کام نہیں ہو سکتا کل آنا۔ جب دوسرے دن پہنچے تو کہا کہ پرسوں آنا۔ چکر پر چکر لگوائے جا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے فرض اور امانت کا احساس ختم ہو گیا ہے اگر کسی کے پاس کوئی منصب ہے تو یہ نہ کوئی منفعت ہے اور نہ پھولوں کی سیج ہے بلکہ یہ ذمہ داری کا ایک پھندہ ہے حکومت اقتدار منصب عہدہ یہ سب ذمہ داری کے پھندے ہیں یہ ایسی ذمہ داری ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا پیاسا مر جائے تو مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ قیامت کے روز مجھ سے سوال نہ ہو جائے کہ اے عمر تیرے عہد خلافت میں فلاں کتا بھوکا پیاسا مر گیا تھا۔

Marfat.com

کرپشن کا معاشرے پر اثر:

کرپشن جیسی بدترین لعنت جس کیلئے ہمارے معاشرے میں ہدیہ' تحفہ' اپروچ وغیرہ خوشنما الفاظ استعمال ہورہے ہیں اس مصیبت سے ہمارا معاشرہ خالی نہیں اور اس کے خطرناک اور مہلک ترین مظاہرے ہم آئے روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی وہی مفاد پرستی اور زر پرستی و دولت طلبی ہے یہ بھی انتہائی ظلم کے زمرے میں آتا ہے کہ ملکی دولت قومی خزانہ اور عوام کے خون پسینہ سے تعمیر کردہ بیت المال ایسی بے دردی سے لوٹا جائے۔ جسکے نقصان کا اثر پھر سارے معاشرے پر پڑتا ہے خواہ یہ مہنگائی کی شکل میں ہو یا بلوں میں اضافہ کی صورت میں ہو یا کسی اور طریقہ سے یعنی ایک شخص اپنی دولت پرستی کی خاطر تمام ملک اور قوم وعوام کو مشکلات اور مصائب کے گرداب میں پھنسانے کی مذموم کوشش کرتا ہے۔ آجکل ہمارا وطن عزیز اس لعنت کا بدترین شکار ہے۔

مقام حیرت ہے کہ وہ ادارے یا وہ محکمے جو کہ خالص منفعت بخش ادارے ہیں اور بظاہر ان میں خسارے کا زیادہ احتمال نہیں ہوتا۔ انکے بارے میں بھی خبریں تو اتر کے ساتھ آتی ہیں کہ فلاں محکمہ میں اس سال اتنے اربوں کا خسارہ ہوا اور فلاں محکمہ خسارے میں جارہا ہے۔ یہ اسی کرپشن اور لوٹ کھسوٹ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ اگر ہر ذمہ دار شخص جسکا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو۔ وہ ایمانداری اور دیانت وامانت سے اپنے فرائض اور ذمہ داری کا احساس کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کسی بحران کا شکار ہو جائے۔ ملکی دولت اور قومی خزانہ ایک مقدس امانت سمجھ کر اس میں جائز تصرف کرے۔ اپنے فرائض منصبی کی بجاآوری میں خوفِ خدا اور محاسبہ آخرت کو ملحوظِ خاطر رکھے۔ اس میں ہماری بھی بھلائی ہے اور ملک وملت کی بھی خیر ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک اور وطن عزیز کو اقربا پروری کرپشن اور معاشرتی اور سماجی برائیوں سے پاک رکھے اور اس ملک کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے۔ آمین

Marfat.com

اسلام اور جدید میڈیا

غلط پروپیگنڈے اور برائی کی تشہیر کا موثر ذریعہ

انسان کی تہذیبی اور تمدنی ترقی کے ساتھ ساتھ ابلاغ کے نت نئے طریقے سامنے آتے رہے یہاں تک کہ دورِ حاضر میں ابلاغ کے ذرائع نے سائنس وٹیکنالوجی کی مدد سے اس قدر ترقی کی کہ دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنادیا۔سائنس وٹیکنالوجی کی مدد سے ابلاغ کواس قدر ترقی دی گئی ہے کہ کل تک بادشاہ اور مطلق العنان حکمران ملکی حالات سے باخبر رہنے کیلئے ہرکاروں اور وقائع نگاروں کا اہتمام کرتے تھے اور حالات وواقعات سے صرف اہل اقتدار طبقہ ہی باخبر رہ کر استفادہ کرتا تھا لیکن دور جدید نے ذرائع ابلاغ کو امیر وغریب کے گھر تک پہنچا دیا ہے۔

دور حاضر میں ذرائع ابلاغ کی کئی اقسام وجود میں آچکی ہیں جنہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ا۔ مطبوعہ ذرائع ابلاغ ۲۔ برقی ذرائع ابلاغ

''مطبوعہ ذرائع ابلاغ میں روزنامے ہفت روزہ اخبار، علمی وادبی مجلّے، پیشہ ورانہ رسالے، سہ ماہی اور سالانہ جریدے اور اب طباعتی صحافت میں پوسٹرز، اسٹیکرز، ہینڈ بلز اور ٹی بورڈز کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

''برقی ذرائع ابلاغ'' میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، وی سی آر، سلائیڈز اور ہیڈ پروجیکٹر اور انٹرنیٹ ای میل وغیرہ شامل ہیں۔

جہاں تک مطبوعہ ذرائع ابلاغ کا تعلق ہے تو ان کے ذریعے ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی ممکن ہوگئی ہے۔ اخبارات ورسائل کے اجراء نے ابلاغ کی دنیا میں انقلاب برپا کردیا ہے، دنیا بھر کی خبریں، خیالات وافکار ایک دوسرے کو تیزی کے ساتھ منتقل ہورہے ہیں۔

Marfat.com

الیکٹرونک میڈیا کی اہمیت بھی مسلم ہے جس میں ریڈیو،فلم وی سی آر،سلائڈ پروجیکٹر وغیرہ شامل ہیں،ان میں موثر ذریعہ ابلاغ ٹیلی ویژن ہے جس کے اثرات کی گہری چھاپ بآسانی دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے،اور یہ انسانی معاشرے کی ناگزیر ضرورت بنتا جارہا ہے،چنانچہ آج کے دور کو ٹیلی ویژن کا دور کہا جاتا ہے،اس کے ذریعے دنیا بھر میں رونما ہونے والے واقعات حالات کو دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔بعض چینلز ایسے شروع کئے گئے ہیں کہ جیسے دنیا سکڑ کرٹی وی سکرین میں سما گئی ہے۔

دورِ حاضر میں ٹیلی ویژن انسانی زندگی کا ایک ایسا حصہ بن گیا ہے کہ اس کے بغیر دور حاضر کی زندگی کا تصور بھی شاید مشکل ہو۔جدید ترین ایجادات اور خصوصاً تصویری صحافت نے موجودہ دور میں قوس وقزح کی صورت اختیار کرلی ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر انسان شعوری کوشش کے بغیر بھی ذرائع ابلاغ کی زد سے بچ نہیں سکتا۔

کمپیوٹر کے عام استعمال کے بعد ٹیلی ویژن کی افادیت کم ہوگئی ہے،کیونکہ ٹیلی ویژن کے ذریعے محدود پروگرام محدود طبقے تک پہنچائے جاسکتے تھے،انٹرنیٹ اور ای میل کی وجہ سے ساری دنیا ابلاغ کے سیلاب بلاخیز کی زد میں آگئی ہے اور ہر شخص ہر طرح کی معلومات ساری دنیا تک پہنچا سکتا ہے اور دنیا بھر سے وہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں جو انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

جس طرح پہلے ذکر ہوا کہ میڈیا سے ہر شخص کو ہر طرح کے معلومات پہنچائی جاسکتی ہے تو اس حوالے سے غلط اور بے بنیاد کی تشہیر بھی بہت آسانی سے ہوسکتی ہے۔آج کا دور میڈیا کا دور ہے۔اور اسی کے ذریعے مختلف قسم کے پروپیگنڈوں سے لوگوں کے ذہنوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ٹی وی اینکرز میڈیا کے ذریعے حقائق کو مسخ کرنے کے درپے ہیں' زیرو کو ہیرو اور ہیرو کو زیرو بنانا ان کا بنیادی مشغلہ ہے۔پاکدامن

Marfat.com

لوگوں کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے کرنا میڈیا کا مقصود گردانا جاتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کی شرعی حیثیت:

تعلیماتِ اسلامی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو فی نفسہٖ بری ہو،البتہ اس کے اچھے یا برے استعمال کا اختیار انسانوں کو دیا ہے۔اگر کسی چیز کو اچھائی کیلئے استعمال کیا جائے تو وہ اچھی بن جاتی ہے اور برائی کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ بری بن جاتی ہے۔مثبت سوچ کا حامل انسان ہر چیز کو مثبت انداز میں لینے کی کوشش کرے گا اور بری سوچ کا حامل انسان ہر چیز کو منفی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرے گا۔

اگر کسی معاشرے میں خرابیاں موجود ہوں تو اس میں ذرائع ابلاغ کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا بلکہ معاشرتی بگاڑ کے دو اسباب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ معاشرتی بگاڑ اس انتہاء کو پہنچ جائے کہ وعظ ونصیحت سے اصلاح ممکن ہی نہ رہے۔دوسرا یہ کہ ذرائع ابلاغ کو اصلاح احوال کیلئے استعمال ہی نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس ضمن میں کوششیں کی گئیں ہوں۔

بقول امین احسن گیلانی:''ذرائع ابلاغ کو اگر برائیاں پھیلانے میں موثر سمجھا جاتا ہے تو اسی طرح یہ اچھائیاں پھیلانے میں بھی موثر کردار ادا کر سکتے ہیں،انہیں اس حوالے سے استعمال میں لانے کی ضرورت ہے''

معروف مذہبی سکالر علامہ یوسف قرضاویؒ اس بات کے حق میں ہیں کہ:

''جدید ذرائع ابلاغ کو خیر وشر دونوں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اور ان کا انحصار استعمال کرنے والے پر ہے یہاں تک کہ سینما بھی کوئی حرج کی چیز نہیں بلکہ اس کا شرعی حکم اس بات پر موقوف ہے کہ اسے کس مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے،اس بناء پر سینما حلال اور طیب ہے،فلم مباح ہے اور اس میں فی نفسہٖ کوئی خرابی نہیں لیکن اگر کوئی فلم گناہ سے بھری ہوئی یا فساد پر آمادہ کرے تو ایسی فلم کو حرام قرار دیا جاسکتا ہے

Marfat.com

اوراس پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے“۔

مولانا تقی امینی کے نزدیک جو چیز مصلحت عامہ اورامت مسلمہ کے ظروف واحوال کی رعایت سے ہو اسے استعمال میں لایا جاناوقت کااہم تقاضا ہے،قرآن کریم نے اس لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر“ کی کوئی شکل متعین نہ کرکے ایک طریقہ کا پابند نہیں بنادیا۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں کیفیت کی تحدید نہیں کہ کس طرح اس واجب کی ادائیگی کی جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مسلمانوں کی مصلحت اوران کے ظروف کی رعایت سے کیفیت کے بیان کوچھوڑا ہے۔

بقول قائداعظم محمد علی جناح: ”اگر تم ٹھیک ہوتو قلم بھی ٹھیک کام کرے گا،صحافت بڑی قوت ہے جو فائدہ بھی پہنچاسکتی ہے اورنقصان بھی“۔

انبیائے کرامؑ اورمروجہ ذرائع ابلاغ:

مختلف انبیائے کرامؑ نے اپنے اپنے مخالفین کی ذہنی اورثقافتی سطح کو پیش نظر رکھتے ہوئے تعلیم دی انبیائے کرامؑ کا طریقہ دعوت وتبلیغ تغیر وتبدل اورتمدنی ترقیوں کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے،جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ انبیائے علیہم السلام نے کسی ایک طریقہ دعوت پر دوام نہیں کیا۔

ابتدائی دور میں جب فن تحریر کاعام رواج نہ تھا توزبانی طریقہ دعوت سے کام لیا گیا،فن تحریر کے رواج کے ساتھ انبیائے علیہم السلام نے اس ذریعہ ابلاغ کواپنایا،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زبانی تبلیغ کے علاوہ اپنی قوم کوتختیوں پر لکھے ہوئے احکامات دیئے،عربوں کو دینی تعلیم قلم کے ذریعے بھی دی گئی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا احسان یاددلاتے ہوئے فرمایا:

”إقرأ وربك الأكرم الذی علم بالقلم علم الإنسان مالم يعلم“

(العلق:۳/۵)

Marfat.com

''پڑھ اور تیرا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

انبیاے کرامؑ کا طریقہ دعوت جامد نہیں بلکہ متحرک تھا،حضور ﷺ نے دعوت کے ان تمام طریقوں سے استفادہ فرمایا جو عرب کی سوسائٹی میں مروج تھے اور جنہیں وقت کے جدید ذرائع ابلاغ سمجھا جاتا تھا یہ ذرائع ابلاغ اسوقت کے لحاظ سے عرب کی سوسائٹی کا حصہ سمجھے جاتے تھے،علم وادب کی محفلوں کے انعقاد کے موقع پر آپ ﷺ تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام پیش کرتے۔

اطراف مکہ میں عرب کے مروجہ طریقہ کے تحت ہر سال تجارتی وثقافتی میلے لگتے،آپ ﷺ ان میں تشریف لے جاتے اور دعوت دیتے،سرداران مکہ وطائف کو دعوت دینے کیلئے آپ ﷺ نے ملاقات کے طریقہ کو مناسب سمجھا اور سرداران طائف سے ملنے خود تشریف لے گئے جہاں ضرورت وحالات کے پیش نظر جو طریقہ مناسب سمجھتے اس طریقہ کو کام میں لاتے۔بعض مقامات پر ضرورت کے پیش نظر اپنے نمائندگان کی تشکیل کر کے بھیج دیتے دوران حج قبائل کے لوگوں سے ملتے اور انہیں دعوت دیتے۔بادشاہوں اور سلاطین کیلئے آپ ﷺ نے تحریری طریقہ ابلاغ کو مناسب سمجھا اور انہیں اس طریقہ سے دعوت دی۔

الغرض حضور ﷺ نے وقت کے تمام مروجہ ذرائع ابلاغ سے نہ صرف کام لیا بلکہ حصول علم کیلئے تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لانے کی ہدایت بھی فرمائی۔

پاک میڈیا کی ضرورت:

اگرچہ انفرادی طور پر ہر فرد کی اصلاح اہمیت کی حامل ہے لیکن انفرادی طور پر اصلاح بھی اجتماعی زندگی کی اصلاح کے بغیر ناممکن ہے اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کیلئے دغابازی سے پاک میڈیا کی ضرورت ہے۔کیونکہ اجتماعی زندگی کی درستی ہی انفرادی زندگی کی راستی کی ضمانت ہے' اس کے بغیر انفرادی زندگی کا راہ راست پر قائم رہنا ممکن نہیں

Marfat.com

کیونکہ انفرادی زندگی کا قیام وثبات ربط ملت ہی سے ممکن ہے' اجتماع سے کٹ کر انفرادی زندگی تباہی کے گھاٹ اتر جاتی ہے' علاوہ ازیں انسانی زندگی اوراسکے اعمال کی قدروقیمت جماعتی زندگی کے بغیر صفر ہے' سچائی کا خیر ہونا اور شر کا جھوٹ ہونا اس وقت تک بے معنی ہے جب تک جماعتی زندگی سے واسطہ نہ پڑے کیونکہ انفرادی زندگی کو خیر وشر سے واسطہ ہی نہیں پڑتا۔ چنانچہ کسی بھی قوم کی ترقی کا پیمانہ اسکے افراد او رجماعتوں کے اعمال کے اعتبار سے بنتا ہے۔

ابن خلدون کے بقول افراد او رجماعتوں کے اعمال کا دارومدار شعور اجتماعی پر مبنی ہے' جس کا پیدا ہونا اضطراری عمل' بخت یا اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کیلئے نظم وضبط' تعلیم وتبلیغ اور اشاعت کی ضرورت ہے۔ قرآنی تعلیمات کا مقصود انسانی زندگی کا انفرادی واجتماعی سطح پر تزکیہ ہے' اورانسانی زندگی کو ایسے اصول مہیا کرنا ہے جس پر چل کر انفرادی و اجتماعی زندگی کا قلبی و روحانی تزکیہ ہونے کے ساتھ ساتھ عملی و اجتماعی زندگی نیز عقائد اور ضابطہ عمل میں ربط وتوازن او راعتدال پیدا کر سکے۔لیکن جب میڈیا غلط نہج پر رواں ہوں تو پھر ایسی معاشرے کی تعمیر مشکل ہو گی۔

میڈیا کی فریب کاریاں اجتماعی ہلاکت کا باعث:

قرآن کریم کے نزدیک انسان کی اجتماعی ذمہ داری کا تصور یہ ہے کہ صرف مفادات انسانی کا تحفظ ہی نہ کیا جائے بلکہ افراد کے جملہ مادی وروحانی مقاصد کی تکمیل کی جائے' مادی حالات کی بہتری' معاشرتی تضاد کی درستی' سیاسی نظم واستحکام' روحانی تربیت و تزکیہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اجتماعی کوششیں نہ کی جائیں ۔ (مادی و روحانی) زندگی کی صحیح تعمیر وترقی کے لئے ضروری ہے کہ افراد یں اس کی لگن پائی جائے اور اجتماعی زندگی ان تعمیری کوششوں کی ذمہ داری قبول کرے' کیونکہ اگر سماج غلط رخ پر جارہا ہے تواس کے انجام سے ہر فرد کو دوچار ہونا پڑے گا' خواہ اس کا ذاتی رجحان کچھ بھی ہو۔ اجتماعی

Marfat.com

فساد ہلاکت اور زوال ہے' جو نیکوکار لوگ انفرادی طور پر اس فساد سے بچتے رہے ہوں وہ بھی انجام کی لپیٹ میں آئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم نے اس صورت حال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً

اور اس فتنہ سے بچو جس کی شامت مخصوص طور پر صرف ان ہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی' جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو' بلکہ معاشرہ کے وہ نیکوکار لوگ بھی اس کی لپیٹ سے نہ بچ سکیں گے' جنہوں نے ان برائی کے مرتکب افراد کو منع نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے امر بالمعروف ونهی المنکر" کی اہمیت کو یوں واضح کیا۔

"روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرنے والوں کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کچھ لوگ ایک کشتی کے اوپر اور نیچے کے حصوں میں قرعہ ڈالیں' ایک گروہ کو اوپر کا حصہ ملے اور دوسرے کو نیچے کا حصہ ملا۔ نیچے والوں کو جب پانی کی ضرورت پیش آئے تو انہیں اوپر جانا پڑتا ہو یہ دیکھ کر وہ یہ منصوبہ بنائیں کہ اگر ہم کشتی کے نیچے والے حصہ کے پیندے میں سوراخ کرلیں تو اوپر والے زحمت دینے سے بچ جائیں گے' نیچے والوں کے اس منصوبے پر اگر اوپر والے خاموش رہ جائیں اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں انہیں کر گزرنے دیں تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سب کے سب ایک ساتھ ہلاک ہوجائیں گے' اور اگر اوپر والے نیچے والوں کو روک دیں تو اس طرح وہ خود بھی محفوظ رہیں گے اور سب کو تباہی سے بچالیں گے۔"

قرآنی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قومیں جنہیں ہلاکت وتباہی سے دوچار کیا گیا وہ ایسی قومیں تھیں کہ جب اللہ نے انہیں دنیاوی نعمتوں سے نوازا تو ان کا ضمیر اجتماعی خوش حالی کے نشے میں بگڑ کر اس حد تک پہنچ گیا کہ ان میں کوئی روکنے اور منع کرنے والا نہ رہا یا ایسے لوگوں کی کچھ تعداد موجود بھی تھی تو اس قدر کم تھی کہ ان کا روکنا غیر موثر ہوکر رہ گیا۔ سنۃ اللہ کی رو سے کسی قوم کو مبتلائے عذاب کرنے یا نہ کرنے کا آخری فیصلہ دعوت خیر پر لبیک کہنے والوں اور شر سے روکنے والوں کے حساب سے ہوتا ہے' چنانچہ اگر شر سے منع کرنے والوں کی تعداد اس قدر موجود ہو جو برائی پر قابو پاسکیں تو پھر اصلاح کا موقع دیا جاتا ہے۔

میڈیا کی دغابازیوں کا تدارک ایک اہم قومی اور ملی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو بروقت

Marfat.com

نہ نبھانے کی وجہ سے نقصان اور خسارہ ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے' بنی اسرائیل کیلئے سبت (ہفتہ) کے دن کسی قسم کا دنیاوی کام کرنا حرام تھا' بنی اسرائیل کی ایک آبادی سمندر کے کنارے آباد تھی' وہ حیلہ بہانہ کر کے سبت کے دن مچھلیاں پکڑ لیتی تھی' اس موقع پر اس آبادی کہ درج ذیل تین گروہ ہو گئے۔

ا۔ شریعت سے انحراف پر روکنے والا کوشاں گروہ۔

۲۔ غیر جانب دار گروہ جو نہ تو اس فعل میں شریک تھا نہ منع کرتا تھا اس وجہ سے کہ اس گروہ کے نزدیک گناہ کے مرتکب گروہ پر نصیحت کارگر نہیں بلکہ ان کے گناہ کے سبب خود اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔

۳۔ گناہ کا اعلانیہ مرتکب گروہ۔ چنانچہ جب عذاب الٰہی آیا تو صرف پہلا گروہ بچ نکلا' باقی سب کو جرم کی پاداش میں ہلاک کر دیا گیا' پہلا گروہ جو عذاب الٰہی سے بچ نکلا اسکی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنے تبلیغی فرائض انجام دیتا رہا۔

وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَO فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (الاعراف)

''اور جب ان میں سے ایک فریق بولا کہ تم کیوں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو' جن کو خدا برباد کرنے والا ہے یا سزا دینے والا ہے' انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے آگے اپنے آپ پر الزام اتارنے کیلئے ان کو نصیحت کرتے ہیں' اور شاید کہ یہ نیک بن جائیں' تو جب وہ بھول گئے جو ان کو سمجھایا گیا تھا تو ہم نے ان کو جو منع کرنے والے تھے بچالیا' اور گناہ گاروں کو ان کی نافرمانی کے سبب بڑے عذاب میں پکڑا۔''

ان آیات اور احادیث سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ابلاغ کی کس قدر اہمیت ہے اور کسی بھی نظریہ' عقیدہ' فکر اور دین کے باقی رہنے' ترقی کرنے اور قبول عام حاصل کرنے کی ضمانت ابلاغ میں ہے۔

Marfat.com

فحش تصاویر کی اشاعت

اس دور میں میڈیا کا کام فحش اورگمراہ کن لٹریچر شائع کرنا ہے۔ اخلاق سوز تصاویر میڈیا کی ترقی تصور کیا جاتا ہے۔افسوس کہ بعض اوقات ماں' بہن اور بیٹیوں کے ساتھ مل کر ٹی وی کی سکرین کو دیکھنے کی سکت باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ اسلام نے فحش تصاویر کی اشتہار بازی کو منع فرمایا ہے ۔قرآن کریم میں ایک جگہ یوں آیا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورة لقمان)

''اورانسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو غافل کرنے والا کلام خرید کر لاتا ہے' تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے اللہ کے راستے سے بھٹکادے اورحق کا مذاق اڑائے ایسے لوگوں کیلئے رسوا کن عذاب ہے۔''

متذکرہ بالا آیت کریمہ میں ''لھو الحدیث'' کا لفظ اپنے وسیع ترمفہوم کی بناء پر ہرقسم کی فحش گوئی گمراہ کن اشاعت' گانے بجانے کو شامل ہے۔

فرمان نبوی ﷺ کی رو سے بھی ہر قسم کی جھوٹی اشتہار بازی' اشاعت اوردھوکہ دہی کی ممانعت آئی ہے' ایک مرتبہ آپ ؐ کا گزر غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا اور آپ ؐ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو نمی کومحسوس کیا۔ غلے کے ڈھیر کے مالک سے استفسار کیا تو وہ کہنے لگا کہ بارش پڑنے سے ایسا ہوا ہے۔آپ ؐ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے نمی والے مال کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ دیکھیں جوشخص دوسروں کو دھوکا دے وہ مجھ سے نہیں۔

Marfat.com

برائی کی تشہیر زیرو کو ہیرو بنانے کے سکینڈلز

برائی کی تشہیر بھی برائی کے زمرے میں شامل ہے' موجودہ مغربی تصور کے مطابق معاشرے کے ان گنت افراد اور گروہوں کا مثبت کام خبر کا درجہ حاصل نہیں کرتا' لیکن جرائم کی غیر معمولی تشہیر برائی کو اچھالنے کے ذیل میں شامل ہے' برائی کو اچھالنا صرف صحافت عامہ کے مسلمہ ضابطے کی خلاف ورزی ہی نہیں بلکہ تعلیمات اسلام کے سراسر منافی ہے۔

افسوس کہ میڈیا کا کام ہی برائی کی تشہیر ہے۔ مقاصد کے حصول کیلئے ایک عام آدمی کو یا ایک عام واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ خصوصاً بے حیائی کے حوالے سے مختلف سکینڈلز کی تشہیر میڈیا کا بنیادی ہدف ہوتا ہے۔ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ میڈیا پر سینکڑوں واقعات جو نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔اس کو معمولی سرخی کے ساتھ لگا دیتے ہیں جبکہ برائی کی تشہیر کے حوالے سے معمولی واقعہ کو شاندار الفاظ میں لگا دیتے ہیں۔

اسلام نے برائی کی تشہیر سے بھی منع کیا ہے کیونکہ برائی کی تشہیر نہ کرنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ محتاج بیان نہیں' قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (النور)

''جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی کی اشاعت پسند کرتے ہیں' ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے''

جو ذرائع ابلاغ ' الیکٹرانک میڈیا اور صحافت میں بے حیائی کی اشاعت کرتے ہیں' سکینڈلز چھاپتے ہیں' ایسے اشتہارات' تصاویر اور مواد طبع کرتے ہیں جو بے حیائی کا باعث ہیں انہیں اسلامی قوانین کی رو سے اذیت ناک سزا دینی چاہیے تا کہ دوسروں کیلئے مرقع عبرت بنیں۔

Marfat.com

ابلاغ عامہ کے رپورٹر اور اینکرز باوثوق ذرائع کا سہارا لیں

کسی بھی پیغام کی قبولیت اور عدم قبولیت میں اس کے ذرائع کا باوثوق اور قابل اعتماد ہونا اہم حیثیت رکھتا ہے۔اعتماد کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

ا: انسانی تجربہ ۲۔ پیغام دینے والے کی حیثیت اس کا مقام اور اہلیت

انسانی صحت کے متعلق مشورہ دینے والے کے متعلق اعتماد اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے، جب یہ معلوم ہو کہ مشورہ دینے والا ڈاکٹر ہے' اسی طرح تعلیمی میدان میں تعلیم دینے والے کی علمی حیثیت کو دیکھا جاتا ہے' عمر رسیدہ لوگوں کی باتوں پر لوگ اس لئے زیادہ یقین کرتے ہیں کہ ان کے تجربات پر یقین ہوتا ہے ساتھ ہی ان کی عمر کے اس تقاضے کو دیکھا جاتا ہے جس میں جھوٹ کا احتمال کم ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص یا ادارے سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے تو اس کی دی ہوئی سچی اطلاعات پر بھی لوگ یقین نہیں کرتے' اسی طرح ریڈیو ٹیلی ویژن کی نشریات سے لوگوں کا یقین اٹھ جائے تو پھر وہ غیر ملکی اور دوسرے ذرائع سے اطلاعات کی یقین دہانی کرتے ہیں' اس لئے ضروری ہے کہ جس قدر ذرائع ابلاغ اور ان سے پہنچائی جانے والی معلومات' آراء و توضیحات پر یقین ہوتا ہے اسی قدر ذرائع ابلاغ پر بھی اعتماد ہونا چاہیے۔

بااعتماد خبر کیلئے امانتدار اتھارٹی کی ضرورت:

تعلیمات قرآنی کی رو سے کسی خبر یا اطلاع کو صرف اسی صورت میں تسلیم کیا جاسکتا ہے جب خبر دینے والے کی حیثیت اس کی ثقاہت' عدالت' حفظ و ضبط' امانت داری' اس کا مقام' عزت و حرمت' سیرت' لوگوں کا اس پر اعتماد' اس کا عمل' عقل و دانائی معتبر ہو۔

Marfat.com

یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کون سی اتھارٹی اور کون سی آئیڈیالوجی خبر یا اطلاع کے پس پشت کارفرما ہے' خبر پر اعتماد کے ضمن میں ایک اور اہمت بات یہ ہے کہ خبر کا منبع تو صحیح ہو لیکن وہ خبر متعلقہ ہدف تک پہنچتے پہنچتے راستے میں تغیر و تبدل کا شکار نہ ہوگئی ہو۔ بقول ابوالحسن علی ندویؒ:

''یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی علم یا اطلاع کا منبع تو پوری طرح محفوظ ہو لیکن کسی شخص کیلئے اس کا ذریعہ قابل اعتماد نہ ہو' یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز اپنے اصل سرچشمہ سے پوری طرح محفوظ روانہ ہوئی ہو' لیکن منتہیٰ تک پہنچتے پہنچتے اس میں تبدیلی واقع ہوگئی ہو' چنانچہ کوئی بھی پیغام اسی صورت میں قابل اعتماد ہوسکتا ہے جب اس کے تمام ذرائع محفوظ اور قابل اعتماد ہوں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہے کہ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے تمام ذرائع قابل اعتماد ہوں''

''انه لقول رسول كريم۔ ذی قوة عند ذی العرش مكين مطاع ثم امين۔ وما صاحبكم بمجنون۔ ولقد راه بالافق المبين۔ وما هو علی الغيب بضنين' وما هو بقول شيطان رجيم۔

''بے شک یہ رسول کریم (جبریل علیہ السلام) کا لایا ہوا قول ہے' جو بڑا طاقتور فرشتہ ہے اور عرش کے پاس مکین ہے جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے اور تمہارے صاحب مجنون نہیں ہیں اور انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا ہے اور وہ غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں کرتا اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔

بااعتماد رپورٹر کی ضرورت:

پیغام کا اپنے منبع سے نکلنا اور راستے کے جو ذرائع ہیں ان کے قابل اعتماد ہونے کے علاوہ جس شخص کے ذریعے یہ پیغام پبلک تک پہنچایا جاتا ہے' اس کے متعلق بھی تسلی و اطمینان کرلینا ضروری ہے جیسا کہ آیت متذکرہ سے بطور اصول یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے اسی

Marfat.com

طرح مبلغ کے مقام پر اوراس کی خصوصیات کو سامنے رکھنا بھی پیغام کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت ہوتا ہے اس اصول کوقرآن کریم نے یوں واضح کیا ہے:

فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعلقون

ان اہل مکہ کی توجہ اس طرح مبذول کرائیے کہ اس سے ذرا یقین دہانی کے لئے تمہیں اور کیا ثبوت چاہیے کہ اس سے قبل میں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں تو کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے

ابلاغ کے حوالے سے آنحضرت کی امانتداری:

اعتماد کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار کوہ صفا پر چڑھ کر اہل مکہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک لشکر چھپا ہوا ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم یقین کرلو گے سب اہل مکہ نے کہا کہ ہم یقین کرلیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔''

امانتداری کی اس سے بہتر مثال کہیں اور نہیں مل سکتی کہ جو دشمن آپ ﷺ کو قتل کرنے کے درپے اور آپ ﷺ ان کی شر اور ایذا کی وجہ سے مکہ چھوڑ رہے ہیں' انہوں نے آپ ﷺ کو ''الصادق الامین'' کا لقب دیا۔ اس اعتماد اور سچائی کے نتائج جلد ہی سامنے آئے اور تھوڑے ہی عرصے میں پورا عرب آپ ﷺ کی سچائی کا معترف ہوگیا۔

Marfat.com

رپورٹرز کی ذمہ داریاں

ا: فاسق کی خبر کی تحقیق: قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے:

یایھا الذین امنوآ ان جاء کم فاسق بنبأٍ فتبیّنوا

''اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کرلیا کرو''

ابو بکر جصاص آیت کریمہ کی تشریح میں رقم طراز ہیں کہ کسی آدمی کی خبر کو اس وقت تک قبول نہ کیا جائے جب تک دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے لیکن بعض حالات میں (خبر کی اہمیت کے پیش نظر) اسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ جس میں کسی نقصان کا احتمال نہ ہو' مثلاً کسی کی طرف سے بھیجا ہوا ہدیہ یا کوئی ایسی ہی چیز وغیرہ۔

پیغام یا خبر قبول کرنے اور اس پر محاکمہ کرنے کے جتنے بھی ذرائع ہیں قیامت کے روز ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

ان السمع والبصروالفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلاً

''بیشک سماعت بصارت اور دل ان سب کے متعلق پوچھا جائیگا''

مصطفیٰ السباعی آیت کریمہ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ میں جن چیزوں کا ذکر ہوا ہے۔ تحقیق' علم اور یقین کے یہی تین ذرائع ہیں۔ یعنی خبر صحیح کے لئے سماعت' مشاہدہ' کے لئے بصارت اور ان پر محاکمہ کے لئے دانش یعنی عقل کا استدلال قیامت کے روز ان کے متعلق انسان جواب دہ ہوگا۔

۲: بلا تحقیق بات آگے نہ بڑھانا:

کسی بات کو بلا تحقیق قبول کرنے اور پھر اسے آگے پہنچانے والے کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ماسمع

''کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے پہنچاتا

Marfat.com

پھرے۔"

اسی حدیث نبوی اور قرآنی احکام کے باعث مسلمانوں میں شروع سے ہی تحقیق وجستجو کا شوق پیدا ہوا اور اس کا آغاز حدیث نبوی کی تحقیق سے ہوا' چونکہ سب سے بڑا اندیشہ اس امر کا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بے سروپا باتیں' منسوب نہ کی جائے۔

۳: تحقیق کیلئے شہادت کی ضرورت:

حدیث نبوی کے بارے میں تحقیق کا آغاز عہد صحابہ سے ہی ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک صحیفہ تیار کیا تھا لیکن اس خیال سے تلف کردیا کہ مبادہ رسول اکرم ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہوجائے جو آپؐ نے نہ فرمائی ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے کوئی معروف ثقہ شخص بھی حدیث بیان کرتا تو بغیر شہادت کے اسے قبول نہ کرتے جب شہادت مل جاتی تو اس پر سختی کے ساتھ عامل ہوجاتے تھے' حضرت علیؓ کے سامنے کوئی شخص حدیث روایت کرتا تو آپ اس سے قسم لیتے تھے' اسی طرح دوسرے صحابہ بھی قبول روایت کے معاملے میں بہت محتاط تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد سب کے پیش نظر تھا کہ:

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار

"جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کہا اس نے اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لیا۔"

صحابہ کرامؓ کے عہد میں کسی روایت کی صحت جانچنے کے لئے یہی کافی تھا کہ راوی سے شہادت طلب کی جاتی تھی۔ تابعین کے عہد میں چونکہ سلسلہ سند قائم ہوگیا تھا اس لئے صرف شہادت کافی نہیں ہوسکتی تھی بلکہ جو شخص کوئی حدیث روایت کرتا تو اسے بتانا پڑتا تھا کہ اس نے کس سے سنی اور اس نے کس سے تا آنکہ یہ سلسلہ نبی کریم ﷺ تک پہنچ جاتا۔

۴: تحقیق کیلئے سند بیان کرنا:

شروع شروع میں اسناد کے بیان کی زیادہ اہمیت نہیں تھی کیونکہ کوئی شخص دانستہ آفتاب رسالت ﷺ کی طرف غلط بات منسوب کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا لیکن جب

Marfat.com

طرح طرح کے فرقے پیدا ہوگئے اور بد باطن لوگوں نے اپنے اپنے عقائد باطلہ کو ثابت کرنے کیلئے احادیث وضع کرنی شروع کیں تو سند حدیث کی روایت کے لئے ایک لازمی اوراہم شرط قرار دے دی گئی۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں:

روایوں نے جھوٹ کی آمیزش شروع کر دی تو ہم نے تاریخ سے کام لینا شروع کر دیا۔

محمد بن سیرین کا قول ہے:

پہلے لوگوں سے اسناد کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر جب فتنہ واقع ہوگیا تو محدثین نے کہا ہم سے اپنے راویوں کے نام بیان کرو تاکہ یہ دیکھا جائے کہ وہ اہل سنت میں سے ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ان کی حدیث قبول کر لی جائے اور اگر وہ اہل بدعت میں سے ہیں تو ان کی حدیث ترک کی جائے۔

اسناد کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے:

''اسناد دین کا جزو ہے اگر یہ نہ ہوتی تو جس کے جی میں جو آتا کہہ گزرتا''

اسناد کے بارے میں تحقیق ایک بہت مشکل کام ہے لیکن فن اسماء الراجل کی تدوین کی وجہ سے لاکھوں افراد کے حالات مدون ہوگئے۔

۵: <u>خبر دینے میں اصول تحقیق پر عمل کرنا:</u>

کسی بھی واقعہ کی صحت کو جانچنے کے لئے یہی کافی نہیں ہوتا کہ اس کو بیان کرنے والا شخص قابل اعتماد ہے بلکہ اگر وہ واقعہ ایسا ہے کہ عام تجربے اور مشاہدے کے خلاف ہے، گردوپیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا، عقل اس کے وقوع کو تسلیم نہیں کرتی تو اس واقعے کی صداقت جانچنے کے لئے مزید تحقیق وتفتیش کی ضرورت ہوتی ہے، روایت حدیث میں چونکہ راوی کے فہم وسماع کی وجہ سے فرق پڑنے کا امکان ہوتا ہے اور جوں جوں سلسلہ سند طویل ہو یا امکان اسی قدر بڑھتا جاتا ہے، مزید برآں وضع حدیث کی وجہ سے یہ تحقیق اور بھی ضروری ہو جاتی اس لئے محدثین وفقہا نے قبول روایت کیلئے متن حدیث کی تحقیق کے بھی اصول وضع کئے ہیں:

Marfat.com

۶: **صحیح خبر کے لئے اصول روایت و درایت کا تعین:**

اصول روایت کی طرح درایت بھی قرآن حکیم سے ماخوذ ہیں: حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جب منافقین نے تہمت لگائی اور کچھ مخلص مسلمان بھی شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے تو قرآن نے حضرت عائشہؓ کی برأت بیان کرتے ہوئے کہا:

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ

''جب تم نے اس خبر کو سنا تو ایسا کیوں نہیں کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کرنا مناسب ہی نہیں۔ سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے۔''

یعنی منافقین کی یہ روایت درایۃً غلط تھی اسلئے تمہیں اس بات کا تذکرہ تک نہیں کرنا چاہتے تھا۔

درایت کی ابتداء عہد صحابہ سے ہو چکی تھی' اور ذخیرہ احادیث میں بعض صحابہ سے متعدد ایسی روایت ہیں جنہیں دوسرے صحابہ نے درایت کی بناء پر صحیح تسلیم نہیں کیا۔ محدثین نے اصول روایت کی طرح اصول درایت بھی متعین کئے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ایسی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

☆ جس میں لفظی و معنوی رکاکت پائی جائے یعنی الفاظ اور جملوں کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت کے معیار سے گری ہوئی ہو اور خلاف عقل ہو۔

☆ مسلمہ اصولوں' محسوسات اور مشاہدے کے خلاف ہو۔

☆ قرآن حکیم' حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو۔

☆ معمولی بات پر سخت عذاب یا معمولی کام پر بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

☆ ایسی روایت ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونا چاہیے لیکن ایک آدمی کے سوا اسے کوئی روایت نہ کرتا ہو۔

☆ کسی ایسی پیشنگوئی سے متعلق ہو جو مہینے اور سال کے تعین کے ساتھ ہو مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار سال ہوگی وغیرہ۔

Marfat.com

☆ کسی ایسے واقعے سے متعلق ہو اگر وہ وقوع میں آتا تو اس کے سینکڑوں راوی ہوتے لیکن صرف ایک آدمی اس کو روایت کر رہا ہے۔

۷: مبلغ کیلئے مستند روایات کا سہارا لینا:

اسلام کے داعی اور مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خطبے' دعوت' پیغام اور گفتگو کو مستند ثقہ' قابل اعتماد روایات اور معلومات سے مزین کرے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ وعظ کو موثر بنانے اور گفتگو کی دلآویزی کیلئے بے سروپا حکایات اور من گھڑت قصے کہانیوں کو گفتگو اور وعظ میں شامل کرلیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پڑھے لکھے طبقے میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ مبلغ' داعی یا مؤلف بغیر تحقیق کے گفتگو کرتا ہے' نتیجتاً ایسا طبقہ جو معاشرے میں موثر کردار ادا کرسکتا ہے ایسے افراد کی گفتگو نہیں سنتا۔

۸: وعظ و تقریر کے حوالے سے افسوسناک پہلو:

جب وعظ اور تقریر میں تاریخی حوالے دینے ہوں تو انتہائی افسوس ناک امر یہ ہے کہ ایسی شخصیات کو یکجا کردیا جاتا ہے جن کے درمیان صدیوں کے فاصلے ہوتے ہیں۔ یہ جانے بغیر کہ ایک شخصیت کی ولادت سے پہلے دوسری شخصیت کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان شخصیات کو ایک مجلس میں جمع کر کے کہانی بنادی جاتی ہے۔ ایک مستند کتاب میں لکھا ہوا تھا کہ ''امام بخاری نے بچپن میں امام محمد سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی'' حالانکہ جب امام بخاری پیدا ہوئے (۱۹۴ھ) اس سے سالہا سال پہلے ۱۴۹ھ میں امام محمد کا انتقال ہوگیا تھا۔

جب تاریخ سے واقف اہل علم اس قسم کی تحریریں پڑھتے ہیں یا ایسے مواعظ اور گفتگو سنتے ہیں تو ان کے دل سے اس شخصیت کا احترام سرے سے اٹھ جاتا ہے جو ایسی بے سروپا گفتگو کررہی ہو۔

یہ صورت حال اس وقت سنگین ہوجاتی ہے جب موضوع گفتگو تصوف یا تصوف سے وابستہ کوئی شخصیت ہو' اس حوالے سے کرامات اور خوارق عادات واقعات کا ایک طوفان

Marfat.com

کھڑا کر دیا جاتا ہے جب کہ کسی بھی متقی اور خدا رسیدہ شخصیت کی عظمت اس میں نہیں کہ ان سے کرامات کا ظہور کس قدر ہوا بلکہ عظمت اس میں ہے کہ وہ سنت نبوی کی متبع کس قدر تھی۔

معجزات اور کرامات ایسے امور نہیں جو کسی کے بس میں ہوں۔ یہ محض اللہ کی دین ہے، جو جب چاہے دیتا ہے اور جب چاہے واپس لے لیتا ہے جو چیز انسان کے بس میں ہے وہ اس کے کردار کی پختگی، اس کی اہلیت، خلوص، نیکی اور خدمت خلق ہے جو انسان کو عظمت عطا کرتی ہے۔

بہرحال اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص جو کوئی بات کہے یا لکھے وہ مستند ہونی چاہیے تاکہ اس کی بات کا اعتبار اور اعتماد ہو۔

بے سروپا حکایات اور روایات بیان کرنے سے انسان کی اپنی شخصیت بھی بے اعتبار ہو جاتی ہے اور دین کو نقصان پہنچانے کا خدشہ بھی۔ جو بہت بڑا جرم اور ناقابل معافی عمل ہے۔

الحمدللہ آج مورخہ ۳۱ مارچ ۲۰۱۴ء کو کتاب کا کام اختتام پذیر ہوا۔ ہم دونوں (اظہار الحق) اور سعید الحق رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس عظیم کام کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشی۔ آخر میں ہماری یہی دعا ہے کہ اللہ کریم قارئین کتاب ہذا کو ہمارے سمیت اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

Marfat.com

نوٹ

میرے ایک دوست مولانا رومان حکیم صفدر نے میرے تعارف کے حوالے سے کچھ کلمات اس خواہش کے ساتھ تحریر کئے ہیں کہ اس کو کتاب ھذا کا حصہ بنایا جائے گا۔لہٰذا عام رواج کے برعکس اس تحریر کو کتاب کے آخر میں ''تمت بالخیر'' کی جگہ دے دی گئی۔قارئین انکی رائے سے اتفاق یا اختلاف کا حق محفوظ رکھتے ہیں ''ذرا سوچئے'' کے عنوان سے ان کی تحریر ملاحظہ کیجئے۔........... (اظہار الحق)

ذرا سوچئے

زندگی میں بسا اوقات آپ کا ایسے لوگوں کے ساتھ بھی واسطہ پڑتا ہے کہ جن کے ساتھ پہلے سے قریبی تعلق نہ ہونے کے باعث انکے بارے میں کئی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں مثلاً کہ یہ شخص مغرور ہوگا' متکبر ہوگا' گستاخ ہوگا اور پتہ نہیں کیا کیا القابات و خطابات سے ان کو نوازا جاتا ہے یہ مسئلہ تو اس وقت اور بھی سنگین ہو جاتا ہے جب اس قسم کی شخصیت کو آپ نظریات اور افکار و خیالات کے زاویئے سے دیکھتے ہیں یا ان کے بارے میں سنتے ہیں اور جب آپ انکے نظریات و خیالات کو بالعموم فروعی مسائل اور مجتہدات کے بارے میں اپنی قائم کردہ رائے سے مختلف پاتے ہیں تو پھر تو یہ توہم حق الیقین تک جا پہنچتا ہے۔

لیکن اگر آپ کو اسی شخص کے قریب جا کر تبادلہ خیالات کا موقع ہاتھ آجاتا ہے تو رفتہ رفتہ آپ کے تاثرات اور خیالات میں واضح فرق آنا شروع ہو جاتا ہے اور یوں بندہ منفی سے مثبت کی طرف یوٹرن لیتا ہے۔بعض اوقات تو بندہ اس قسم کے معاملات میں خصوصاً علمی شخصیات کے بارے میں قائم کردہ منفی رائے پر اتنا پشیمان اور اس سوچ پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ بندہ مغرور متکبر اور گستاخ تو کیا؟ یہ تو اس معاشرے میں بھی ایک مظلوم مفید اور درد دل رکھنے والا شخص ہے۔

میرے ساتھ کچھ اس طرح ہوا' مدارس کی دنیا میں قدم رکھتے ہی مدرسہ شاہ منصور کا نام متواتر سنتا رہا' کچھ وقت چکوال اور دیگر مدارس میں گزارنے کے بعد دورۂ موقوف علیہ کے لئے شاہ منصور کے لئے عازمِ سفر ہوا۔ داخلہ مل گیا۔اسباق جاری تھے' جس مسجد میں میرا قیام تھا' وہاں بعد از نماز عشاء لاؤڈ اسپیکر پر درس قرآن ہوا کرتا تھا۔عوام کے علاوہ کالج کے طلبہ اور تعلیم یافتہ

Marfat.com

حضرات کا ایک جم غفیر جمع ہوتا تھااور بڑے انہاک سے درس سن کر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوجاتا تھا۔ بعض لوگ درس دینے والے کے بارے میں عجیب قسم کے خیالات رکھتے تھے' مثلاً تجدد پسند ہے' اپنے اسلاف کے باغی' مجتہد ہونے کا مدعی اور پتہ نہیں کیا کیا ہیں۔ اور یوں ہم ان کے زیادہ قریب جانے سے کتراتے تھے' مگر پھر بھی اپنے کمرے میں بیٹھ کر ان کو مسلسل اور انہاک سے سننا ہماری مجبوری تھی اور بالآخر ان کے خیالات و افکار اِور درس کے انداز اور گفتار کے حوالے سے میرے اندر کی دنیا بدل گئی۔ میری کیا بلکہ ایک ماہ کے اندر اندر بہت سارے طلبہ کی بھی۔ میں ان کے قریب گیا اور قریب سے دیکھا اور سنا۔ ہر بات دلیل و برہان کے ساتھ کرنے کی ان کی عادت مجھے بہت اچھی لگی۔ کہیں کسی بات پہ تنقید کرتے تو بڑے مودبانہ انداز میں میرے ذہن میں اس شخص کی تصویر پہلے کچھ اور' اور اب کچھ اور ہوگئی۔

میں کئی کئی گھنٹے ان کے ساتھ بیٹھ کر سوالات بلکہ تحفظات اور اعتراضات کرنے لگتا تھا۔ وہ بڑے خندہ پیشانی سے سنتا' دلائل سے مطمئن کرانے کی کوشش کرتا۔ ہروقت طمانیت' خودی اور خوداعتمادی ان کی آنکھوں سے جھلکتی تھی' میں جس کتاب کا نام لیتا یا جو بھی مسئلہ زیرِ بحث لانے کی کوشش کرتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا انہوں نے اس کے لئے آج ہی کوئی خاص تیاری کررکھی ہے۔

میرا ان کے ساتھ تعلق اب قریب تر ہوتا گیا اور علماء' زعماء سیاسی اکابرین' علمی شخصیات اوراعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے سے ان کی گفتگو کوئی بار سننے کا موقع ہاتھ آ گیا' صوبے کے بڑے بڑے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً ڈاکٹرز' اشرافیہ اورانتظامیہ کے اعلیٰ افسران ان کے مداح تھے اوراپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے انکے ساتھ رابطے میں رہتے۔ سیمینارز اور کانفرنسز میں ان کو بلاتے' اور اپنے سوالات ان کے سامنے رکھتے تھے۔

دوسری طرف صرف ونحو' قرآن اوردیگر دینی علوم پر دسترس بھی ان کی قابل دید تھی۔ دارالعلوم حقانیہ کے قابل ذکر فضلاء اور طلباء میں ان کا نام نمایاں تھا۔ شنید ہے کہ اکثر کتب حدیث خصوصاً بخاری' ترمذی' ابوداؤد کی عبارات وہ پڑھتے تھے اور دارالعلوم کے اکثر مشائخ کی خواہش ہوتی تھی کہ عبارت وہ ہی پڑھتے رہیں۔ ایک مرتبہ میں نے انہی کے ساتھ درس میں شریک ایک اور بڑی علمی شخصیت کے بارے میں شیخ مغفور اللہ مدظلہ العالی سے تذکرہ کیا تو

Marfat.com

حضرت شیخ نے ان کے بارے میں بھی اچھے تاثرات دیتے ہوئے فرمایا کہ صاحب حق صاحب شاہ منصور کا علمی مقام کچھ اور ہے۔

دوسری طرف انسان دوستی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی انسان کو تکلیف میں دیکھتا یا کسی غریب اور بے سہارا طالب علم کے بارے میں سنتا تو ہمہ تن گوش ہوکر فوراً ان کی مدد کے لئے پہنچ جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ان کے گاؤں میں ایک غریب خاتون کو گردوں کا عارضہ لاحق ہوا' اس کے خاوند مزدور کار تھے بات ڈائیلاسز تک پہنچ گئی تو پشاور تک ان کے ساتھ تگ و دو میں عملاً شریک رہے۔ پھر جب اس خاتون کا انتقال ہوا تو کافی حد تک بے چین رہے۔ پتہ چلا کہ پشاور آنے جانے اور وہاں ڈائیلاسز کے اخراجات کا بوجھ نہ اٹھا سکنے کے باعث موت کے منہ میں چلی گئی اور یوں کرتے کرتے شاہ منصور کے ہسپتال میں چار ڈائیلاسز مشینوں کا انتظام ہوگیا۔ جو آج تک جاری ہے اور ضلع صوابی اور ضلع بونیر کے گردوں کے مریض اس ڈائیلاسز سنٹر سے مفت استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ شاید ان کے پاس پیسے کی فراوانی ہوگی؟ نہیں! بس وہ اپنے دوستوں سے اس قسم کے اجتماعی فائدے کیلئے درخواست کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اور یہ بھی اسی طرح ہوا۔ مولانا ادریس چیئرمین امہ ویلفیئر ٹرسٹ سے ان کی پکی یاری تھی اور اب بھی ہے۔ انکو پورا ماجرا سنایا اور مہینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں میں ڈائیلاسز سنٹر کا انتظام ہوگیا۔

کتنے غریب لیکن باصلاحیت سٹوڈنٹس آج ان کی وجہ سے ڈاکٹرز اور انجینئرز بن کر کام کر رہے ہیں ان کے سامنے اپنی بے بسی' غربت اور مالی کمزوری کبھی دیوار بن کر کھڑی نہیں ہوئی۔

جب ملاکنڈ کے IDP's صوابی آئے تو یہ شخص حرکت میں آ گیا۔ دن رات کام کیا اوران کے واپس جانے تک چین سے نہیں بیٹھا۔ 2010ء کا سیلاب ہو یا 2008 کا زلزلہ ہر تکلیف اور مصیبت کے وقت میں نے ان کو اس حدیث کا مصداق پایا۔

ترى المومنين فى تراحمهم وتعاطفهم وتوادهم كمثل الجسد اذا شتكىٰ عضو منه تداعىٰ له سائرالجسد بالسهر والحمىٰ

میں اُن کی خدمات پر کب تک لکھتا رہوں گا' ان کے وسیع تعلقات کا کہاں تک تذکرہ کرتا رہوں گا مگر ایک بات کا تذکرہ ضرور کروں گا کہ گریڈ 20 کے اعلیٰ منصب پر فائز

Marfat.com

ہوتے ہوئے بھی ان کی مالی حالت یہ ہے کہ 2011ء میں وہ اوران کی اہلیہ نے جب حج پر جانے کا ارادہ کیا تو ان کی اہلیہ کو اپنے زیورات بیچنے پڑے۔ ان کے پاس نہ اپنی ذاتی کار ہے نہ گھر۔ والد صاحب سے ترکے میں ملے ہوئے گھر میں رہتے ہیں۔ اور خودی اور خودداری کا مجسمہ بنے ہوئے بڑے خوش ہیں۔

اپنے گاؤں کے جرگے کا 6 سال تک صدر رہا اور اصلاح بین الناس کا بیڑہ اٹھایا ضلع کے جرگہ کا موثر اور نمائندہ ممبر رہا۔ اور دل کی گہرائیوں سے اس کام کو موثر انداز میں نبھایا۔ اب بھی ان تمام کاموں کو بحسن و خوبی جاری رکھے ہوئے ہیں اور اب یہ کتاب ''دغابازی ایک ناسور'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ وہ ہمیشہ بڑے نالاں رہتے ہیں کہ ہمارے مسلمان کیوں اسلام اور دغا بازی کو جمع کرتے ہوئے بھی اس حسن ظن میں مبتلا ہیں کہ ہم جنت کے مستحق اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ یہ کتاب بھی ان کے اس قومی درد کا شاخسانہ ہی سمجھ لیجیے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ یہ میں کس کا تذکرہ کررہا ہوں تو قارئین! یہ اس کتاب کے مولف پروفیسر اظہار الحق کی بات کررہا ہوں جو کہ استاد العلماء حضرت مولانا عبدالروف کڈی کے نواسے، حضرت شیخ الحدیث مولانا فضل الٰہیؒ کے فرزند اور سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل شیخ شمس الہادیؒ کے بھتیجے ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور دینی وعصری علوم پر دسترس رکھنے والے پروفیسر ہیں جو آج کل گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا رہے ہیں۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

Marfat.com

دغابازی

ایک

ناسور

ایک ایسی کتاب جس میں جھوٹ، جھوٹی گواہی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، الزام تراشی، ناپ تول میں کمی، دھاندلی، ہارس ٹریڈنگ، ذخیرہ اندوزی، پیشہ ورانہ گداگری، چور بازاری، قومی وعالمی منڈیوں کی دغابازی، جعلی کرنسی کا استعمال، فوٹو چینج، ناجائز سفارش، جعلسازی، ناجائز حیلے، نام نہاد تحائف کی شکل میں رشوت، فریب کاری، اپریل فول، بے بنیاد سیاسی پروپیگنڈے، سٹہ بازی، اور اسٹاک **ایکسچینج** کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق دغابازی کے مختلف پہلوؤں پر اسلامی اور رائج الوقت قوانین کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔

تالیف

پروفیسر اظہار الحق

معاون

... جدون

مکتبہ شیخ الہندؒ

Marfat.com